١٦١٦ ١٦١٥
علم الکونین ؛ اتفاق العوام

وعلم آدم الاسماء کلها

الحمد للہ کہ درین ایام فرخندہ فرجام این رسالہ در ثبوت

علم رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم

مسمی بہ

علم الکونین و لرسول الثقلین

مولفہ

سید محمد فائق واسطی

نظامی بہاری ساکن [illegible] ضلع مظفرپور [illegible]

صدق دل سے ہی یہ کہنا لائق
جز خدا سب سے محمد فائق

سُبحٰانَکَ لاَعِلمَ لَنَا اِلاَّ مَا عَلَّمتَنَا اِنَّکَ اَنتَ العَلِیمُ الحَکِیمُ ؕ

اَلحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِی اَکرَمَ بَنِی اٰدَمَ عَلَی العٰلَمِینَ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَن عَلَّمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی عِلمَ الاَوَّلِینَ وَ الاٰخِرِینَ ؕ

امّا بعد یہ فقیر حقیر ہیمدان ابجد خوان

﴿ سید محمد فائق واسطی ﴾

نظامی نیازی ساکن قصبہ مسوہ ضلع فتح پور چند اوراق متعلقہ علم عالم ما کان وما یکون عن وجودہٖ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہٖ وسلّم لکھکر ہدیۂ ناظرین کرتا ہے اور اُن سے دعاے مغفرت چاہتا ہے

ہم لوگوں میں

ایک فریق کا یہ دعوے کہ رسول اللہ صلعم کو علم غیب ہے دوسرے فریق کا یہ دعوے کہ سوائے خدا کے کسی کو علم غیب نہیں۔ برخلاف ان صاحبوں کے ہمارا یہ دعوے کہ نہ تو خدا کو علم غیب ہے اور نہ رسول کو علم غیب ہے دوسروں کا کیا ذکر۔ اس لئے کہ کسی شے پوشیدہ اور غائب کو بغیر کسی ذریعہ کے معلوم کر لینا اس کا نام علم غیب ہے۔ خدا تعالیٰ سے کوئی شے پوشیدہ اور غائب نہیں تاکہ بعد جاننے کے اُسکو عالم الغیب کہیں۔ رسول اللہ صلعم اور دوسروں کو علم بواسطہ ہوتا ہے۔ خواہ وہ واسطہ وحی ہو یا الہام

ہو یا القا ہو یا رؤیای صادقہ ہو یا قرائن ہوں یا علل اور آثار یا کوئی اور اسباب ہوں حسّی ہوں یا عقلی ہوں اور جب وہ علم بالواسطہ ہوا تو اُسکو علمِ غیب اور جاننے والے کو عالم الغیب نہیں کہہ سکتے۔

توضیح اِس کی یہ ہے

کہ اللہ جلّ شانہٗ کو جو علم ہے وہ کسی آلہ اور اسباب پر موقوف نہیں بلا واسطہ ذرہ ذرہ ازل سے ابد تک جو کچھ ہے سب کا سب اُس کے سامنے حاضر اور موجود ہے۔ پس یہی حضوری اُس کا علم بلکہ عین ذات ہے۔

اور ہم لوگوں کو جو کسی چیز کا علم ہوتا ہے عقل اور حواس کے ذریعہ سے ہوتا ہے پس جو چیزیں ہم کو بذریعہ حواس کے معلوم ہوتی ہیں اُن کی یہ صورت ہے کہ جب وہ چیزیں بواسطہ یا بلا واسطہ ہمارے مشاہدہ کے محاذی ہوجاتی ہیں اس وقت وہ چیزیں محسوس ہوکر قوتِ حافظہ میں جاکر مخزون ہوجاتی ہیں اور جب تک وہ چیزیں ہمارے حواس کے محاذی نہیں ہوتیں ہم کو اُن کا علم نہیں ہوتا اور جو چیزیں بذریعہ عقل کے معلوم ہوتی ہیں اُس کی یہ صورت ہے کہ اُن کے آثار اور علامات جو بذریعہ حواس عقل کے سامنے ہوتے ہیں موافق اصول اور قواعد موضوعہ کے عقل اُن میں اپنا تصرف کرکے اُن چیزوں کو معلوم کرلیتی ہے اور بعد علم اس کو اپنے خازن کے حوالہ کرتی ہے۔ پس بذریعہ عقل یا بذریعہ حواس جن چیزوں کا علم ہمکو ہوتا ہے وہی سرمایہ ہمارے علم اور ادراک کا ہے اور جو چیزیں ہمارے عقل اور حواس میں نہیں آتیں اُن کے جاننے سے ہم عاجز ہیں۔

طرفین سے غیب کے نفی و اثبات میں گفتگو ہو رہی ہے

مگر اب تک کسی نے غیب کی حقیقت اور عدم غیب کی ماہیت بیان نہیں فرمائی حالانکہ ہر مبحث کے لیے تحریر دعوے کا ہونا شرط ہے۔

یہ معلوم ہے کہ اللہ جلّ شانہٗ کی ذات غیر متناہی اُس کی معلومات غیر متناہی اُس کے علوم غیر متناہی ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ اپنی معلومات کی نسبت حدیث قدسی میں فرماتا ہے کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ میں ایک خزانہ مخفی تھا پس میں نے چاہا کہ میرا عرفان ہو پس میں نے خلق کو پیدا کیا

اس حدیث میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو کنز مخفی فرمایا اور جو اُس کی معلومات
غیر متناہی ہیں اُن کو اُس کے مکنوز اور مخزون سمجھنا چاہیے۔ پس باقتضائے
حُبِ رحمانی بعض معلومات مرتبہ غیبوبت یعنی نہاں خانہ کنز سے میدانِ شہود میں آکر
مشہود خلائق ہوئے اور مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ کے ساتھ تعبیر کیے گئے۔ اور بعض معلومات
تہ خانہ علم الٰہی میں رہے کہ اُن کا ظہور نہیں ہوا۔ وہ غیب کے ساتھ تعبیر کیے گئے۔ اور
موافق آیت کریمہ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ کے اللہ تعالیٰ کا علم کثیر مغیبات اور
مشہودات سب کو محیط ہے۔ اس معنی کر اللہ تعالیٰ اپنے حق میں فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ
عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ وہ اللہ تعالیٰ الغیب اور شہادت دونوں کا جاننے والا
ہے اور رسول اللہ صلعم اور دوسرے لوگ صرف مشہودات کے جاننے والے ہیں اُنکو
مغیبات کا علم نہیں اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلعم اور لوگوں سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے
وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا اور نہیں دیے گئے تم علم سے مگر تھوڑا۔
رسول اللہ صلعم کو جو مشہودات یعنی مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ کا علم ہے وہ بطور
کُلّی کے ہے جو موجبہ کلیہ کا مصداق ہے۔ اور دوسروں کو جو
مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ کا علم ہے تو وہ بطور جزئی کے ہے جو مصداق موجبہ جزئیہ کا
ہے۔

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ اور
مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي مِن رُّسُلِهِ مَن
يَشَاءُ سے جو یہ سمجھا جاتا ہے کہ بعض بعض رسولوں کو علم غیب دیا گیا ہے تو بعد علم کے
وہ غیب غیب نہ رہا بلکہ وہ علم کے تحت میں آکر معلوم ہو گیا گو باعتبار ما کان کے اُسکو
غیب کہیں لیکن بنظر اتصاف وہ غیب نہیں۔ پس قرآن اور حدیث میں جہاں جہاں علم غیب
کی نفی آئی ہے اُس سے وہی افراد مکنوزہ مراد ہیں جو علم الٰہی میں مخفی اور مستور ہیں اور ابتک
اُن کا ظہور نہیں ہوا اور یہی وجہ ہے کہ سوائے خدا کے اُن کا کوئی جاننے والا نہیں۔ اور
ہم نے رسول اللہ صلعم کے علم کلی ہونے کا جو دعوےٰ کیا ہے تو صرف اُنہی امور کا دعوےٰ
کیا ہے جو مرتبہ غیبوبت یعنی کنز مخفی اور علم الٰہی سے ظہور پا کر تمام عالم کو جگمگا دیا۔

مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ میں سے

بعض بعض افراد کے متعلق رسول اللہ صلعم نے جو لا ادری۔ لا اعلم وغیرہ فرمایا

تو اُس کی یہ وجہ ہے کہ رسول اللہ صلعم کی ذات مقدس :-

تین شانوں

کے ساتھ ظہور کرتی رہتی تھی کبھی تو **شانِ بشری** کا ظہور ہوتا تھا اور کبھی **شانِ ملکوتی** طاری ہوتی تھی - اور کبھی **شانِ الوہیت** کا پرتو ہوتا تھا - پس جس وقت **شانِ بشری** کا ظہور ہوتا تھا اُس وقت آپ کو لوازمات بشری عارض ہوتے رہتے تھے جیسے ذہول ، اور نسیان ، اور غفلت ، اور عدم توجہی وغیرہ پس احیاناً اگر کسی وقت آپ نے کسی امر کی نسبت لَا اَعْلَمُ یا لَا اَدْرِیْ فرمایا تو حقیقۃً یہ لاعلمی نہ تھی بلکہ وہ علم تحت ذہول یا نسیان یا غفلت یا عدم توجہی کے مستور تھا - یا **شانِ ملکوتی** کا غلبہ یا **الوہیت** کا فیضان ہوتا تھا کہ اُس وقت اس عالم کی طرف سے بالکل توجہ اُٹھ جاتی تھی -

لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ

پس یہ وجہ لَا اَدْرِیْ ، لَا اَعْلَمُ کہنے کی تھی یا کوئی مصلحت مانع اظہار ہوتی تھی جس کی وجہ سے حرف لا زبان پر آتا تھا - یا حکم خداوندی کی تعمیل تھی -

قُلْ اِنَّمَا عِلْمُھَا عِنْدَ اللّٰہِ - قُلْ لَّا اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا - قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ - قُلْ اِنَّمَا عِلْمُھَا عِنْدَ رَبِّیْ لَا یُجَلِّیْھَا لِوَقْتِھَا اِلَّا ھُوَ - پس یہ اسباب عدم اظہار کے ہوتے تھے ورنہ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ میں سے کوئی ایسا فرد نہ تھا جو آپ کے احاطۂ علم میں نہو -

ہم نے جو یہ دعوےٰ کیا ہے

کہ خداوند تعالےٰ کو علم غیب نہیں اور اس دعوے کو دلیل عقلی سے پایۂ ثبوت کو پہنچا دیا اس پر یہ **شبہ** ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے کلام پاک میں اِنَّ اللّٰہَ عَالِمُ الْغَیْبِ سے اپنی غیب دانی کی خبر دیتا ہے اور تم اُس کے خلاف اُس کی غیب دانی کی نفی کرتے ہو یہ کس طرح ہو سکتا ہے -

جواب اس کا یہ ہے

کہ غیب کے دو اطلاق ہیں ایک **غیب حقیقی** دوسرا **غیب اضافی**

غیب حقیقی مرتبہ غیوبت کا نام ہے جس کو ہم نے **علم الٰہی** سے تعبیر کیا ہے
اور اس کو کسی سے غائب اور پوشیدہ ہونے کی وجہ سے غائب نہیں کہتے بلکہ بلا
لحاظ غیرے فی نفسہ اُس مرتبہ کو **غیب** کہتے ہیں اور اسی مرتبہ کی نسبت اللہ تعالے
جابجا کلام پاک میں فرماتا ہے کہ غیب کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں۔ پس اس غیب
کی ہم نے خداوند تعالے سے نفی نہیں کی اس لیے کہ **غیب** مرتبۂ ذات میں اُس کا
عین ہے اور جس غیب کی ہم نے نفی کی ہے وہ **غیب اضافی** ہے اور غیب اضافی
کے دو لحاظ ہیں ایک لحاظ یہ ہے کہ اُس غیب کی نسبت خدا کی طرف کی جاوے اور یوں
کہا جاوے کہ خدا سے جو چیز پوشیدہ اور غائب تھی جب خدا کو اُس کا علم ہوا تو اُسکو
عالم الغیب کہنے لگے۔ پس اسی غیب کی نسبت ہمارا یہ دعوےٰ ہے کہ خدا کو علم
غیب نہیں اس لیے کہ کوئی چیز اُس سے غائب نہیں تاکہ اُس کے جاننے سے اُس کو
عالم الغیب کہیں۔

دوسرا لحاظ یہ ہے کہ اس غیب کی نسبت مخلوق کی طرف کیجاوے اور یوں کہا جاوے
کہ جو چیزیں مخلوق سے غائب ہیں خداوند تعالے اُن کا جاننے والا ہے۔ اس معنی کر
خدا کو عالم الغیب کہتے ہیں۔

یہ ظاہر ہے

کہ جہان میں جتنی چیزیں ہیں اُن کا یہ حال ہے کہ جو چیز ایک کو ظاہر اور معلوم ہوتی ہے وہی
چیز دوسرے کو غائب اور اُس کو غیر معلوم ہوتی ہے۔ پس جس سے وہ چیز غائب ہے اُسکے
لحاظ سے جاننے والے کو **عالم الغیب** کہہ سکتے ہیں۔ اس صورت میں ہر ایک شخص
عالم الغیب ہو سکتا ہے تخصیص خدا کی نہیں۔ پس جس طرح خدا عالم الغیب ہے اسی طرح
مخلوق عالم الغیب ہے۔ **غیب دانی** میں دونوں برابر اس صورت میں خداوند تعالے
کو مخلوق کے ساتھ مساوات فی العلم لازم آتی ہے اور یہ اُس کی شان کے منافی ہے۔ اسلیے
ہم نے **علم غیب اضافی** کی مطلقاً نفی کردی تاکہ کوئی خرابی لازم نہ آوے۔

اب ہم ایک تمہید کے بعد اسکے دلائل کلی بیان کریں گے پھر بطور استقراء
کے اُس کے جزئیات شمار کرکے اپنے دعوے کا یقین دلائینگے انشاء اللہ تعالے

تمہید

جو چیزیں ہمارے حواس کے محاذی ہو کر ہمکو معلوم ہو جاتی ہیں وہ علم غیب نہیں۔ ہمکو مشہود کہتے ہیں **اسی طرح** جن چیزوں کے آثار اور علامات بذریعہ حواس عقل کے سامنے آتے ہیں اور وہ موافق اصول موضوعہ کے اس میں اپنا تصرف کرکے ان کو معلوم کر لیتی ہے تو یہ بھی **علم غیب** نہیں بلکہ اس کو معقول کہیں گے **کوئی محاسب** بذریعہ اربعہ یا خطائین یا جبر و مقابلہ کے کسی عدد مجہول کو معلوم کرلے تو یہ بھی **علم غیب** نہیں کیونکہ وہ عدد مجہول اگرچہ اسکی عقل اور حواس کے محاذی نہیں لیکن وہ معلومات جو موصل الی المجہول ہیں وہ سب اُس کی عقل اور حواس کے محاذی ہو کر التزاماً اُس مجہول کی خبر دے رہی ہیں۔ پس یہ بھی **علم غیب** نہیں

اسی طرح کوئی طبیب نبض کی حرکت یا قارورہ کی کیفیت یا بشرے کی حالت سے کوئی مرض تشخیص کرلے تو یہ بھی **علم غیب** نہیں کیونکہ وہ مرض مجہول اگرچہ اُس کے مدرکات کے محاذی نہیں لیکن اس کے آثار اور علامات جو اُس مرض پر دلالت کرتے ہیں وہ سب اُس طبیب کی عقل اور حواس کے محاذی ہو کر اُس مرض کو بتلا رہے ہیں۔ پس یہ بھی **علم غیب** نہیں۔

اسی طرح کوئی شخص علت سے معلول کو یا معلول سے علت کو یا لازم سے ملزوم کو یا ملزوم سے لازم کو یا اثر سے مؤثر کو یا مؤثر سے اثر کو معلوم کرلے تو یہ بھی **علم غیب** نہیں کیونکہ اُن کی مدلولات اگرچہ اس کی محاذی نہیں بلکہ غائب ہیں لیکن اُنکی دوال اس کے سامنے ہو کر ہر ایک اپنے اپنے مدلول کی خبر دے رہا ہے۔ پس یہ بھی **علم غیب** نہیں۔

اسی طرح کوئی نجومی یا رتال یا جفار یا مسمریزم والا اپنے اپنے علوم سے اور جو جو علوم اور فنون مجہول کے دریافت کرنے کے لئے ایجاد ہوئے اگرچہ عقلاً شرعاً یہ سب جائز اور ممنوع ہیں لیکن ان کے ذریعہ سے کسی شے مجہول کو معلوم کرلے تو یہ **غیب** نہیں کیونکہ وہ شے مجہول اگرچہ اُس کے مدرکات سے خارج ہے لیکن اُس کے مبادی جن کے ذریعہ سے اُس مجہول کو معلوم کرتا ہے وہ سب اُس کے مدرکات کے سامنے ہو کر اُس مجہول کی طرف دلالت کرتے ہیں۔ پس یہ بھی **غیب** نہیں۔

اسی طرح کوئی سیاح ملکوں ملکوں کی سیر کیا ہوا کسی جگہ غائبانہ وہاں کے حالات بیان کرے یا وہاں کے نقشے دکھلائے تو یہ **علم غیب** نہیں کیونکہ جو چیزیں وہ بیان کر رہا ہے یا دکھلا رہا ہے

اگرچہ اُس وقت اُس کے سامنے نہیں مگر اُنکی صور حاصلہ جو اُس کے حافظہ میں مخزون ہیں
اور وہ اُس کے حس مشترک کے سامنے ہو کر اُن سب کے حُلیے دکھلا رہے ہیں۔ پس یہ بھی
علم غیب نہیں۔

اِسی طرح کوئی شخص چند شیشے ایک دوسرے کے محاذی کر کے ایک شیشہ اپنے سامنے رکھے
اور آخر کا شیشہ کسی گزرگاہ یا کسی مکان کے محاذی کر کے گھر بیٹھے اُس راستہ پر گزرنیوالوں
کی حالت یا اُس گھر والوں کی کیفیت بیان کرے تو یہ **علم غیب** نہیں کیونکہ جن چیزوں کو
وہ بیان کر رہا ہے اگرچہ وہ اُس کی نظروں سے غائب ہیں کیونکہ اُن کے عکوس واسطہ در
واسطہ منتقل ہوتے ہوتے اُس کے سامنے ہو کر اُن سب کا حال تبلا رہے ہیں۔ پس یہ
علم غیب نہیں۔

اِسی طرح کوئی شخص پس دیوار کسی کی آواز سنکر صاحب صوت کو یا کسی صوت مخصوص سے
اُس کے مضاف الیہ مخصوص یا اُس کے نوع کو معلوم کرلے تو یہ **علم غیب** نہیں ہے۔ کیونکہ
صاحب صوت اگرچہ اُس کی نظروں سے غائب ہے لیکن اُس کی آواز جو اُس پر دال ہے
وہ اُس کے حواس کے سامنے ہو کر اپنے مدلول کو تبلا رہی ہے۔ پس یہ **علم غیب** نہیں ہے۔

اکثر آلہ ایسے ایجاد ہوئے ہیں کہ جسم پر لگا کر ساری اندرونی حالت دریافت کرلیتے ہیں
پس یہ **علم غیب** نہیں کیونکہ اندرونی اشیاء اگرچہ ناظر کے سامنے نہیں لیکن بذریعہ مسامات
کے ساری اندرونی حالت اُس آلہ میں منعکس ہو کر اُس کے حواس کے سامنے ہو جاتی ہے
اور جو اندرونی کیفیت ہے اُس کو تبلاتی ہے۔ پس یہ **علم غیب** نہیں۔

بذریعہ خط کتابت جو باہمی ایک دوسرے کا مافی الضمیر معلوم ہو جاتا ہے تو یہ بھی **علم غیب**
نہیں۔ کیونکہ ہر ایک کا مافی الضمیر اگرچہ ایک دوسرے کے مدرکات کے محاذی نہیں لیکن
اُس کے دوال کہ عبارت خطوط اور نقوش سے ہے اُسکے مدرکات کے محاذی ہو کر اُنکے
مافی الضمیر کو ظاہر کرتے ہیں۔ پس یہ بھی **علم غیب** نہیں۔

اِسی طرح کوئی شخص ہمزاد کو تابع کر کے اُس کے ذریعہ سے دوسروں کا حال دریافت کرلے
تو یہ **علم غیب** نہیں۔ کیونکہ اُس کا ہمزاد دوسرے کے ہمزاد سے ملکر اُس کے صاحب کا حال
دریافت کر کے اُس سے آکر بیان کرتا ہے۔ پس یہ بھی **علم غیب** نہیں۔

اِسی طرح کوئی عامل اپنے موکلوں کے ذریعہ سے کہیں کا حال دریافت کرلیتے ہیں تو یہ
بھی **علم غیب** نہیں۔ اِس لیے کہ اُس کے موکل مسئول عنہ کو تفتیش کر کے جو حالت ہوتی
ہے اُسکے سامنے کرتے ہیں۔ پس یہ بھی علم غیب نہیں۔

اسی طرح مہندس گھر بیٹھے جو دریا، جنگل، پہاڑ اور زمین اور آسمان کی پیمائش اور اُس کی مقدار معلوم کرلیتے ہیں تو یہ بھی **علم غیب** نہیں۔ کیونکہ وہی مقدار اگرچہ اُن کی مدرکات کے سامنے نہیں لیکن جو اصول اور قواعد اُس کے دریافت کرنے کے ہیں وہ سب اُس کے مدرکات کے سامنے ہوکر اصل مقصود کی خبر دیتے ہیں۔ پس یہ بھی **علم غیب** نہیں۔

اسی طرح کسی کا منتہائے نظر ایک میل ہے اور دوربین لگانے سے وہ چار پانچ میل کی چیزوں کو معلوم کرلیتا ہے تو یہ بھی **علم غیب** نہیں۔ کیونکہ چار پانچ میل کی چیزیں اگرچہ اُس کی نظروں سے غائب ہیں۔ لیکن جب چار پانچ میل کی چیزیں اُس دوربین کے شیشہ میں منعکس ہوکر اُس کی نظروں کے سامنے ہوجاتی ہیں اور ہر ایک اپنے اپنے معکوس کی صورت دکھلاتی ہیں۔ پس یہ بھی **علم غیب** نہیں۔

اسی طرح ہاتفِ غیب نے کسی کے قلب میں کسی امر کا القا کیا یا عالم رویا میں کسی امر واقعی کا مشاہدہ ہوا تو یہ بھی **علم غیب** نہیں کیونکہ جس امر کا القا یا مشاہدہ ہوا ہے اگرچہ وہ محسوس نہیں لیکن وہ ملقا یا مشاہدہ ہوا وہ اُس کے مدرکات میں آکر اصل مقصود کی خبر دیتا ہے پس یہ بھی **علم غیب** نہیں۔

اسی طرح کسی نے اپنے قلب کو دوسرے کی طرف متوجہ کرکے اُس کے قلب کی حالت یا جو اس وقت اُس کا مافی الضمیر ہے یا جو اُس کے قلب کے خطرات ہیں اُن کو معلوم کرلیا تو یہ بھی **علم غیب** نہیں کیونکہ جو اُس کا مافی الضمیر ہے یا جو اُسکے خطرات ہیں اگرچہ اس کے مدرکات میں نہیں مگر جب اس نے موافق طریقۂ کشفِ قلوب کے اُس کے قلب کی طرف متوجہ ہوا تو جو اُسکے قلب کی حالت یا جو اُس کا مافی الضمیر ہے یا جو اُس کے قلب کے خطرات ہیں وہ سب اس کے قلب میں منعکس ہوکر اس کے مدرکات کے سامنے ہوجاتے ہیں۔ اور وہ اپنے اپنے معکوس کی خبر دیتے ہیں۔ پس یہ بھی **علم غیب** نہیں۔

اسی طرح تار برقی کے ذریعہ سے جو ہزاروں لاکھوں کروروں کوس کی خبریں آناً فاناً معلوم کرلیتے ہیں تو یہ بھی **علم غیب** نہیں کیونکہ وہ خبریں اگرچہ خبر لینے والے کے مدرکات سے خارج ہیں لیکن تار کے ذریعے سے جو حرکت محسوس ہوتی ہے وہ اصل مقصود کی خبر دیتی ہے اور وہ اس کی آنکھوں کے سامنے ہے پس یہ بھی **علم غیب** نہیں۔

اسی طرح گراموفون میں جو مختلف لوگوں کی آوازیں بھری ہوتی ہیں جب وہ آوازیں لوگوں کے کان میں پہنچتی ہیں تو جن جن لوگوں کی وہ آواز ہوتی ہے اُن کو معلوم کرلیتے ہیں تو یہ **علم غیب** نہیں اس لیے کہ اُن کا لب و لہجہ جن جنکے کانوں میں پہلے سے پہنچا ہوا ہے

وہ اُن کے حس مشترک میں آکر جس کی وہ آواز ہوتی ہے اُس کو بتلا رہا ہے پس یہ
علم غیب نہیں۔

اسی طرح تاریک رات میں کوئی چیز نظر نہیں آتی چراغ جلاتے ہی جہاں تک چراغ کی روشنی پھیلتی ہے وہاں تک کی سب چیزیں نظر کے سامنے ہو کر معلوم ہونے لگتی ہیں پس یہ بھی **علم غیب** نہیں۔

اسی طرح بجائے چراغ کے اگر شمع روشن کیجیے تو بہ نسبت چراغ کی روشنی کے شمع کی روشنی سے دور تک کی چیزیں نظر آنے لگتی ہیں۔ پس یہ بھی **علم غیب** نہیں۔

اسی طرح بجائے شمع کے گیس کی روشنی کیجیے تو بہ نسبت شمع کی روشنی کے گیس کی اور زیادہ ہوگی اور وہ دور تک پھیلے گی اور جہاں تک اُس روشنی کا پھیلاؤ ہوگا وہاں تک کی سب چیزیں جو ہماری نظروں سے غائب تھیں وہ سب ہماری نظروں کے سامنے آجائینگی پس یہ بھی **علم غیب** نہیں۔

اسی طرح بجلی کی متعدد روشنیاں کچھ کچھ فاصلے سے کوسوں تک کرتے چلے جائیے اور کسی بلند منارہ پر کھڑے ہو کر قوی دوربین سے دیکھیے تو جتنے فاصلہ کی دوربین ہوگی اُس فاصلہ تک کی چیزیں معلوم ہونے لگیں گی اور یہ **علم غیب** نہیں اس لئے کہ وہ سب چیزیں اگرچہ ناظر کی نظروں سے غائب تھیں لیکن اُس روشنی سے وہ ساری چیزیں اُس دوربین کے شیشہ میں منعکس ہو کر ناظر کی نظروں کے سامنے ہوگئیں۔ پس یہ بھی **علم غیب نہیں**۔

اور **جس طرح** اس چراغ اور شمع اور گیس اور بجلی کی روشنی سے دور دور تک کی چیزیں جو ہماری نظروں سے غائب تھیں وہ بواسطہ یا بلاواسطہ ہماری نظروں کے سامنے ہو کر معلوم ہو جاتی ہیں اور ان کو علم غیب نہیں کہتے اسی طرح حکمائے اشراقیین اشراق کے اصول اور قواعد سے تصفیہ قلب کا کرتے ہیں تو اُس سے ایک نور اشراقی اُن کے قلب سے پیدا ہوتا ہے اور وہ مثل انوار شمع کے چاروں طرف پھیلنا شروع ہوتا ہے اور جہاں تک اُس نور اشراقی کا پھیلاؤ ہوتا ہے وہاں تک کی چیزیں صاحب اشراق کو معلوم ہو جاتی ہیں تو اُس کو بھی **علم غیب** نہیں کہتے۔

علیٰ ہٰذا اہل اللہ جب ریاضت اور مجاہدہ سے تصفیۂ قلب کرتے ہیں تو اُن کا قلب منور ہو کر مثل شعاع آفتاب کے چاروں طرف پھیلنا شروع ہوتا ہے حتیٰ کہ وہ نور قلبی پھیلتے پھیلتے سارے عالم کو محیط ہو جاتا ہے اور اُس نور کی وجہ سے صاحب باطن کو ساتوں آسمان اور زمین اور عرش اور کرسی دوزخ بہشت اور لوح محفوظ اور تمام ملائک اور ارواح اور جو کچھ عالم علوی

اور عالم سفلی میں ہے بالتفصیل ہر ایک اُس عارف کی چشم باطنی کے سامنے ہو کر سب نظر آنے لگتا ہے۔ پس یہ بھی علم غیب نہیں کیونکہ ان سب کا معلوم ہونا بسبب اُس نور منبسط کے ہے جو اُس کے قلب سے پیدا ہو کر سارے عالم کو محیط ہو گیا ہے اور اس عالم اور اس کے مافیہا کو اس کی چشم باطن کے سامنے کر رکھا ہے۔ پس یہ بھی علم غیب نہیں۔

عُرفا کے انکشاف کے متعلق جو ہمنے لکھا ہے

بوجہ ناواقفیت اکثر اس کی تکذیب کرینگے۔ مگر عرفا کی کتابوں میں اس کے متعلق جو اُن کا بیان ہے اُس کو نقل کر کے عقیدتمندوں کو اس کی تصدیق دلائی جاتی ہے۔

انیس الارواح

جو حضرت خواجۂ خواجگاں خواجہ معین الدین حسن سنجری قدس سرہٗ العزیز کی تالیف ہے وہ اپنے حالات میں یہ لکھتے ہیں۔

روز دوم بخدمت خواجہ عثمان ہارونی مشرف شدم گفتند بنشیں ہزار بار سورۂ اخلاص بخواں بخواندم فرمود نظر بالا کن ہمینکہ سوے آسماں نظر کردم گفت چہ مے بینی گفتم تا عرش عظیم فرمود کہ در زمیں بیں ہمینکہ در زمیں دیدم فرمود تا کجا می بینی گفتم تا تحت الثرےٰ باز فرمود ہزار بار سورۂ اخلاص بخواں۔ بخواندم فرمود کہ باز بیں چوں بدیدم فرمود اکنوں چہ می بینی گفتم تا حجاب عظمت فرمود کہ چشم بستہ کن چوں چشم بستہ کردم فرمود باز کن، باز کردم دو انگشت مرا بنمود گفت چہ می بینی گفتم ہیژدہ ہزار عالم را ہمینکہ ایں بگفتم فرمود کہ بردکار تو تمام شد۔

صراط مستقیم میں

مولوی اسمعیل صاحب لکھتے ہیں۔ برائے کشف روح و ملائکہ و ملاقات آنہا و سیر امکنۂ زمین و زماں و جنت و نار و اطلاع بر لوحِ محفوظ شغل دورہ کند و طریقش در فصلِ اول مفصلاً مذکور شد پس باستعانت ہماں شغل بہر مقامیکہ از زمین و آسماں و بہشت و دوزخ خواہد متوجہ شدہ سیر آں مقام نماید و احوال آنجا دریافت کند و با اہل آں مقام ملاقات سازد و احیاناً گفتگوی بہ ایشاں میسر می آید و از آئندہ یا گذشتہ با صلاح و مشورت کارے از کارہاے دینی و دنیوی معلوم می گردد۔

کشکول کلیمی میں

حضرت شاہ کلیم اللہ جہان آبادیؒ فرماتے ہیں چوں مراقبہ جمع الجمع قوت گیرد آنچہ در عالم بگزرد مرسالک ازاں اطلاع افتد اگر شادی است شادی واگر غمی است غمی۔

شمس العین میں

حضرت نیاز بے نیاز قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں کہ نقش اسم ذات کو اپنے دل میں تصور کرکے چند مدت اُس کی مداومت کرے تو رفتہ رفتہ وہ نقش مثل آفتاب کے تاباں ہوجاتا ہے اور اُس کے انوار سے جو اشیا پوشیدہ ہیں اُس کو معلوم ہونے لگتی ہیں اور حشر ونشر اور احوالِ ارواح اِس پر منکشف ہوجاتے ہیں۔

یہ ظاہر ہے

کہ صاحب باطن کے قلب کو جو اس قدر نورانیت اور انکشاف ہوا تو یہ اُس آفتاب رسالت کے انوار کی ایک شعاع کا اثر ہے جس نے مثل ذرہ کے اُس کے قلب کو منور کرکے اہل قلب کو سارے عالم کا عالم بنا دیا اور اب بمقابلہ نورانیت اور انکشاف اس قلب کے جو مثل ایک ذرہ کے چمک رہا ہے اُس آفتاب معدن انوار منبع اسرار کے نورانیت اور انکشاف کی انتہا کو خیال فرمایئے کہ کہاں تک اُس کا انبساط ہوگا کوئی شخص اس کا اندازہ کرسکتا ہے اور اس نورانیت اور انکشاف کا تقفُ عند حدٍّ پر اس عالم تکوین میں سے کوئی شے پوشیدہ رہ سکتی ہے کہ جس کا آپ کو علم نہو۔ ہرگز نہیں ؎

بر و علم یک ذرہ پوشیدہ نیست کہ پیدا و پنہاں بنزدش یکے ست

اِس احاطہ ہمہ دانی پر کہ

اگر کسی کو یہ شبہ پیدا ہو کہ رسول اللہ صلعم کا علم خدا کے علم کے برابر ہوگیا اور یہ شرک ہے

جواب

اس کا یہ ہے کہ ذات اللہ تعالےٰ کی غیر متناہی۔ صفات اُس کی غیر متناہی۔ علم اُس کا غیر متناہی اور رسول اللہ صلعم کی ذات متناہی۔ آپ کی صفات متناہی آپ کا علم متناہی

محدود ما کان و ما یکون میں ہے۔ جب خدا کا علم غیر متناہی اور رسول اللہ صلعم کا علم متناہی پھر متناہی اور غیر متناہی میں مساوات کہاں سے لازم آئی تاکہ شرک کا حکم لگایا جائے علاوہ اس کے خدا کا علم عین ذات اور رسول اللہ صلعم کا علم از قبیلہ کیفیات خدا کا علم ازلی رسول اللہ صلعم کا غیر ازلی اور حادث۔ خدا کا علم بلا واسطہ رسول اللہ صلعم کا علم بالواسطہ خدا کا علم حضوری یعنی ہر شے ہر وقت اس کے پیش نظر رہتی ہے رسول اللہ صلعم کا علم حصولی ہر وقت ہر شے پیش نظر نہیں رہتی خدا کے علم کو کسی وقت ذہول نہیں رسول اللہ صلعم کو کبھی کبھی ذہول ہوتا رہتا ہے۔ اس تفاوت بیّن پر رسول اللہ صلعم کے علم کو خدا کے علم کے برابر کہنا یا تو لوگوں کو بدظن کرنے کی غرض سے محض افترا ہے یا اس کو کہنے والے کی لاعلمی پر محمول کرنا چاہیے۔

اس بیان سے اب دوسرا ثبوت سُنیے

ماقبل کے بیان سے جب یہ ثابت ہوا کہ اہل اللہ کو بذریعہ کشف لوح محفوظ کا علم ہوا کرتا ہے تو بہ نسبت ارباب کشف کے رسول اللہ کے کشف کو خیال فرمایئے کہ وہ لوح محفوظ کو کس قدر محیط ہوگا اور لوح محفوظ کی نسبت اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُّسْتَطَرٌ یعنی کل چھوٹی بڑی چیزیں اُس میں لکھی ہوئی ہیں۔

صغیر و کبیر

دو امر متضاد ہیں اور جہاں دو امر متضاد جمع ہوجاتے ہیں وہاں احاطہ جمیع افراد کا مقصود ہوتا ہے چنانچہ کل افرادی جو عموم پر دلالت کرتا ہے وہ اس امر کی توثیق اور تاکید کر رہا ہے پس کل صغیر و کبیر مستطر کے یہ معنی ہوئے کہ عالم تکوین میں جتنی چھوٹی بڑی چیزیں ہیں وہ سب لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہیں۔
اور لوح محفوظ جب رسول اللہ صلعم کے کشف کے تحت میں ہے تو ما کان و ما یکون جو کچھ اُس میں منقوش ہے وہ سب رسول مقبول صلعم کے سامنے ہے اور اُن سب کو آپ دیکھ رہے ہیں۔ اور یہی ہمارا دعوےٰ ہے۔

تیسرا ثبوت

اللہ جل شانہٗ رسول مقبول سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ

تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ ہم نے تم پر کتاب نازل کی جو ہر شے کے لیے واضح اور آشکار بیان ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔ وَمَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتَابِ مِنْ شَیْءٍ نہیں چھوڑی ہم نے کتاب میں کوئی چیز یعنی اس قرآن میں ہم نے سب کچھ بیان کر دیا۔

عالم وجود میں

جتنی چیزیں ہیں وہ سب شے کے تحت میں ہیں بس اس عالم کون میں جتنے موجودات ہیں وہ سب شے کے افراد ہیں اور اس آیت میں شے نکرہ حیز نفی میں واقع ہوا ہے جو مفید استغراق کو ہے پس وَمَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتَابِ مِنْ شَیْءٍ کے یہ معنی ہوئے کہ ماکان ومایکون کے جتنے افراد ہیں وہ سب کتاب یعنی قرآن میں موجود ہیں۔ اور قرآن کا علم اجمالاً و تفصیلاً رسول اللہ صلعم کو دیا گیا اور قرآن کا علم دینا حقیقۃً مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ کا علم دینا ہے جو اس میں منقوش ہے۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلعم کو مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ کا علم ہے۔

چوتھا ثبوت

حضرت آدم علیہ السلام کی نسبت اللہ تعالےٰ نے جو یہ فرمایا وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّهَا اس میں اَلْاَسْمَآءَ پر الف لام استغراقی ہے جو جمیع افراد مدخول کو حکم میں شامل کر رہا ہے اور کُلَّهَا اس کی تاکید ہے جو یہ تبلا رہا ہے کہ کوئی اسم تعلیم سے خارج نہیں۔

اور یہ ظاہر ہے

کہ اسمار کی تعلیم بغیر مشاہدہ مسمیات کے مہمل اور غیر معقول ہے۔ پس ضرور ہے کہ بروقت تعلیم اسمار کے اُن کی مسمیات جو بدو عالم سے انتہائے خلقت تک جتنی چیزیں تقدیر الٰہی میں تھیں اُن سب کو حضرت آدم علیہ السّلام کے سامنے کر کے جو جس کا نام تھا وہ اُن کو تبلا دیا گیا۔

اور یہ امر متفق علیہ چلا آتا ہے

کہ جتنے انبیاء علیہم السّلام ہیں اللہ تعالےٰ نے اُن سب کو ایک ایک نعمت سے فضیلت دے رکھی ہے اور اُن سب نعمتوں کا مجموعہ تن تنہا رسول اللہ صلعم کو عطا ہوا

حسن یوسف دم عیسے ید بیضا داری　　آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

پس اس مجموعہ کے ضمن میں جس طرح بدو عالم سے انتہائے خلقت تک جتنی چیزیں تقدیر الٰہی میں مقدر تھیں وہ سب حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے کر کے ہر ایک کے نام ان کو بتلا دیے گئے۔ اور بدو عالم سے انتہائے خلقت تک جتنی چیزیں تقدیر الٰہی میں تھیں وہ سب رسول اللہ صلعم کے سامنے کر کے ہر ایک کے نام آپ کو بتلائے گئے اور بدو عالم سے انتہائے خلقت تک جتنی چیزیں تقدیر الٰہی میں تھیں انہیں کو ہم ما کان وما یکون کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ مثل آدم علیہ السلام کے رسول اللہ صلعم کو ما کان وما یکون کا علم دیا گیا۔ جیسا کہ ہمارا دعوے ہے۔

پانچواں ثبوت

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا وَ اِلٰی مَا ھُوَ کَائِنٌ فِیْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ۔

فرمایا رسول اللہ صلعم نے تحقیق اللہ تعالےٰ نے اٹھایا میرے واسطے دنیا پس میں نظر کرتا ہوں اس کی طرف اور ان چیزوں کی طرف جو قیامت تک ہونے والی ہیں جیسے اپنی اس ہتھیلی کی طرف دیکھتا ہوں۔

چھٹا ثبوت

بخاری شریف اور مسلم شریف میں حضرت حذیفہ سے روایت ہے قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ مَقَامًا مَا تَرَکَ شَیْئًا یَکُوْنُ فِیْ مَقَامِہٖ ذٰلِکَ اِلٰی قِیَامِ السَّاعَۃِ اِلَّا حَدَّثَ بِہٖ حَفِظَہٗ مَنْ حَفِظَہٗ وَنَسِیَہٗ مَنْ نَسِیَہٗ۔ روایت ہے حضرت حذیفہ کہ کھڑے ہوئے ہم میں رسول اللہ صلعم ایک مقام میں نہیں چھوڑی کوئی چیز جو اس جگہ قیامت تک ہونے والی ہے مگر بیان کیا اس کو یاد رکھا اس کو اس نے جو یاد رکھا اور بھول گیا اس کو جو بھول گیا۔

ساتواں ثبوت

بخاری شریف میں حضرت عمر فاروق سے روایت ہے:۔

یَقُوْلُ قَامَ فِیْنَا النَّبِیُّ صلعم مَقَامًا فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰی دَخَلَ اَھْلُ الْجَنَّۃِ مَنَازِلَھُمْ وَاَھْلُ النَّارِ مَنَازِلَھُمْ حَفِظَ ذٰلِکَ مَنْ حَفِظَہٗ وَ

نَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ۔

کہتے تھے عمر کھڑے ہوئے نبی صلعم ہم میں ایک جگہ اور خبر دی ہمکو ابتدائے پیدائش سے روزِ قیامت تک یہاں تک کہ جنتی جنت میں دوزخی دوزخ میں داخل ہوئے۔ اور کہا اس کو جس نے یاد رکھا اسکو اور بھول گیا اس کو جو بھول گیا۔

آٹھواں ثبوت

صحیح مسلم میں حضرت عمر بن اخطب انصاری سے روایت ہے:۔

قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم یَوْمًا الْفَجْرَ وَصَعِدَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الظُّهْرُ فَنَزَلَ فَصَلّٰی ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰی ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَاَخْبَرَنَا بِمَا هُوَ كَائِنٌ اِلٰی يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا۔

کہا عمرو نے نماز پڑھائی ہمکو رسول اللہ صلعم نے ایک دن فجر کی اور چڑھے منبر پر اور وعظ فرمایا یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہوگیا پس اُترے آپ منبر سے اور نماز پڑھی ظہر کی پھر چڑھے منبر پر اور وعظ فرمایا یہاں تک کہ عصر کا وقت ہوگیا پھر اُترے آپ منبر سے اور نماز پڑھی عصر کی پھر چڑھے منبر پر اور وعظ فرمایا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوگیا پس خبر دی ہم کو اُن چیزوں کی جو قیامت تک ہونے والی ہیں۔ کہا راوی نے پس زیادہ جاننے والا ہم میں وہ ہے جس نے یاد رکھا اُس کو۔

نواں ثبوت

جامع ترمذی میں معاذ بن جبل سے روایت ہے:۔

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم رَاَيْتُهٗ عَزَّ وَجَلَّ وَضَعَ كَفَّهٗ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَ اَنَامِلِهٖ بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَتَجَلّٰی لِيْ كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ۔

کہا معاذ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ دیکھا میں نے اللہ جل شانہٗ کو کہ رکھی اپنی ہتھیلی درمیان دونوں شانوں میرے کے پائی میں نے ٹھنڈک اُس کے پوروں کی درمیان اپنے سینہ کے پس روشن ہوگئی میرے لیے سب چیز اور پہچانا میں نے اُس کو۔

دسواں ثبوت

صحیح مسلم میں ابو داؤد سے روایت ہے:۔

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم عُرِضَتْ عَلَیَّ اُمَّتِیْ بِاَعْمَالِھَا حَسَنِھَا وَقَبِیْحِھَا۔
فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ میری اُمت اچھے بُرے اعمالوں کے ساتھ مجھ پر پیش کی گئی۔

گیارھواں ثبوت

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم اَتَانِی اللَّیْلَۃَ رَبِّیْ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ (قَالَ اَحْسِبُہٗ قَالَ فِی الْمَنَامِ) قَالَ یَا مُحَمَّدُ ھَلْ تَدْرِیْ فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰی قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَوَضَعَ یَدَہٗ بَیْنَ کَتِفَیَّ حَتّٰی وَجَدْتُ بَرْدَھَا بَیْنَ ثَدْیَیَّ اَوْ قَالَ فِیْ نَحْرِیْ فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ قَالَ یَا مُحَمَّدُ ھَلْ تَدْرِیْ فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰی قُلْتُ نَعَمْ۔

ابن عباس سے روایت ہے کہا اُنھوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے رات کو میرا پروردگار اچھی صورت میں میرے پاس آیا اور کہا اے محمد کیا جانتے ہو تم کس چیز میں جھگڑتے ہیں ملاء اعلیٰ کہا حضرت نے میں نے کہا نہیں پس رکھا ہاتھ اپنا میرے دونوں شانوں کے بیچ یہاں تک کہ پائی میں نے ٹھنڈک اپنے سینہ کے بیچ یا کہا فی نحری پس جان لیں میں نے وہ چیزیں جو آسمان اور زمین میں تھیں کہا اللہ تعالےٰ نے اے محمد کیا جانتا تو نے کس چیز میں جھگڑتے ہیں فرشتے اعلےٰ کہا میں نے ہاں۔

بارھواں ثبوت

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَیْتُنِیْ اُتِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِیْ یَدَیَّ (متفق علیہ)

ابوہریرہ سے روایت ہے کہا اُنھوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے بھیجا گیا میں ساتھ جوامع الکلم کے اور مدد دیا گیا میں ساتھ رعب کے اور اُس حالت میں کہ میں سوتا تھا اپنے آپ کو دیکھا کہ دیا گیا میں کنجیاں خزانوں زمین کی پس رکھی گئیں وہ میرے ہاتھوں میں (متفق علیہ)

تیرھواں ثبوت

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم اِنَّ اللّٰہَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ فَرَاَیْتُ

مَشَارِقَہَا وَمَغَارِبَہَا وَاِنَّ اُمَّتِیْ سَیَبْلُغُ مُلْکُہَا مَازُوِیَ مِنْہَا وَاُعْطِیْتُ الْکَنْزَیْنِ الْاَحْمَرَ وَالْاَبْیَضَ۔

ثوبان سے روایت ہے کہا اُنہوں نے فرمایا رسول اللہ صلعم نے تحقیق اللہ تعالےٰ نے بلند کی میرے لیے زمین پس دیکھے مشارق اور مغارب اُس کے اور تحقیق اُمت میری قریب پہنچے گی ملک اُس کے کو اُس قدر بلند کیا گیا اُس سے اور دیا گیا میں دو خزانے سرخ اور سفید۔

۱۴ چودھواں ثبوت

ابن جریر نے ابن مسعود سے روایت کی ہے:۔ اُعْطِیَ نَبِیُّکُمْ کُلَّ شَیْءٍ اِلَّا مَفَاتِحَ الْغَیْبِ دیے گئے نبی ہمارے ہر شے مگر کنجیاں غیب کی۔

۱۵ پندرھواں ثبوت

عَنْ حُذَیْفَۃَ بْنِ رَسِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم عُرِضَتْ عَلَیَّ اُمَّتِیْ الْبَارِحَۃَ لَدَی ہٰذِہِ الْحُجْرَۃِ حَتّٰی لَاَنَا اَعْرَفُ بِالرَّجُلِ مِنْہُمْ مِنْ اَحَدِکُمْ بِصَاحِبِہٖ۔

حذیفہ بن رسید سے روایت ہے کہا اُنہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے پیش کی گئی اوپر میرے اُمت میری رات قریب اس حجرہ کے یہاں تک کہ بیشک میں اُن کے ہر شخص کو اس سے زیادہ پہچانتا ہوں جیسا تم میں کوئی اپنے ساتھی کو پہچانے۔

۱۶ سولھواں ثبوت

امام حجر مکی فرماتے ہیں:۔

لِاَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَطْلَعَہٗ عَلَی الْعَالَمِ فَعَلِمَ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَمَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ۔

تحقیق اللہ تعالیٰ نے اطلاع بخشی رسول اللہ صلعم کو اوپر تمام عالم کے پس جان لیا علم اولین اور آخرین اور ماکان و مایکون کو۔

۱۷ سترھواں ثبوت

اِنَّہٗ صلعم عُرِضَتْ عَلَیْہِ الْخَلَائِقُ مِنْ لَدُنْ اٰدَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِلٰی قِیَامِ

السَّاعَۃِ لَمْ تَعْلَمُوْ کُلَّھُمْ کَمَا عَلَّمَ اٰدَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ الْاَسْمَاءَ کُلَّھَا
پس کی گئی خلائق رسول اللہ صلعم پر آدم علیہ السلام سے لیکر قائم ہونے قیامت تک پس پہچان
لیا آپ نے اُن کو جیسا کہ جان لیا حضرت آدم نے تمام ناموں کو۔

اٹھارھواں ۱۸ ثبوت

تَعَلَّمْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ۔ پس جان لیا میں نے علم اولین اور آخرین۔

اُنیسواں ۱۹ ثبوت

اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ وَمَا
تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰہَ
عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ۔

اس آیت شریف کا شان نزول یہ ہے کہ ایک مرتبہ حارث بن عمرو محاذی رسول اللہ صلعم کے
پاس حاضر ہوا اور کہا اے محمد تم قیامت قیامت بہت کہا کرتے ہو مجھے بتاؤ کہ وہ کب آئیگی
اور میں نے زمین میں بیج ڈالا ہے یہ بتلاؤ کہ بارش کب ہوگی۔ اور میری عورت حاملہ ہے یہ
فرمائیے کہ اُس کے لڑکا ہوگا یا لڑکی۔ اور یہ بیان کیجیے کہ میں کل کیا کیا کرونگا اور یہ کہیے کہ میں
کس زمین میں مرونگا۔

جب حارث نے یہ سوال کیے تو موافق اس آیت شریف کے وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی
اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی کے آپ نے اپنی طرف سے کچھ جواب نہیں دیا اُس وقت یہ آیت
نازل ہوئی اور حکم ہوا کہ اُس سے یہ کہدو پس موافق حکم ربی آپ نے اُس سے کہا۔ کہ قیامت
کا علم خدا کو ہے۔ مینھ خدا برساتا ہے۔ عورت کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی اس کو خدا جانتا ہے
کسی کو یہ خبر نہیں کہ میں کل کیا کرونگا۔ یہ کسی کو معلوم نہیں کہ میں کہاں جاکر مروں گا۔ یہ سب باتیں
خدا جانتا ہے۔ موافق حکم خدا کے اس طرح آپ کا بیان کردینا دلیل اس بات کی نہیں کہ آپ کو
اُن چیزوں کا علم نہیں بلکہ بقرینہ اُعْطِیْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ کے ضرور ہے
کہ جس طرح عالم کی تمام چیزوں پر آگاہی ہے اسی طرح آپ ان چیزوں کو بھی جانتے ہیں۔

اب ہم اس آیت کے ہر ہر جملہ کی تشریح کرکے ہر ایک کا مفہوم بیان کرتے ہیں
جن میں ہر ایک جملہ سے اپنا مقصود حاصل کرینگے انشاء اللہ تعالےٰ

اس آیت شریف میں پانچ سوالونکے جواب میں یہ پانچ جملے ہیں

پہلا جملہ یہ ہے اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ اس جملہ کا یہ مفہوم ہے کہ بیشک قیامت کا علم خدا کو ہے۔ اس پر ہمارا ایمان ہے لیکن اس جملہ کے کسی لفظ سے یہ مفہوم نہیں ہوتا کہ رسول اللہ صلعم کو قیامت کا علم نہ تھا۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت حذیفہ سے روایت ہے۔

قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم مَقَامًا مَا تَرَكَ شَيْئًا يَكُوْنُ فِيْ مَقَامِهٖ ذٰلِكَ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ اِلَّا حَدَّثَ بِهٖ حَفِظَهٗ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ۔

ایک بار رسول اللہ صلعم نے ہم میں کھڑے ہوکر ابتداے آفرینش سے لیکر جنتیوں کے جنت اور دوزخیوں کے دوزخ جانے تک کا حال ہم سے بیان فرمایا یاد رکھا جس نے یاد رکھا بھول گیا جو بھول گیا۔

موافق ان حدیثوں کے رسول اللہ صلعم نے ابتداے خلقت سے قیامت تک جو کچھ ہوا اور ہونے والا ہے بالتفصیل فتنوں کا ہونا لڑائیوں کا ہونا ظلم و تعدّی کا ہونا امام مہدی علیہ السلام کا ظاہر ہونا سات یا آٹھ یا نو برس رہکر اس عالم سے تشریف لیجانا شام اور عراق کے درمیان سے دجّال کا نکلنا چالیس روز رہکر تمام جہان میں فساد ڈال دینا حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا منارہ بیضائی شرقی دمشق میں نزول فرمانا دجّال کو قتل کرنا ابن صیاد کا ذکر کرنا مشرق اور مغرب اور جزیرہ عرب میں خسف کا ہونا یاجوج ماجوج کا نکلکر تمام عالم میں پھیل کر مخلوق کو قتل کرنا حتےٰ کہ آسمانوں کی طرف تیر پھینکنا وہاں سے خون آلودہ تیر واپس آنا حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور اُن کے اصحاب کی دُعا سے اُن میں بیماری پیدا ہونا اور اُس بیماری سے اُن کا مرنا۔ اُن کی لاشوں اور اُن کی بدبو سے لوگوں کا پریشان ہونا حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور اُن کے اصحاب کی دعا سے پرندوں کا آنا اور اُن کی لاشوں کو اُٹھا کر نیل میں پھینک دینا پھر مینھ کا برسنا اور زمین کو مثل آئینہ کے کردینا۔ اُس کے بعد برسات کا ہونا عیسےٰ علیہ السلام کا نکاح کرکے صاحب اولاد ہونا اور سینتالیس برس رہکر انتقال کرنا اور رسول اللہ صلعم کے مقبرہ میں اُن کا دفن ہونا اور دخان کا ہونا دابۃ الارض کا نکلنا اور حشر میں رسول اللہ صلعم اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا ایک ساتھ اُٹھنا پھر خوشبودار ہوا کا چلنا اس ہوا سے جن کے دل میں ایک رائی کے دانہ برابر ایمان ہوگا اُن کا مرجانا اشرار کا زندہ رہنا جب تک کوئی اللہ اللہ کہنے والا ہوگا قیامت کا نہ آنا اور جب کوئی اللہ کہنے والا نہ رہیگا اُس وقت

قیامت کا آنا، مغرب سے آفتاب کا نکلنا۔ دکھن سے آگ کا ظاہر ہونا اُسکے خوف سے لوگوں کا بھاگنا اور اُس کا تعاقب کرنا گھیر گھار کر لوگوں کو ملک شام میں لانا۔ کثرت سے بارش کا ہونا فارغ البالی اور ناز و نعمت کے ساتھ لوگوں کا گمراہ ہونا زلزلہ کا آنا اور موافق حدیث لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ اِلَّا فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ دسویں محرم جمعہ کے دن حضرت اسرافیل کا صور پھونکنا اُس کی کریہہ آواز سے لوگوں کا مرنا۔ زمین اور آسمان ستارہ اور پہاڑ وغیرہ سب کا درہم برہم ہوکر یک لخت فنا ہوجانا بعد مرنے کے پھر قبروں سے لوگوں کا اُٹھنا۔ پُل صراط پر لوگوں کا گزرنا، اچھوں کا نکل جانا، بُروں کا کٹ کٹ کے گرنا، میدان حشر میں سب کا جمع ہونا سوا نیزے آفتاب کے نیچے مخلوق کا جلنا اور بلبلانا ہر شخص کو اپنی اپنی پریشانی میں ایک دوسرے کی خبر نہ ہونا بوجہ ہیبت حق ہر نبی اور ولی کا شفاعت سے انکار کرنا۔ الغرض چارہ جوئی تمام مخلوق کا حضرت کی طرف رجوع کرنا آپکا شفاعت کے لیے کمر باندھنا مقام محمود میں ایک زمانہ تک سربسجدہ حمد و ثنا کے ساتھ پڑا رہنا بنظر ترحم یَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَأْسَکَ وَاسْئَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ۔ کے ساتھ جناب باری کا خطاب ہونا اور اِس بشارت پر اُٹھکر آنا میزان اعمال میں لوگوں کی نیکی بدی تلوانا۔ نیکوں کا بہشت میں پہنچانا بدوں کی سفارش کرکے دوزخ سے نکالکر بہشت میں لانا۔ انبیا، اولیا، اتقیا، اصفیا، ابرار، عباد، زہاد و صلحا وغیرہ کا اپنے اپنے اعمال اور مرتبہ کے موافق طرح طرح کے اماکن اور منازل میں جگہ پانا طرح طرح کی نعمتوں سے ممتاز ہونا آب کوثر سے لوگوں کو سیراب کرنا کافروں، منافقوں اور بدکاروں کا اپنے اپنے اعمال کے موافق دوزخ میں جانا، ایمان والوں کا دیدار الٰہی سے مشرف ہونا عشاق جانباز کا ٹکٹکی باندھکر بے حس و حرکت رہنا اور تمام باتیں جو جو قیامت میں ہونے والی ہیں بالتفصیل سب کو آپ نے بیان فرمایا جس کو شک ہو مشکوٰۃ شریف وغیرہ دیکھکر اپنا اطمینان کرلے۔

جب ابتدائے خلقت سے انتہائے قیامت تک جو کچھ ہونیوالا ہے بالتفصیل آپنے بیان فرمایا اور یہاں تک تشریح کردی کہ دسویں محرم جمعہ کے دن قیامت قائم ہوگی تو اب قیامت کے نہ جاننے میں کونسی بات رہ گئی۔ صرف یہ بات کہ وہ محرم کس سنہ اور کس صدی کا مراد ہے۔ اسکو خدا کے علم پر چھوڑ دیئے یا اس کی اخفا کو کسی مصلحت پر محفوظ رکھے جیسا کہ ہمارا خیال ہے۔

عَنْ شُعْبَۃَ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَۃُ کَھَاتَیْنِ۔

روایت ہے شعبہ سے وہ روایت کرتے ہیں قتادہ سے قتادہ روایت کرتے ہیں انس سے
کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے بھیجا گیا ہیں اور قیامت مثل ان دو انگلیوں کے۔

دو امر مجہول یا ایک امر معلوم دوسرا مجہول ہو تو اُن دونوں میں سے کمی بیشی کا اندازہ کرنا ایک
امر محال ہے۔ پس دو امر کی کمی بیشی معلوم کرنے کے لیے اوّل اُن دونوں کا معلوم ہونا ضروری
ہے۔ جب یہ معلوم ہوا تو رسول اللہ صلعم کا یہ فرمانا۔

بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ۔ بھیجا گیا میں اور حال یہ ہے کہ میں اور قیامت مثل
اِن دو انگلیوں کے یعنی جس قدر مسبحہ اور وسطیٰ میں تفاوت اور زیادتی ہے اُسی قدر قیامت
کو مجھ سے دوری اور بُعد ہے پس اُس زیادتی کے بیان کرنے کے لیے مثل اپنے نفس کے قیامت
کا علم ہونا ضروری ہے۔ اگر قیامت کا علم نہ تھا تو معلوم اور مجہول میں کمی بیشی کا اندازہ کس طرح ہو سکتا
اس قرینہ سے معلوم ہوا کہ آپ کو قیامت کا علم تھا اور اُسکے اظہار میں انتظام عالم کا بگڑتا تھا۔
اِس لیے اس کو مخفی رکھا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاَعْرَابِ يَاْتُوْنَ النَّبِيَّ صلعم يَسْأَلُوْنَهٗ عَنِ
السَّاعَةِ فَكَانَ يَنْظُرُ اِلٰى اَصْغَرِهِمْ فَيَقُوْلُ اِنْ يَعِشْ هٰذَا لَا يُدْرِكْهُ
الْهَرَمُ حَتّٰى يَقُوْمَ عَلَيْكُمْ سَاعَتُكُمْ۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ اعرابی لوگ رسول اللہ صلعم کے پاس آئے اور قیامت سے
سوال کیا آپ نے فرمایا کہ یہ لڑکا اگر زندہ رہا تو بڑھاپا نہ پائیگا کہ قیامت آجائیگی۔

رسول اللہ صلعم نے فرمایا مَا عَلَى الْاَرْضِ مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوْسَةٍ يَاْتِيْ عَلَيْهَا مِائَةُ
سَنَةٍ وَّهِيَ حَيَّةٌ يَوْمَئِذٍ یعنی آدمی زمین پر کوئی نفس سانس لینے والا نہیں کہ گزرے
اُس پر ایک صدی اور وہ اُس وقت زندہ ہو یعنی میری اُمت کے اکثر لوگ سو برس سے تجاوز
نہ کرینگے پس اس سو برس کے اندر صغر اور ہرم دونوں محدود اور معلوم ہیں جب رسول اللہ
صلعم نے یہ فرمایا کہ قیامت ایسی قریب ہے کہ اگر یہ لڑکا زندہ رہا تو کہولت سے پہلے قیامت آجائیگی
اِس سے معلوم ہوا کہ آپ کو قیامت کے آنے کا زمانہ معلوم تھا۔ اگر معلوم نہ ہوتا تو کہولت سے پہلے
قیامت کا آنا کس طرح بیان فرماتے۔ پس یہ قرینہ دلالت کرتا ہے کہ آپ کو قیامت کے قائم ہونے
کا وقت معلوم تھا۔

حضرت عمر سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السّلام انسان کی صورت میں حضرت
صلعم کے پاس آئے اور زانو سے زانو ملا کر بیٹھ گئے اور اسلام اور ایمان اور احسان کے سوال
جواب کے بعد آخر کو یہ کہا۔ يَا مُحَمَّدُ فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ السَّاعَةِ اے محمد مجھکو قیامت سے خبر دیجئے

اس کے جواب میں آپ نے فرمایا مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ یعنی قیامت کو میں تم سے زیادہ نہیں جانتا۔ یعنی جس قدر تمکو قیامت کا حال معلوم ہے اُسی قدر مجکو اُسکا علم ہے رسول اللہ صلعم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے جواب میں یہ نہیں فرمایا کہ مجکو قیامت کا علم نہیں بلکہ بقرینہ تفضیل آپ نے بہ نسبت مخاطب کے اپنے علم کی زیادتی کی نفی فرمائی اور زیادتی کی نفی جب صحیح ہو سکتی ہے کہ مفضل اور مفضل عنہ میں امر مشترک کہ یہاں عبارت قیامت کے علم سے ہے دونوں میں پائی جائے۔

پس اس قرینہ سے صاف ظاہر ہے کہ ذات والا صفات رسول مقبول میں قیامت کا علم تھا اور با وجود علم کے اسرار الٰہی سمجھکر لوگوں سے پوشیدہ کر کے بطور ایہام کے جانیوالوں کو اپنے جاننے اور نہ جاننے پر اشارہ کر گئے ؎

راز درونِ پردہ ز رندان مست پرس
کایں حال نیست صاحب عالی مقام را

اسم تفضیل میں جو مبدء اشتقاق ہوتا ہے وہی مفضل اور مفضل منہ میں امر مشترک ہوا کرتا ہے اور اُسی کی کمی بیشی علت تفضیل کی ہوا کرتی ہے۔

اور اس حدیث میں اعلم کا مبدء اشتقاق علم ہے جو مفضل اور مفضل منہ میں کمی بیشی کیساتھ مشترک ہے اور تحت نفی میں آنے سے حدیث کے یہ معنی ہوئے کہ مسئول عنہ سائل سے علم میں زیادہ نہیں بلکہ علم میں دونوں برابر ہیں۔

اس حدیث سے رسول اللہ صلعم کو قیامت کا علم ہونا ثابت ہوتا ہے۔

اور محشی اس جملہ کے متعلق جو یہ لکھتے ہیں کہ قیامت کے نہ جاننے میں دونوں برابر ہیں یہ حقیقت میں ماحصل اس عبارت کا ہے ما المسئول عنہ باجہل من السائل یعنی جہل میں مسئول عنہ سائل سے زیادہ نہیں بلکہ جہل اور نہ جاننے میں دونوں برابر ہیں۔ اور یہ معنی خلاف حدیث کے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہی معنی صحیح ہیں کہ قیامت کا علم جس قدر حضرت جبرئیل کو ہے اُسی قدر قیامت کا علم رسول اللہ صلعم کو ہے اُس سے زیادہ نہیں۔

تنبیہ ان بیانات پر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابتداے خلقت سے انتہاے قیامت تک جو اُمور شدہ اور شدنی ہیں وہ سب کے سب رسول اللہ صلعم پر منکشف تھے جنکو آپ نے بیان فرمایا تھا کہ ضمناً اور کنایۃً قیامت کے علم پر بھی اشارہ کر گئے۔

یہ پہلے جملہ کی تقریر ہوئی اب دوسرے جملہ کا حال سُنیے

دوسرا جملہ یہ ہے۔ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ اس کا مفہوم یہ ہے کہ مینھ خدا برساتا ہے۔ اس جملہ میں بھی کسی لفظ سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ خداوند تعالیٰ نے مینھ برسنے کا علم سوائے اپنے اور کسی کو نہیں دیا اُعْطِیْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح قیامت تک کی تمام چیزوں کا علم رسول اللہ صلعم کو عطا فرمایا اسی طرح اس مینھ برسنے کا علم بھی عطا کیا۔ چنانچہ باب النفخ فی الصور میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے ما بین النفختین اربعون ثم ینزل اللہ من السماء ماء فینبتون کما ینبت البقل۔ درمیان دو نفخوں کے چالیس ہیں پھر اُتارے گا اللہ تعالےٰ آسمان سے پانی پس اُگیں گے جیسے کہ اُگتا ہے سبزہ

نواس بن سمعان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے دجال کے تصرفات کا ذکر کیا او فرمایا فیامر السماء فتمطر والارض فتنبت پس دجال حکم کریگا ابر کو پس برساویگا ابر مینھ کو اور حکم کریگا زمین کو پس اُگا دیگی۔

رسول اللہ صلعم نے یاجوج ماجوج کے حال میں بیان فرمایا کہ جب یاجوج ماجوج مرجائنگے اُن کی لاشوں کی چربی سے زمین خراب اور متعفن ہوجائیگی ثم یرسل اللہ مطرا لایکن منہ بیت مدر ولا وبر فیغسل الارض حتی یترکھا کالزلفۃ بھیجیگا اللہ تعالےٰ ایک بڑا مینھ کہ نہیں چھپا دیگا کسی چیز کو اس مینھ سے گھر مٹی کا اور نہ گھر صوف کا پس دھو ڈالے گا وہ زمین کو یہاں تک کر دیگا اُسکو مانند آئینہ کے صاف۔

تنبیہ۔ یہ حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلعم کو پانی برسنے کا علم تھا۔ پانی کا کیا ذکر کہ آپ نے آگ، ہوا، خاک، مٹی کی خبردی ہے۔ آپ کی شان تو ارفع ہے آپ کے ادنےٰ ادنےٰ غلام نجومی اور رمال اور جفار وغیرہ موافق اصول اور قواعد موضوعہ کے پانی برسنے کا جو حکم لگاتے ہیں اگر اُن کے استخراج میں غلطی نہیں ہوئی تو وہ اکثر مطابق واقع کے ہوتا ہے۔ گو مثل تشخیص اطبا کے وہ ایک امر ظنی اور شرعاً ناجائز اور ممنوع ہے اور مسلمانوں کو اُس کا اعتقاد کرنا نہ چاہیے مگر ہر شخص کے ذرات کے مشاہدہ میں ہے کہ وہ اکثر واقع کے مطابق ہوتا ہے نجومیوں وغیرہ کا کیا ذکر ہے وہ تو اصول اور قواعد سے استخراج کرتے ہیں عامی لوگ جن کو بارہا تجربہ ہوتا رہتا ہے وہ آثار اور قرائن سے پانی برسنے کو معلوم کرلیتے ہیں اور رسول اللہ صلعم جن کو علم اولین اور آخرین عطا ہوا ہے اُنکو پانی برسنے کا حال معلوم نہ ہو اِس کے کیا معنی۔

~~~~(*)~~~~
~~~~

اب تیسرے جملے کا حال سُنیئے

تیسرا جملہ یہ ہے۔ وَیَعۡلَمُ مَا فِی الۡاَرۡحَامِ عورت کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی اس کا علم خدا کو ہے۔ اس جملہ میں بھی کسی لفظ سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ خدا تعالیٰ نے سوائے اپنے لڑکا یا لڑکی ہونے کا علم کسی کو نہیں دیا۔ اگر اسکو تسلیم کر لیا جائے تو یہ واقع کے خلاف ہے اس لیے کہ:۔

اُم الفضل حضرتؐ کے پاس آئیں اور کہا کہ میں نے رات کو خواب دیکھا ہے۔ گویا آپ کے جسمِ مبارک کا ایک ٹکڑا میری گود میں آگیا۔ حضرت صلعم نے فرمایا کہ فاطمہؑ کے بیٹا پیدا ہوگا وہ تمہاری گود میں رہیگا۔ چنانچہ حضرت امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے اور وہ ان کی گود میں رہے۔ یہاں حضرتؐ نے لڑکا پیدا ہونے کی خبر دی۔

ابو نعیم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ام الفضل اُن کی ماں رسول اللہ صلعم کے سامنے ہو کر گزریں آپ نے اُن سے فرمایا کہ تمہارے اس حمل سے بیٹا پیدا ہوگا۔ جب وہ لڑکا پیدا ہو تو میرے پاس لے آئیو ام الفضل کہتی ہیں کہ جب لڑکا پیدا ہوا میں حضرتؐ کے پاس لے گئی آپ نے لڑکے کے داہنے کان میں اذان کہی اور بائیں کان میں اقامت فرمائی اور لعابِ دہنِ مبارک اُسے چکھایا اور اُس کا نام عبداللہ رکھا اور کہا لیجاؤ خلیفوں کے باپ کو۔ اس حدیث میں حضرتؐ نے لڑکا پیدا ہونے کی خبر دی۔

رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میرے اہلِ بیت میں سے (امام حسین علیہ السلام کی نسل سے) ایک شخص کو اللہ تعالیٰ بھیجے گا کہ نام اُس کا میرے نام پر ہوگا اور اُن کے باپ کا نام میرے باپ کے نام پر ہوگا وہ زمین کو عدل اور انصاف سے بھر دیگا جیسے پہلے ظلم و ستم سے بھری ہوئی تھی۔ اس حدیث میں رسول اللہ صلعم نے امام مہدی علیہ السلام کے پیدا ہونے کی خبر دی ہے۔

رسول اللہ صلعم کو مولود کے علم ہونے کا کیا ذکر ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور خود رسول اللہ صلعم کے پیدا ہونے سے پہلے ہی نجومیوں نے خبر دی تھی کہ یہ لڑکے اس اس صفت کے پیدا ہونگے اور ان سے یہ یہ کارنمایاں ہونگے۔

تنبیہ۔ ان حدیثوں سے یہ ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو لڑکا یا لڑکی پیدا ہونے کا علم تھا

اب چوتھے جملہ کا حال سنیئے

چوتھا جملہ یہ ہے :- وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا۔ اس جملہ میں مَا تَدْرِی و تکسب کا فاعل نفس ہے جس کے یہ معنی ہوئے کہ کسی کو اپنے فعل کی خبر نہیں کہ میں کل کیا کرونگا۔ اس جملہ میں بھی کسی لفظ سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ خدا تعالےٰ نے سوائے اپنے کسی کو یہ علم نہیں دیا کہ میں کل کیا کرونگا۔

سہل بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا غزوہ خیبر کے دن لَاُعْطِیَنَّ هٰذِهِ الرَّایَةَ غَدًا رَجُلًا یَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰی یَدَیْهِ یُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَ یُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۔ البتہ میں دونگا اس علم کو کل ایسے شخص کو کہ فتح کریگا اللہ تعالےٰ اُس کے ہاتھوں پر اور وہ دوست رکھتا ہے اللہ اور اُس کے رسول کو اور اللہ اور رسول اُس کو دوست رکھتے ہیں۔ دوسرے روز صبح کو سب لوگ جمع ہوئے حضرتؐ نے فرمایا علیؑ کہاں ہیں لوگوں نے کہا اُن کی آنکھ دکھتی ہے آپ نے کسی کو بھیج کر بلوایا اور لعاب دہن اُن کی آنکھوں میں لگایا وہ بالکل اُسی وقت اچھی ہوگئیں فَاَعْطَاهُ الرَّایَةَ پس آپ نے وہ علم اُن کو دیا اور آپ نے جا کر خیبر فتح کرلیا۔ (مشکوٰۃ شریف مناقب حضرت علیؑ)

اِس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلعم کو کل جو کام کرنا تھا ایک دن پہلے آپ کو معلوم تھا کہ کل میں یہ کرونگا۔

روزہ رمضان کی نیت اِس طرح کی جاتی ہے :- بِالصَّوْمِ غَدًا نَّوَیْتُ میں کل کے روزہ کی نیت کرتا ہوں۔ ہر روزہ رکھنے والا ایک دن پہلے جانتا ہے کہ میں کل روزہ رکھونگا اور اپنے علم کے موافق وہ دوسرے دن روزہ رکھتا ہے اور یہ حکم شرعی ہے جو ہر مسلمان پر واجب ہے۔

تنبیہہ - ان حدیثوں مذکورہ اور آیت شریف کے پہلے جملہ میں جو حدیثیں بیان ہوئیں اُن سب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلعم کو ہزاروں برس پہلے اپنے آئندہ کاموں کی خبر تھی کہ فردائے قیامت میں مجھ سے ہزاروں کام انجام پائیں گے۔

رسول اللہ صلعم کے فعل اور شرعی حکم جانے دیجیے علے العموم تمام جہان کا دستور ہے کہ جب کسی کو کوئی کام کرنا منظور ہوتا ہے تو وہ ایک روز پہلے اُس کا منصوبہ کرتا ہے کہ مجھ کو کل یا بالقید یوم فلاں وقت فلاں کام کرنا ہوگا اور اپنے خیال کے مطابق اُسی دن اور اُسی وقت وہ اُس کام کو کرتا ہے اور یہ مخصوص کسی خاص کام کے ساتھ نہیں ہے بلکہ علے العموم فوجی کاموں

کو دیکھیے عدالتی کاموں کو دیکھیے بازاری کاموں کو دیکھیے خانہ داری کے کاموں کو دیکھیے موافق رسم ورواج زمانہ کے جو جلسے اور کمیٹیاں ہوتی ہیں حاضرین کو پہلے سے اطلاع ہوجاتی ہے کہ فلاں وقت فلاں دن کمیٹی میں جاکر یہ کام کرنا ہے۔ اور موافق اُس علم کے اُسی وقت اور اُسی دن آکر وہ اُس کام کو کرتا ہے۔ اس صورت میں ہر شخص اپنے ارادہ کے موافق اپنے فعل آئندہ کا عالم ہوتا ہے۔ اور موافق اُسکے ارادہ کے وہ کام ظہور میں آتا ہے۔ گو مشیت ایزدی اور تقدیر الٰہی سے کوئی امر خلاف اُس کے منصوبہ اور خیال کے ظہور میں آئے مگر یہ اکثر نہیں شاذ ونادر ایسا ہوتا ہے۔

ماقبل کے بیان سے یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ کلام الٰہی سے تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ کسی کو علم نہیں ہوتا کہ میں کل کیا کرونگا اور لوگوں کا کاروبار روزانہ یہ دکھلا رہا ہے کہ جس کو جو کام کرنا ہوتا ہے اُس کو ایک دن پہلے ہی سے یہ علم ہوتا ہے کہ مجکو کل یہ کام کرنا ہے اور مطابق اس کے خیال کے دوسرے روز وہی کام اُس سے ظہور میں آتا ہے اور یہ مخالفت کلام الٰہی میں شبہ ڈالتی ہے

جواب

کلام الٰہی اور لوگوں کے برتاؤ میں کوئی مخالفت نہیں فقط سمجھ کا پھیر ہے۔ اس لیے کہ علم دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک علم مِنْ کُلِّ الْوُجُوْہ دوسرا علم مِنْ وَجْہٍ اسی طرح جہل دو قسم کا ہوتا ہے ایک جہل مِنْ کُلِّ الْوُجُوْہ دوسرا جہل مِنْ وَجْہٍ۔ علم مِنْ کُلِّ الْوُجُوْہ یہ ہے کہ وہ ہر طرح سے معلوم ہو۔ اور علم مِنْ وَجْہٍ یہ ہے کہ بعض وجہ سے معلوم ہو اور بعض وجہ سے مجہول ہو۔ جہل مِنْ کُلِّ الْوُجُوْہ یہ ہے کہ وہ ہر وجہ سے مجہول ہو اور جہل مِنْ وَجْہٍ یہ ہے کہ بعض وجہ سے مجہول ہو اور بعض وجہ سے معلوم ہو۔ علم من وجہ اور جہل من وجہ میں عام خاص من وجہ کی نسبت ہوتی ہے اور علم من کل الوجوہ اور جہل من کل الوجوہ میں مبائنت تامہ ہوتی ہے اور وہ باہم متضاد ہوتے ہیں۔

جب یہ معلوم ہوا تو اب سنیے کہ اس آیت شریف میں جہل من کل الوجوہ مُراد ہے اسلیے کہ لاتدری نفس ماذا تکسب غدًا میں ماذا تکسب میں نکارت ہے اور نکرہ غیر معین ہوتا ہے پس آیت شریف کے یہ معنی ہوئے کہ جو شے غیر معین اور مجہول مطلق ہے اُس کو کوئی نہیں جان سکتا کہ میں کل کیا کرونگا۔ اور فعل ارادی میں جہل من وجہ ہوتا ہے کہ بوجہ تعیین اور ارادہ کرنے کے نکارت جاتی رہتی ہے اور وہ فعل من وجہ معرفہ ہوجاتا ہے یعنی بوجہ اپنے ارادہ کے وہ فعل معلوم اور معروف ہوتا ہے اور باعتبار

تحقیق اور وجود خارجی کے مجہول ہوتا ہی یعنی اُس کو یہ خبر نہیں ہوئی کہ وہ فعل ہو گا یا نہ ہو گا
پس آیت شریف میں علم من کل الوجوہ کی نفی ہے اور بندوں کے افعال میں علم من وجہٍ
کی نفی ہے اس صورت میں کوئی منافات اور مخالفت لازم نہیں آئی۔

اب پانچویں جُملے کا حال سُنیے

پانچواں جُملہ یہ ہے۔ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ میں ما تدری
اور تموت کا فاعل نفس ہے جس کے یہ معنی ہوئے کہ کسی کو اپنے مرنے کی خبر نہیں کہ میں
کہاں مرونگا۔

اِس جُملہ میں بھی کسی لفظ سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ خداوند تعالیٰ نے سوائے اپنے کسی کو
مرنے کی خبر نہیں دی۔

معجزہ (۳۶) مسلم نے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے اہل بدر کے حال
میں بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں جائے قتل ایک ایک کا ذکی
جو بدر میں مارے گئے ایک دن پہلے دکھا دی تھی اور فرمایا تھا کہ کل اِس جگہ فلانا قتل ہو گا
انشاء اللہ تعالےٰ۔ اِس جگہ فلانا قتل ہو گا انشاء اللہ تعالےٰ پھر حضرت عمر نے کہا کہ
قسم اُس ذات کی جس نے جناب رسول اللہ صلعم کو دین حق کے ساتھ بھیجا کسی نے اُن
میں سے اُس جگہ سے تجاوز نہ کیا جہاں رسول اللہ صلعم نے اُس کا مقتل بتایا تھا۔
تنبیہ۔ اِس حدیث میں رسول اللہ صلعم نے نام بنام اہل بدر کا مرنا اور اُن کے مرنے
کی جگہ بتلادی اور نیز اُن کے قتل اور مقتل کی خبر دینے کے وقت حضرت صلعم کا انشاء اللہ
تعالےٰ کہنا ثبوت اس امر کا ہے کہ وہ خبر بذریعہ وحی یا الہام کے نہ تھی بلکہ وہ علم کشفی تھا
اِس لیے کہ جو امر بذریعہ وحی یا الہام کے ہوتا ہے وہ تو یقینی ہوتا ہے۔ اُس میں انشاء اللہ
تعالےٰ کہنے کی ضرورت نہیں۔ جو مقام ظن میں بولا جاتا ہے۔
معجزہ (۳۷) ابو نعیم نے اصبغ بن نباتہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی
کرم اللہ وجہہ نے موضع قبر امام حسین علیہ السّلام پر پہنچکر فرمایا کہ یہاں اُن کے اونٹ بیٹھے
ہونگے اور یہاں اُن کے اسباب کی جگہ ہوگی اور یہاں اُن کے خون بہنے کا مکان ہو گا۔ ایک
جماعت ہوگی آل محمد کی کہ اِس میدان میں ماری جائیگی اُن پر آسمان و زمین روئیں گے۔
تنبیہ۔ اِس حدیث میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السّلام
کے شہید ہونے اور جگہ شہید ہونے کی تبلادی۔

معجزہ (۷۴) حضرت ابوذرؓ کی وفات قریب ہوئی اُن کی زوجہ ام ذر رونے لگیں ابوذر نے کہا تم کیوں روتی ہو ام ذر نے کہا میں کیسے نہ روؤں تمہاری وفات جنگل میں ہوئی اور ہمارے پاس کفن بھی نہیں۔ حضرت ابوذرؓ نے کہا مت روؤ جناب رسول اللہ صلعم ایک جماعت کو کہ میں بھی اُن میں تھا خطاب کرکے فرمایا کہ تم میں سے ایک آدمی زمین غیر آباد میں مریگا اُس کے جنازہ پر ایک جماعت مسلمانوں کی حاضر ہوگی سو وہ آدمی میں ہی ہوں تم راہ پر جاکر دیکھو وہ کہتی ہیں کہ میں نکلی سو کچھ لوگ مسافر سوار آتے دیکھے اُنہیں میں نے حضرت ابوذر کے حال کی خبر دی وہ سب حضرت ابوذر کے پاس آئے اور بعد انتقال کے اُن کی تجہیز اور تکفین کی۔

تنبیہ۔ اس حدیث میں رسول اللہ صلعم نے اُس جنگل میں ابوذر کے مرنے کی خبر دی تھی۔

معجزہ (۷۵) رسول اللہ صلعم نے موضع موتہ میں جو مدینہ منورہ سے ایک مہینہ کی راہ پر ہے زید اور جعفر اور عبداللہ بن رواحہ رضوان اللہ علیہم کے شہید ہونے کی خبر دی۔ اور حبشہ میں نجاشی بادشاہ کے انتقال کی خبر دی۔

تنبیہ۔ ان حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلعم کو مرنے والوں کا مرنا معلوم اور اُنکے مرنے کی جگہ معلوم تھی۔

مشکوٰۃ شریف مترجم جلد صفحہ ۴۲ براء بن عازب سے روایت ہے کہ جب کوئی مرتا ہے تو منکر نکیر اُس کی قبر میں آکر سوال کرتے ہیں۔ تیرا رب کون ہے۔ مومن جواب دیتا ہے کہ میرا رب خدا ہے اور کافر کہتا ہے ہاہ ہاہ میں نہیں جانتا پھر سوال کرتے ہیں تیرا دین کیا ہے۔ مومن کہتا ہے۔ میرا دین اسلام ہے۔ کافر کہتا ہے ہاہ ہاہ میں نہیں جانتا۔ اُس کے بعد کہتے ہیں مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ ۔ هٰذا اسم اشارہ محسوس قریب کے لیے موضوع ہے اور الرجل سے رسول اللہ صلعم مراد ہیں پس فرشتے رسول اللہ صلعم کی طرف اشارہ کرکے کہتے ہیں کہ یہ کون ہیں جو تم میں بھیجے گئے؟ مومن کہتا ہے کہ یہ رسول خدا ہیں اور کافر کہتا ہے کہ ہاہ ہاہ میں نہیں جانتا۔ پس قبر میں فرشتوں کا رسول اللہ صلعم کی طرف اشارہ کرنے سے متیقن ہوا کہ رسول اللہ صلعم ہر مومن اور کافر کی قبر میں تشریف لاتے ہیں اور اُنکے مرنے اور دفن اور مومن اور کافر ہونے کی آپ کو خبر ہوتی ہے۔

اور یہ ظاہر ہے کہ سارے جہان میں ہر روز بلکہ ہر ساعت لکھوکھا مرتے رہتے ہیں اور موافق اس حدیث کے ہر مرنے والے کی قبر میں آپ کا تشریف لے جانا منصوص قطعی ہے۔ اس صورت میں لکھوکھا آدمیوں کا مرنا اور اُن کے دفن اور اُن کے اچھے برُے

ہونے کا حال روزانہ آپ کو معلوم ہوتا رہتا ہے۔

بعض صاحبوں کا یہ خیال کہ رسول اللہ صلعم اور قبر کے درمیان جو حجاب ہے وہ اٹھا لیا جاتا ہے یہ تاویل تکلف سے خالی نہیں اس لیے کہ ھذا کی وضع محسوس قریب کے لیے ہے اور رسول اللہ صلعم اور قبر کے درمیان منزلوں کا بُعد ہوتا ہے اور بعید کے اشارہ کے لیے لفظ ذَاکَ اور ذَالِکَ کا موضوع ہے اس صورت میں بجائے ما ھذا الرجل بعث فیکم کے ذَاکَ الرَّجُلُ بُعِثَ فِیْکُمْ ہونا چاہیے تھا اور بجائے ذالک کے ھذا کا استعمال ہوا تو اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلعم بذاتِ خود تشریف لاتے ہیں اور ھذا کے ساتھ مشار الیہ بنتے ہیں۔

اور اگر حجاب کا اُٹھا ہی مان لیا جائے تب بھی رسول اللہ صلعم کو ہر شخص کے مرنے اور اُسکے مدفن کی خبر ہوتی رہتی ہے۔

اور بعضوں نے جو یہ تاویل کی ہے کہ رسول اللہ صلعم کی شبیہ پیش کرتے ہیں اور یوں کہتے ہیں ما ھذا الرجل بعث فیکم تو یہ عبارت اس تاویل کو تسلیم نہیں کرتی۔ اس لیے کہ رجل کا اطلاق شبیہ پر نہیں آتا نہ حقیقۃً نہ مجازاً۔ اگر شبیہ ہوتی تو یوں سوال ہوتا ھٰذَا الشَّبِیْہُ لِمَنْ ھُوَ بُعِثَ فِیْکُمْ یہ شبیہ کس کی ہے جو تم میں بھیجے گئے اس سے معلوم ہوا کہ یہاں شبیہ مراد نہیں بلکہ نفس ذات مقدس صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مقصود ہے۔

اگر یہ فرض کیا جائے کہ جیسے حضرت جبرئیل علیہ السلام یحییٰ کلبی کی صورت میں حضرت کے پاس آتے تھے اسی طرح کوئی فرشتہ حضرت کی صورت بنکر قبر میں آئے اور سوال کنندہ اُس کی طرف اشارہ کر کے یوں کہے ما ھذا الرجل بعث فیکم یہ کون ہیں جو تم میں بھیجے گئے اس صورت میں بُعِثَ فِیْکُمْ کی اسناد الرجل کی طرف صحیح نہیں اس لیے کہ یہ فرشتہ مبعوث ہو کر لوگوں میں نہیں گیا پس یہ اضافت غلط ہوئی بلکہ بجائے ما ھذا الرجل بعث فیکم کے یوں سوال ہوتا اَلَّذِیْ بُعِثَ فِیْکُمْ مِثْلُ ھٰذَا الرَّجُلِ مَنْ ھُوَ وہ شخص جو تم میں بھیجے گئے مثل اس شخص کے وہ کون ہیں اور خلاف اس کے جب ما ھذا الرجل بعث فیکم کے ساتھ سوال ہوا تو اس سے معلوم ہوا کہ خود حضرت بذات خود تشریف لاتے ہیں

حضرت صلعم کے علم کی وسعت کا کیا ذکر ہے ادنے ادنے طبیب جنکو رسالہ قبریہ پر عبور اور مہارت تامہ ہے وہ آثار اور علامات سے بقید یوم مرنے کا حال بیان کر دیتے ہیں اور وہ مطابق واقع کے ہوتا ہے۔

تنبیہہ ان تمام بیانوں سے یہ ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر شخص کے مرنے اور اُس کے مومن ہونے نہونے کا علم ہوتا ہے۔

الغرض ان تمام حدیثوں مذکورۂ بالا سے یہ ثابت ہوا کہ

رسول اللہ صلعم نے اپنی نسبت قیامت کے علم کی خبر دی۔ پیٹ میں لڑکا ہونے کی خبر دی۔ سید الشہدا علیہ السلام کے مشہد اور کفار بدر کے مقتل کی خبر دی۔ ایک دن پہلے اپنے کام کرنے کی خبر دی۔ پانی برسانے کی خبر دی جب اس آیت شریف کے پانچوں مصادیق رسول اللہ صلعم کی ذات مقدس سے ظہور میں آئے اس صورت میں یہ کہنا کہ ان پانچ چیزوں کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں یہ واقع کے خلاف ہے۔

اور مشکوۃ شریف باب الایمان میں

حضرت ابوہریرہ کی روایت میں جو یہ عبارت ہے فِی خَمْسٍ لَا یَعْلَمُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ قَرَءَ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ

یہ حضرت ابوہریرہ کا مقولہ ہے رسول اللہ صلعم کا ارشاد نہیں ہے اس لیے کہ خود ہی رسول اللہ صلعم یہ فرمائیں کہ ان پانچ چیزوں کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں اور خود ہی بروایات متعددہ ان پانچ چیزوں کو بالتشریح بیان فرمائیں یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ یہ مقولہ رسول اللہ صلعم کا نہیں بلکہ حضرت ابوہریرہ کا ہے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ حضرت عمر سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام انسان کی صورت میں حضرت کے پاس آئے اور حضرت سے سوال کیا کہ اسلام کیا چیز ہے۔ بعد جواب کے پھر پوچھا کہ ایمان کیا چیز ہے۔ بعد جواب کے پھر سوال کیا کہ احسان کیا شے ہے۔ بعد جواب کے کہا کہ قیامت سے خبر دیجیے اُس کے جواب میں رسول اللہ صلعم نے فرمایا مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ میں تم سے زیادہ نہیں جانتا یعنی جس قدر تمکو قیامت کا علم ہے اُسی قدر مجکو قیامت کا علم ہے تم سے زیادہ نہیں جانتا۔ اُس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت سے کہا کہ قیامت کے آثار اور علامتیں بیان کیجیے۔ چونکہ جبرئیل علیہ السلام جو خدا کی طرف سے وحی لانے والے ہیں وہ خود ہی سائل ہیں اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلعم بلا نزول وحی خود بھی اپنے علم کشفی سے صدہا برسوں کے بعد جو امور شدنی ہیں

بے تامل ان کو اس طرح بیان فرمایا اَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا جنے گی لونڈی اپنے مالک کو (یہ مسئلہ ہے کہ لونڈی کی اولاد بعد مرنے اُس کے باپ کے یہ لڑکا اُس کے ترکہ کا مالک ہوتا ہے۔ چونکہ یہ لونڈی اُسکے باپ کے ترکہ میں تھی جب وہ مرا تو یہ لڑکا اُسکے مال کا وارث ہوا اور یہ لونڈی اُس کے ترکہ میں آئی اور یہ اُس کا مالک ہوا)

دوسری علامت حضرت نے یہ بیان فرمائی

وَاَنْ تَرَی الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُوْنَ فِی الْبُنْيَانِ ثُمَّ انْطَلَقَ (رواہ المسلم)

اور دوسری علامت یہ ہے کہ دیکھے تو ننگے پاؤں والوں کو ننگے بدن والوں کو مفلسوں کو چرانے والے بکریوں کو فخر کرینگے بیچ عمارتوں کے (بعد اس بیان کے) پھر حضرت جبریل ؑ چلے گئے (روایت کی اس حدیث کی مسلم نے)

وَرَوَاهُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ مَعَ اِخْتِلَافٍ وَفِيْهِ وَاِذَا رَاَيْتَ الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الصُّمَّ الْبُكْمَ مُلُوْكَ الْاَرْضِ۔

اور روایت کی اس حدیث کو ابوہریرہ نے ساتھ اختلاف کے اور بیچ اس کے (بجائے اَلْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُوْنَ کے یہ ہے) اور جب دیکھے تو ننگے پاؤں والوں کو ننگے بدن والوں کو بہروں کو گونگوں کو بادشاہ زمین کے۔

فِیْ خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ قَرَءَ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ط

ابوہریرہ کی روایت میں

فِیْ خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ میں جو جار مجرور ہے یہ کس کے متعلق ہے۔ آیا رسول اللہ صلعم کے قول کے متعلق ہے یا ابوہریرہ کے قول کے متعلق ہے۔ رسول اللہ صلعم کے قول کے متعلق کرنا اس کے لیے کوئی قرینہ نہیں اس لیے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ صلعم سے قیامت کے آثار اور علامات دریافت کیے تھے جن کو حضرت نے بیان فرمایا اور اس آیت شریف میں پانچ چیزوں کا ذکر ہے اور ان پانچوں میں سے کوئی ایک بھی قیامت کے آثار میں سے نہیں ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ جار مجرور

رسول اللہ صلعم کے قول کے ساتھ متعلق نہیں اس صورت میں یہ حدیث نہ ہوئی بلکہ یہ
جار مجرور حضرت ابوہریرہ کے قول کے ساتھ متعلق ہے پس یہ مقولہ حضرت ابوہریرہ کا ہوا
جو رسول اللہ صلعم کے قول اور فعل کے مقابل میں حجت نہیں ہو سکتا۔

بیسواں ثبوت

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم وَاللّٰہِ لَا اَدْرِیْ وَاللّٰہِ لَا اَدْرِیْ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَبِکُمْ۔

اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں ایک جگہ رسول اللہ صلعم کو یہ اطمینان دلاتا ہے:۔
لِیَغْفِرَ لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ تو کہ بخشے واسطے تیرے خدا جو کچھ
ہوا تھا پہلے گناہوں تیرے سے اور جو کچھ پیچھے ہوا۔

دوسری جگہ یہ بشارت ہے

تَبَارَکَ الَّذِیْ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَکَ خَیْرًا مِّنْ ذٰلِکَ۔
بہت برکت والا ہے وہ شخص کہ اگر چاہے کرے واسطے تیرے بہتر اس سے۔

تیسری جگہ یہ مژدہ ہے

یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰہُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ
اُس دن اللہ رسوا نہ کریگا نبی کو اور نہ اُن لوگوں کو جو ایمان لائے ساتھ اُن کے۔

چوتھی جگہ یہ خوشخبری ہے

وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی:۔
اور البتہ پچھلی حالت بہتر ہے واسطے تیرے پہلی حالت سے۔

پانچویں جگہ یہ اکرام ہے

عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔
شتاب ہے کہ بھیجے تجھ کو پروردگار تیرا مقام محمود میں۔
جب اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس قدر بشارتیں اور خوشخبری سنائی گئیں اور یقین

کے ساتھ آخرت کی بہتری اور بہبودی پر پورا پورا آپ کو اطمینان حاصل ہو اگر کسی قسم کا خوف
اور کھٹکا آپ کو وہاں نہ ہوگا اور جو اختصاص اور اکرام خداوندی وہاں آپ کے ساتھ ہوگا
اُس کی خود ہی آپ نے حدیثوں میں خبر دی ہے کہ قیامت کے دن میدان حشر میں جب تمام
مخلوق سوا نیزہ آفتاب کے نیچے جلتی اور بلبلاتی ہوگی کوئی کسی کا پرسان حال نہ ہوگا۔ ہر شخص کو
نفسی نفسی کی پڑی ہوگی۔ ہیبت حق سے سب کے سب خائف اور ترساں دم بخود ہونگے۔ کسی کو
زبان ہلانے کی جرأت نہ ہوگی اُس وقت تمام مخلوق کا رجوع میری طرف ہوگا میں کمر شفاعت کی باندھونگا
اور مقام محمود میں جو مخصوص میرے لیئے ہے جا کر ثنا و صفت کے ساتھ ایک زمانہ تک سر بسجدہ
پڑا رہونگا میری گریہ اور زاری پر دریائے رحمت جوش میں آئے گا اور ازراہ ترحم حکم ہوگا

يَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَاسَكَ وَاسْئَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ

اے محمد سر اُٹھاؤ اور مانگو کیا مانگتے ہو شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول ہوگی

جب اس قسم کے الطاف خداوندی مجھ پر ہوں گے تو میں اُٹھ کر موافق اس بشارت کے

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَ

وعدہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو اور ایمان والیوں کو بہشتیں چلتی ہیں نیچے اُن کے نہریں

مَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ذٰلِكَ هُوَ

ہمیشہ رہنے والے بیچ اُس کے اور گھر پاکیزہ بیچ بہشتوں عدن کے اور رضامندی طرف اللہ کی سے بہت بڑی ہے

الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿پارہ ۱۰ ع ۱۵﴾

یہ وہ ہے مراد پانا بڑا

نیک کاروں کو بہشت میں لیجاؤں گا اور حسب ارشاد اِشْفَعْ تُشَفَّعْ کے گنہگاروں کی شفاعت
کرکے دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل کروں گا اور بموجب عطیہ ربی اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ؕ
عطا کیا ہم نے تم کو حوض کوثر۔ لوگوں کو آب کوثر سے سیراب کروں گا۔ علاوہ اس کے اور جو جو
کام مفوضہ ہوں گے اُن سب کو انجام دوں گا۔ الحاصل جو جو کار گزاریاں اعزاز کے ساتھ حشر
میں آپ کی ذات سے متعلق ہوں گی موافق حدیثوں مذکورہ کے اُن سب معاملات کی آپ کو خبر ہے
باوجود ان سب باتوں کے جاننے کے پھر آپ کا قسم مؤکد کے ساتھ یہ فرمانا

وَاللّٰهِ لَا اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَبِكُمْ

قسم خدا کی میں نہیں جانتا کہ میرے اور تمہارے ساتھ حشر میں کیا معاملہ ہوگا

پس آپ کا یہ فرمانا دو حال سے خالی نہیں

اوّل یہ کہ روزِ قیامت میں جس دن اللہ جل جلالہٗ بشان قہاری تختِ عدالت پر ظہور فرمائے گا اور منادی ندا کرے گا

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ط

آج کس کی بادشاہت ہے

جواب ہو گا

لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ط

اُس یگانہ بادشاہ باہمہ صفت موصوف کی جو ہر طرح مستغنی اور بے نیاز ہے

پھر اعلانِ عام ہو گا

هَلُمُّوْا اِلَى الْحِسَابِ آؤ طرف حساب کے

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۔ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ

جس نے ایک ذرہ نیکی کی وہ اُس نیکی کا پھل پائے گا ۔ اور جس نے ایک ذرہ بدی کی وہ اپنے کئے کو پہنچے گا

یہ اعلان سُنکر

تمام مقربان درگاہ الٰہی و مقبولان بارگاہ نامتناہی مثل انبیا اولیا اتقیا اصفیا شہدا صلحا عباد زہاد جن کی مغفرت اور بہشتی ہونے کا قطعی حکم ہو چکا ہے ۔ کسی کو اپنی رسالت اور نبوت اور عبادت اور شہادت اور زہد و تقویٰ اور اپنی مغفرت اور بہشتی ہونے پر بھروسا اور تکیہ نہو گا بے اطمینانی کے ساتھ خائف اور ترساں اس دغدغہ میں ہوں گے کہ وہ احکم الحاکمین جو ذرہ ذرہ کا حساب لینے پر آمادہ ہے دیکھیے ہمارے ساتھ کیا معاملہ کرتا ہے علیٰ ہٰذا رسول مقبول صلعم اُس ہیبت اور جلال کے وقت میں اُس کی شان جلالت اور بے نیازی کا خیال کر کے فرماتے ہیں

وَاللّٰهِ لَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَبِكُمْ

قسم خدا کی میں نہیں جانتا کہ حشر میں جو دارو گیر کا وقت ہو گا میرے اور تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہو گا

رسول اللہ صلعم نے

یُفْعَلُ کو بصیغہ مجہول یاد فرمایا جس میں فاعل کا ذکر نہیں ہوتا مفعول پر اکتفا کی جاتی ہے اس میں یہ اشارہ ہے کہ فاعل کی طرف سے حشر میں جو انعام اور اکرام موعود اور وہ ہونے والا ہے اُس کا علم تو آپ کو یقینی ہے اُس میں کچھ تردد نہیں مگر اس وقت حاکم کی بے نیازی اور شان قہاری

بمقتضی عدل وداد و گیر کو ہے ہیبت دلا رہی ہے کہ جب وہ ذرّہ ذرّہ کا حساب لینے والا ہے تو دیکھے
کہ ہمارے اور تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوتا ہے پس اس خیال سے آپ کا یہ فرمانا ہے
وَاللّٰہِ لَا اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَبِکُمْ

دوسری وجہ یہ ہے

اور یہی قرین قیاس بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کا سچا خلاف وعدگی اُس کے الوہیت کے منافی پس
اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک سے یہ وعدہ فرماتا ہے
وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی
اے حبیب قریب ہے کہ تیرا پروردگار تجھ پر وہ انعام اور اکرام کرنے والا ہے کہ جس سے تو راضی
اور خوش ہو جائے گا
مُعطی اولوالعزم کریم الشان جس کے دینے کی کوئی انتہا نہیں لینے والے کا دامن طلب وسیع
جس کی کوئی حد نہیں اسی بنا بر بغرض تشویق اور امید علی قدر مُعطی یُعطیک کا مفعول ثانی علم الٰہی
میں مضمر رکھا گیا تاکہ محب ومحبوب کا لینا دینا کسی شے پر محدود نہ سمجھا جائے اور فترضٰی سے
مُعطیٰ لہٗ کو حسب وعدہ ایسے مُعطی اولوالعزم سے بہت کچھ مانگنے کی امید دلائی گئی ہے
پس اسی معنی کر آپ کا یہ فرماتا ہے۔
وَاللّٰہِ لَا اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَبِکُمْ
قسم خدا کی مجھ کو یہ علم نہیں کہ خداوند تعالیٰ موافق اپنے وعدہ اور شان الوہیت کے مجکو کیا کچھ
دینے والا اور میرے اور تمہارے ساتھ کیا کچھ انعام اور اکرام کرنے والا ہے کہ جس سے میری
خوشنودی اور رضامندی کا اظہار ہو۔
پس ماکان فی علم اللٰھی جو حسب وعدہ من وجہ معلوم اور بوجہ عدم تعیین من وجہ مجہول
ہے اس سے مَاکَانَ وَمَا یَکُوْن کے علم کی نفی لازم نہیں آتی جیسا لوگوں کا خیال ہے

بعض حضرات

رسول اللہ صلعم کے علم غیب نہونے کی یہ تقریر کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضؓ خوابگاہ میں لیٹی جاگ
رہی تھیں حضرت جبرئیل علیہ السلام خدا کی طرف سے جنت البقیع جانے کا حکم لائے آپ حضرت عائشہ رضؓ
کو سوتا ہوا خیال کرکے دبے پیروں آہستہ سے دروازہ بند کرکے تشریف لے چلے۔ حضرت عائشہ رضؓ
نے حضرت کو جاتے دیکھ کر وہ بھی اُٹھیں اور کچھ فاصلہ سے پیچھے پیچھے حضرت کے وہ بھی چلیں

جب حضرت نے وہاں سے مراجعت فرمائی تو وہ بھی لوٹیں اور جلدی جلدی آکر بستر پر لیٹ گئیں
اور حضرت کو نہ تو اُن کے جاگنے کا علم ہوا نہ اُن کے آنے جانے کی خبر ہوئی۔ اس سے معلوم
ہوا کہ رسول صلعم کو علم غیب نہ تھا۔

جواب

اوّل تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی غیب دانی کا کوئی مدعی نہیں البتہ ما کان و ما یکون کے
علم کا دعویٰ ہے اُس کا یہ حال کہ وہ توجہ اور التفات پر موقوف ہے عالم متبحر تمام جزئیات علوم
درسیہ کا ماہر ہوتا ہے مگر ہر ہر جزئی اُس کے پیش نظر نہیں رہتی جب وہ کسی جزئی کی طرف توجہ
اور التفات کرتا ہے اُس وقت وہ پیش نظر ہو جاتی ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ باوجود توجہ اور
التفات کے وہ مرتبہ ذہول میں نسیاً منسیا رہتی ہے مگر اُس کی نسبت یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس عالم
کو اس کا علم نہیں۔ علم تو ضرور ہے مگر خزانہ علم میں وہ تحت نسیان مستور ہے۔ جب یہ معلوم ہوا
کہ باوجود علم کے ہر شے کا مشاہدہ ہماری توجہ اور التفات پر موقوف ہے پس رسول اللہ صلعم کو
حضرت عائشہ رض کے جاگنے یا اُن کے آنے جانے کا علم نہ ہونا اس کی یہ وجہ ہے کہ اُس وقت
رسول اللہ صلعم کو حضرت عائشہ رض کی طرف التفات نہ تھا صرف ذہن میں اُن کا سونا یا تصور
کر کے اس خیال سے کہ اگر کھٹکے سے اُن کی آنکھ کھل گئی تو تنہائی کی وجہ سے ان کو وحشت
ہوگی دبے پیروں آہستہ سے دروازہ بند کر کے تشریف لے گئے اور اُن کے جاگنے یا سونے
کی طرف التفات نہیں فرمایا۔ اگر التفات فرماتے تو بغیر مشاہدہ اور رویت کے ضرور اُنکے
جاگنے نہ جاگنے کا علم کشفی ہوتا پس حضرت عائشہ رض کا جاگنا نہ جاگنا یا آنا جانا آپ کے علم کے
تحت میں تھا گو بوجہ عدم التفات اُس وقت اُس کے جاننے سے بے خبری رہی اور یہ منافی
آپ کے علم کے نہیں جب متعدد حدیثوں مذکورہ بالا سے یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ صلعم
کا علم دُنیا کی تمام چیزوں کو محیط ہے تو ذرا ذرا سی جزئیات کی بے التفاتی پر تمام حدیثوں
کو رد کر کے آپ کی بے علمی ثابت کی جائے یہ تعجب ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا وَاِلٰی مَا ھُوَ کَائِنٌ
اللہ تعالےٰ نے میرے لئے دُنیا کو بلند کیا پس میں دیکھتا ہوں اُس کی طرف اور اُن چیزوں کی طرف

فِیْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ
جو قیامت تک اُس میں ہونے والی ہیں جیسا کہ میں دیکھتا ہوں اپنی اس ہتھیلی کی طرف

یہ حدیث

رسول اللہ صلعم کی ہمہ دانی پر پہلے بیان ہو چکی ہے اب مکرر لانے کی یہ وجہ ہے کہ رسول اللہ صلعم نے جو یہ فرمایا ہے کہ دُنیا میں قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اُن کو میں مثل اپنی اس ہتھیلی کے دیکھ رہا ہوں پس اس قول کی صداقت کے لئے مشتے نمونہ از خروارے رسول اللہ صلعم کی چند پیشینگوئیاں جن ہمارے اُستاذ الاُستاذ جامع معقول و منقول حاوی اصول و فروع مولانا مفتی عنایت احمد صاحب نور اللہ مرقدہ نے حدیثوں سے جمع کر کے اس مجموعہ کو

کلام المبین فی آیات رحمۃ للعالمین

سے تعبیر فرمایا ہے اُس سے نقل کر کے اس بات کو دکھلایا جاتا ہے کہ اس عالم کون میں جتنی چیزیں ہیں سب پر رسول اللہ صلعم کا علم محیط ہے گو بوجہ عدم التفات ہر وقت ہر شے پیش نظر نہیں رہتی جیسے عالم متبحر تمام جزئیات درسیہ کا عالم ہوتا ہے مگر ہر جزئی ہر وقت اُس کے سامنے نہیں ہوتی۔ جب توجہ اور التفات کرتا ہے اُس وقت پیش نظر ہو جاتے ہیں۔

تنبیہ

کلام المبین کی پوری عبارت نقل نہیں کی گئی بقدر مقصود نقل کر کے جو اس معجزہ کا نمبر ہے وہ بھی اُس کے ساتھ لکھ دیا گیا تاکہ کسی صاحب کو اس نقل میں کچھ شک ہو اُس نمبر سے اصل کتاب کو دیکھ کر اپنا اطمینان کر لے

معجزات

معجزہ (۱۴) ابن حبان نے سفینہ مولی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی بنا کے لئے اوّل اپنے ہاتھ سے پتھر رکھا پھر حضرت ابو بکر رضہ سے رکھوایا اُس کے بعد حضرت عمر رضہ سے پھر حضرت عثمان سے رکھوایا اُس کے بعد فرمایا کہ میرے بعد یہ تینوں میرے خلیفہ ہوں گے چنانچہ موافق پیشینگوئی حضرت کے یہ تینوں اسی ترتیب سے خلیفہ ہوئے۔

معجزہ (۱۵) بخاری نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جبل احد پر تشریف لے گئے اور آپ کے ہمراہ ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ تھے سو وہ پہاڑ تھرتھرایا آپ نے اُس کے لات ماری اور فرمایا ٹھہر اے احد تجھ پر ایک نبی ہے اور ایک صدیق اور دو شہید ہیں چنانچہ موافق آپ کے ارشاد کے حضرت عمرؓ اور عثمانؓ شہید ہوئے۔

معجزہ (۱۶) بخاری اور مسلم نے ابو موسیٰ اشعری سے روایت کی کہا انہوں نے کہ میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ ایک باغ میں تھا ایک شخص دروازہ پر آئے اور دروازہ کھلوایا۔ حضرت نے فرمایا کہ دروازہ کھول دو اور آنے والے کو بہشت کی بشارت دو میں نے دروازہ کھولا تو ابو بکرؓ تھے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے موافق بہشت کی بشارت دی وہ حمد الٰہی بجا لائے۔ پھر ایک اور شخص نے آکر دروازہ کھلوایا۔ حضرت نے فرمایا کھول دو اور آنے والے کو بہشت کی بشارت دو میں نے دروازہ کھولا تو حضرت عمرؓ تھے میں نے بہشت کی بشارت دی۔ وہ بھی حمد الٰہی بجا لائے پھر اور ایک شخص نے دروازہ کھلوایا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ کھول دو اور اس کو بشارت دو بہشت کی اور ایک بلوے کی جو اسے پہنچے گا میں نے دروازہ کھولا تو حضرت عثمانؓ تھے میں نے موافق ارشاد کے بہشت کی بشارت دی اور بلوے کی خبر سنائی۔ وہ بھی حمد الٰہی بجا لائے اور کہا خدا کی مدد چاہیے۔ پس موافق ارشاد حضرت کے آخر خلافت حضرت عثمانؓ میں اہل مصر اور عراق اُن پر بلوا لائے اور اُن کو شہید کیا۔

معجزہ (۱۷) صحیح مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ اور حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ جبل حرا پر تھے وہ پتھر ہلا آپ نے فرمایا ٹھہر جا نہیں تجھ پر مگر نبی یا صدیق یا شہید پس موافق پیشگوئی حضرت کے حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ اور حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ شہید ہوگئے

معجزہ (۱۸) ایک دن حضرت عمرؓ حضرت ابو ذرؓ سے ملے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر مروڑا۔ ابو ذرؓ نے کہا اے قفل فتنہ کے میرا ہاتھ چھوڑ دو۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ یہ کیا کہا انہوں نے کہا کہ ہم ایک دن حضرت کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ تم آکر لوگوں کی پس پشت بیٹھ گئے رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب تک یہ شخص تم میں رہے گا کوئی فتنہ نہ ہوگا۔ چنانچہ موافق فرمانے حضرت کے زمانہ عمرؓ تک کوئی فتنہ نہیں ہوا بعد وفات حضرت عمرؓ کے حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں سخت فتنہ ہوا۔

معجزہ (۱۹) امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ و حاکم نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا کہ اے عثمان بیشک اللہ تعالیٰ تمہیں ایک قمیص پہنائے گا (یعنی خلافت عطا کرے گا) منافقین تم سے وہ قمیص اتارنا چاہیں گے یعنی خلع خلافت چاہیں گے تم مت اُتارنا یہاں تک کہ مجھ سے ملو۔ چنانچہ موافق پیشین گوئی آنحضرت کے آپ کو خلافت ملی اور منافقین نے خلع خلافت چاہی آپ نے قبول نہ کیا اور شہید ہوئے۔

معجزہ (۲۰) ترمذی نے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ایک فتنہ کا ذکر کیا اور حضرت عثمانؓ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ اس میں بے گناہ مارے جائیں گے۔ چنانچہ موافق ارشاد کے فتنہ ہوا اور اہل مصر اور عراق میں حضرت عثمان بےگناہ شہید ہوئے۔

معجزہ (۲۱) صحیحین میں سہل بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ کل میں نشان ایسے شخص کے ہاتھ میں دوں گا کہ وہ اللہ اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور رسول اُسے دوست رکھتے ہیں۔ اُس کے ہاتھ سے اللہ تعالیٰ قلعۂ خیبر کو فتح کرے گا۔ صبح کو وہ نشان حضرت علیؓ کو دیا اور موافق آپ کے فرمانے کے وہ قلعہ آپ کے ہاتھ سے فتح ہوا۔

معجزہ (۲۲) بیہقی نے روایت کی ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلعم نے حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ کو باہم ہنستے دیکھا فرمایا کیا تم آپس میں ایک دوسرے کو دوست رکھتے ہو عرض کیا کہ ہاں۔ حضرت نے زبیر سے فرمایا کہ ایک دن ایسا اتفاق ہوگا کہ تم علیؓ سے قتال کرو گے اور تم ظالم ہو گے چنانچہ موافق ارشاد کے جب جنگ جمل واقع ہوئی تو حضرت زبیرؓ حضرت علی کے مقابل آئے۔ حضرت علیؓ نے حضرت زبیر کو حضرت کا ارشاد یاد دلایا وہ مقابلہ سے ہٹ گئے اور کہا میں بھول گیا تھا۔ (فائدہ) ظلم کہتے ہیں بیجا کام کرنے کو چونکہ حضرت علیؓ خلیفہ برحق تھے اُن کے ساتھ مقابلہ کرنا اگرچہ دھوکے اور خطا سے کیا بیشک بیجا ظلم ہے۔

معجزہ (۲۳) امام احمد نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے مجھ سے فرمایا کہ تیرا حال مثل عیسیٰ علیہ السلام کے ہوگا کہ یہود جیسے اُن کے دشمن تھے اور ان کو بُرا کہتے تھے اور نصاریٰ دوست بن کر خدا کا بیٹا کہنے لگے۔ اسی طرح ایک فریق پیدا ہوگا جو تم سے دشمنی رکھے گا اور تم کو بُرا کہے گا اور ایک فریق ایسا ہوگا کہ تمہارے مرتبہ کو خدا تک پہنچا دے گا

چنانچہ موافق پیشینگوئی حضرت کے خارجی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے دشمنی رکھتے ہیں اور برا کہتے ہیں اور رفضیری دوست بن کر حضرت علی رضہ کو خدا کہتے ہیں۔

معجزہ (۲۴) امام احمد نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت علی رضہ سے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ اگلی امتوں میں زیادہ شقی کون تھا اور اس امت میں زیادہ شقی کون ہے حضرت علی رضہ نے عرض کیا کہ مجھے نہیں معلوم۔ آپ نے فرمایا کہ بدبخت ترین اگلی امتوں کا قوم ثمود میں قدار بن سالف تھا جس نے اللہ تعالیٰ کی اونٹنی کی کوچیں کاٹیں۔ اور بدبخت ترین اس امت کا وہ شخص ہے کہ تمہارے سر پر تلوار مارے گا یہاں تک کہ ڈاڑھی تمہاری خون سے رنگین ہو جائے گی اور اسی تلوار سے تم شہید ہو گے۔ چنانچہ موافق پیشین گوئی حضرت کے عبدالرحمن بن ملجم خارجی نے صبح کے وقت آپ کی پیشانی پر تلوار ماری کہ خون اس کا بہ کر آپ کی ڈاڑھی پر آ کر اس کو رنگین کر دیا اور آپ شہید ہوئے۔

حضرت علی رضہ کو رسول اللہ صلعم کے خبر دینے سے اپنی شہادت اور قاتل کا حال معلوم تھا چنانچہ اس رات میں جس کی صبح کو آپ شہید ہوئے ہیں کئی مرتبہ آسمان کی طرف دیکھا فرمایا کہ یہ وہی رات ہے جس کا مجھ سے وعدہ تھا۔

ایک روز حضرت علی رضہ کی خدمت میں ابن ملجم سواری مانگنے آیا آپ نے اسے سواری دی اور پھر فرمایا کہ واللہ یہ میرا قاتل ہے۔ لوگوں نے کہا کہ آپ اسے قتل کیوں نہیں کر ڈالتے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر مجھے کون قتل کرے گا۔ حضرت علی رضہ کو یہ سب باتیں رسول اللہ صلعم کے خبر دینے سے معلوم ہوئی تھیں

معجزہ (۲۵) امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد نے سفینہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تیس برس خلافت رہے گی پھر کٹکھنی بادشاہی ہو جائے گی۔ چنانچہ موافق پیشین گوئی حضرت کے دو برس حضرت ابوبکر رضہ نے خلافت کی اور دس برس حضرت عمر رضہ نے خلافت کی اور بارہ برس حضرت عثمان رضہ نے خلافت کی اور چھ مہینے کم چھ برس حضرت علی رضہ نے خلافت کی اور چھ مہینے حضرت امام حسن علیہ السلام نے خلافت کی۔ یہ تیس برس خلافت کے ہوئے پھر بادشاہی ہوئی جس میں دینداری کا انتظام نہ رہا۔

معجزہ (۲۶) امام احمد اور بیہقی نے حضرت حذیفہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ رہے گی تم میں نبوت جب تک خدا چاہے پھر اٹھالے گا اسے اللہ تعالیٰ پھر ہو گی خلافت اوپر طریقہ نبوت کے۔ جب تک خدا چاہے گا پھر اٹھالیگا اسے اللہ تعالیٰ پھر ہو گی بادشاہی جبر والی۔ جب تک خدا چاہے۔ پھر اسے اٹھالیگا اللہ تعالیٰ پھر ہو گی خلافت اوپر

طریقہ نبوت کے پھر آپ نے سکوت فرمایا چنانچہ موافق پیشین گوئی حضرت کے بعد رسول اللہ صلعم کے خلفاء راشدین کی خلافت موافق طریقہ نبوت کے رہی اُس کے بعد چند بادشاہ جبر والے ہوئے اُس کے بعد عمر عبدالعزیز کی خلافت موافق طریقہ نبوت کے ہوئی۔

معجزہ (۲۷) صحیح مسلم میں ثوبان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین کو سمیٹ کر مشارق اور مغارب زمین کے مجھے دکھا دئے۔ سو جہاں تک میں نے دیکھا وہاں تک عنقریب بادشاہی میری اُمت کی پہنچے گی۔ چنانچہ موافق خبر دینے حضرت صلعم کے حضرت عثمان رضؓ کے عہد میں عرض سلطنت اسلام کا قسطنطنیہ سے عدن تک اور طول اندلس سے بلخ و کابل تک پہنچا اور بعد اس کے مجاہدین کی سعی سے سلطنت ہند و سندھ وغیرہ بھی داخل ملک اسلام ہوئی اور اب طول ملک اسلام ہند اور بنگالہ سے کہ منتہائے مشرق ہے بحر طنجہ تک کہ منتہائے آبادی غربی زمین ہے پہنچا اور آپ کی پیشینگوئی نے بوجہ احسن ظہور کیا۔

معجزہ (۲۸) صحیح مسلم میں جابر بن سُمرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مسلمانوں کی جماعت فتح کرے گی کسرے کا خزانہ جو سفید کوشک میں ہے لیگی چنانچہ موافق پیشین گوئی حضرت کے حضرت عمر رضؓ کے عہد میں شہر مداین فتح ہوا اور کوشک ابیض کا سب خزانہ مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

معجزہ (۲۹) صحیح مسلم میں ابوذر رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ قریب ہے کہ تم زمین مصر کو فتح کرو گے پس وہاں کے لوگوں سے نیکی کرنا اس واسطے کہ اُنہیں امان ہے اور اُن سے قرابت ہے اور جب دیکھو دو آدمیوں کو ایک اینٹ کی جگہ پر جھگڑتے تو وہاں سے نکل آئیو۔ ابوذر کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمن بن شرحبیل بن حسنہ اور ربیعہ اُس کے بھائی کو ایک اینٹ کی جگہ پر جھگڑتے دیکھا پس میں وہاں سے نکل آیا پس موافق ارشاد حضرت کے حضرت عمر رضؓ کے عہد میں ملک مصر فتح ہوا اور ابوذر نے ایک اینٹ کی جگہ پر دو آدمیوں کو جھگڑتے بھی دیکھا اور حضرت کا یہ فرمانا کہ ایسے وقت میں وہاں سے نکل آئیو یہ پیشین گوئی اس بات کی ہے کہ ایسے وقت میں قریب وہاں سے فتنہ اُٹھنے والا ہے چنانچہ مصر کے لوگ بلوا کر کے حضرت عثمان رضؓ پر چڑھ آئے اور اُن کو شہید کیا۔

معجزہ (۳۰) صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلعم نے عدی بن حاتم سے فرمایا کہ اگر تیری عمر بڑی ہوگی تو تو دیکھے گا کہ اکیلی شتر سوار عورت حیرہ سے بے خوف مکے جا کر طواف

کرے گی اور یہ بھی دیکھے گا کہ کسریٰ کے خزانے کھولے جاویں گے اور اگر تیری عمر زیادہ ہوئی تو دیکھے گا کہ آدمی اپنی مٹھی بھر سونا اور چاندی خیرات کے لئے نکالے گا اور تلاش کرے گا بوجہ غنائے عام کے کوئی مستحق زکوٰۃ لینے کا نہ پائے گا کہ اُس کو قبول کرے۔ عدی بن حاتم کہتے ہیں کہ موافق پیشین گوئی حضرت کے میں نے اپنی آنکھوں سے ایک عورت کو اونٹ پر سوار تن تنہا بے کھٹکے حیرہ سے مکہ کو جاتے دیکھا اور میں اُس لشکر میں تھا جس نے فتح کر کے کسریٰ کے خزانہ کو حاصل کیا اور جو جئے گا وہ تیسری بات بھی دیکھ لے گا۔ بعضے علماء کہتے ہیں کہ تیسری بات بھی حضرت عمر بن عبد العزیز کی خلافت میں ہو چکی اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں ہوگی۔

معجزہ (۳۱) بیہقی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے سراقہ بن مالک سے فرمایا کہ کسریٰ کے دونوں کنگن تمہارے ہاتھ میں پہنائے جائیں گے چنانچہ موافق پیشین گوئی حضرت صلعم کے حضرت عمرؓ کے عہد میں وہ کنگن غنیمت میں آئے اور حضرت عمر رضہ نے اُن کو سراقہ کے ہاتھ میں پہنایا۔

معجزہ (۳۲) صحیحین میں سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ وہ مکے میں ایام حجۃ الوداع میں بیمار ہوئے اور آنحضرت صلعم اُن کی عیادت کو تشریف لے گئے وہ اپنی زندگی سے مایوس ہو گئے تھے اُنھوں نے عرض کیا کہ میری وارث صرف ایک بیٹی ہے میں اپنے مال کے دو حصے خیرات کرنے کو وصیت کر جاؤں آپ نے فرمایا نہیں۔ پھر اُنھوں نے عرض کیا کہ نصف مال کی وصیت کر جاؤں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ پھر اُنھوں نے کہا کہ تہائی مال کی وصیت کر جاؤں۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ بعد اس کے رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ توقع ہے کہ تم جیتے رہو اور تم سے بہت لوگوں کو نفع ہوگا اور بہت سے لوگوں کو ضرر۔ چنانچہ موافق پیشین گوئی حضرت کے اُن کو بیماری سے شفا ہوئی اور وہ پچاس برس اور زندہ رہے۔ حضرت عمرؓ کے عہد میں ملک فارس انہیں کے ہاتھوں فتح ہوا۔ قادسیہ کی بہت بڑی لڑائی انہیں کے حُسن تدبیر سے ہوئی اور شہر مداین جو تختگاہ سلاطین نوشیروانی تھا انہیں کے جہاد سے مسلمانوں کے قبضہ میں آیا۔ اور خزانہ سفید محل جس کی رسول اللہ صلعم نے مسلمانوں کے قبضہ میں آنے کی خبر دی تھی انہیں کے سبب سے مسلمانوں کے تصرف میں آیا۔ خیال کیجئے کہ موافق ارشاد رسول اللہ صلعم کے ان کی ذات سے کس قدر فائدہ مسلمانوں کو ہوا اور کفار کو ان سے کس قدر نقصان پہنچا۔

معجزہ (۳۳) بخاری میں عوف بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ

قیامت سے پہلے چھ چیزوں کو شمار کرلو۔ پہلے میرا مرنا۔ اُس کے بعد فتح بیت المقدس پھر ایک
وبامثل بیماری بکریوں کی۔ پھر کثرت سے مال کا ہونا۔ یہاں تک کہ ایک آدمی کو سو دینار
دیں گے جب بھی وہ خوش نہوگا۔ پھر ایک فتنہ کہ عرب میں کوئی گھر نہوگا جس میں وہ داخل نہو
پھر ایک صلح مسلمانوں اور نصاریٰ میں اُس کے بعد وہ بد عہدی کریں گے اور مقابلہ میں آئیں گے
اور اُن کے اسی نشان ہوں گے اور ہر نشان کے نیچے بارہ ہزار آدمی ہوں گے چنانچہ موافق
پیشین گوئی کے اوّل رسول اللہ صلعم نے وفات پائی۔ پھر حضرت عمرؓ کی خلافت میں بیت المقدس
فتح ہوا۔ اُس کے بعد ۱۶ھ ہجری میں قریۂ عمواس میں جہاں ابوعبیدہؓ کا لشکر تھا ایسی عظیم
وبا آئی کہ تین دن میں ستر ہزار آدمی مر گئے اور حضرت ابوعبیدہؓ نے اُسی وبا میں وفات پائی
پھر خلفاء راشدین بالخصوص حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں لوگ کثرت سے مالدار ہوگئے۔ فتنۂ
عظیمہ سے مراد حضرت عثمانؓ کے قتل کا فتنہ ہے کہ کوئی گھر ایسا نہ تھا جس میں یہ فتنہ داخل
نہوا ہو چھٹے صلح مسلمانوں اور نصاریٰ میں پھر بد عہدی کرنا نصاریٰ کا اس کا ظہور امام مہدی
علیہ السلام کے زمانہ میں ہوگا۔

معجزہ (۳۴) صحیح بخاری میں ام حرام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم ایک دن میرے مکان
میں سوئے اور ہنستے ہوئے جاگے میں نے ہنسنے کا سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا
کہ میری اُمت کے لوگ جہاز پر سوار دریا میں جہاد کرتے ہیں پس جو لشکر اوّل دریا میں جہاد کرے گا اُن کو
بہشت واجب ہوئی۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلعم دعا کیجئے کہ میں اُن غازیوں میں
شریک ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تو اُن میں داخل ہے۔ پھر آپ سو رہے پھر ہنستے ہوئے
جاگے۔ میں نے ہنسنے کا سبب پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ جو لشکر اوّل بادشاہ روم قسطنطنیہ
سے لڑے گا اُس کے گناہ معاف ہوئے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ میں بھی اُن غازیوں میں ہوں
آپ نے فرمایا کہ تو اُن میں نہیں۔ چنانچہ موافق پیشینگوئی حضرت کے دریائے شور میں اُمت کا
جہاد کرنا حضرت عثمان رضؓ کے عہد میں واقع ہوا اور ام حرام اُس میں شریک تھیں اُس کے
بعد قسطنطنیہ پر جہاد کرکے اُس کو فتح کیا اور ام حرام اُس میں نہیں تھیں۔ اُن کا پہلے انتقال
ہوگیا تھا۔

معجزہ (۳۵) صحیحین میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلعم کے
پاس حضرت فاطمہ رضؓ آئیں آپ نے اُن کے کان میں کچھ باتیں کیں وہ رونے لگیں۔ آپ نے
اُن کو غمگین دیکھ کر پھر دوبارہ اُن سے کان میں کچھ فرمایا۔ وہ ہنسنے لگیں بعد وفات حضرت کے حضرت
عائشہ رضؓ نے اُن کے رونے اور ہنسنے کا سبب دریافت کیا اُنہوں نے کہا کہ پہلے حضرت نے

مجھ سے یہ فرمایا کہ میرے وصال کا زمانہ قریب ہے۔ یہ سن کر میں رونے لگی۔ پھر دوبارہ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اہل بیت میں سے تو سب سے پہلے مجھ سے ملے گی۔ یہ سن کر میں ہنسنے لگی چنانچہ موافق ارشاد کے بعد وصال حضرت کے سب سے پہلے چھ مہینے کے بعد حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کا انتقال ہوا۔

معجزہ (۳۶) صحیح بخاری میں ابوبکرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت امام حسن رض کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ میرا بیٹا سید ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے دو بڑے گروہ مسلمانوں میں صلح کروائے گا۔ چنانچہ موافق اس پیشین گوئی کے جب بعد شہادت حضرت علی رض کے حضرت امام حسن رض کے ہاتھ پر لوگوں نے بیعت کی اور آپ خلیفہ ہوئے اور بڑا لشکر جرار جس میں چالیس ہزار آدمی تھے لے کے امیر معاویہ پر چڑھ گئے اور ادھر سے وہ بھی بڑا لشکر لے کے آئے۔ حضرت امام حسن رض نے بمقتضائے سیادت ذاتی اور حلم جبلی کے یہ خیال کیا کہ طرفین کی جنگ میں ہزاروں مسلمانوں کا خون ہوگا صلح کر لی اور مسلمانوں میں امن ہو گیا۔ یہ مصالحہ ۱۵ جمادی الاولیٰ ۴۱ھ ہجری میں ہوا۔

معجزہ (۳۷) بیہقی نے ام الفضل رض سے روایت کی ہے کہ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میں نے رات بہت برا خواب دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بیان کرو۔ میں نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک ٹکڑا آپ کے جسد مبارک کا کٹ کے میری گود میں رکھا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ بہت اچھا خواب ہے۔ فاطمہ کے بیٹا پیدا ہوگا اور وہ تمہاری گود میں رہیگا۔ چنانچہ موافق پیشین گوئی حضرت کے حضرت امام حسین رض پیدا ہوئے اور وہ میری گود میں رہے۔

انہیں کا بیان ہے کہ ایک دن میں نے امام حسین رض کو حضرت کی گود میں دیا۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلعم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں میں نے سبب رونے کا پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ جبرئیل ع نے آکر خبر دی ہے کہ میری امت اس میرے بیٹے کو قتل کرے گی۔ پس موافق پیشین گوئی حضرت کے اشقیائے عراق نے میدان کربلا میں حضرت امام علیہ السلام کو شہید کیا۔

اور نعیم نے **یحییٰ حضرمی** سے روایت کی ہے کہ میں سفر صفین میں حضرت علی رض کے ساتھ تھا جب حضرت علی رض قصبہ نینویٰ کے مقابل پہنچے حضرت امام حسین ع کو پکارا اور یہ فرمایا کہ اے ابو عبداللہ کنارہ فرات پر صبر کیجیو مجھ کو رسول اللہ صلعم نے خبر دی ہے کہ حسین رض کنارہ فرات پر قتل ہوں گے۔

اور ابو نعیم نے اصبغ بن نباتہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رض نے موضع قبر امام حسین ع پر پہنچ کر فرمایا کہ یہاں اُن کے اونٹ بیٹھے ہوں گے اور یہاں اُن کے اسباب کی جگہ ہوگی اور

یہاں اُن کے خون بہنے کا مکان ہوگا۔ ایک جماعت ہوگی آل محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی کہ اس میدان میں ماری جائے گی اور اُن پر آسمان اور زمین روئیں گے۔ پس حضرت علی نے حضرت سے سُن کر جو جو پیشین گوئیاں کیں وہ سب ظہور میں آئیں۔

معجزہ (۳۸) ابن عساکر نے محمد بن عمر بن حسن سے روایت کی ہے کہ ہم کربلا میں حضرت امام حسین رض کے ساتھ تھے آپ نے شمر کو دیکھ کے فرمایا کہ خدا اور رسول نے سچ فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ ایک کُتا کبرا میرے اہلبیت کے خون میں مُنہ ڈالتا ہے اور شمر ابرص تھا یعنی اُس کے بدن پر سفید داغ تھے۔ پس آپ کی پیشین گوئی مطابق واقع کے ہوئی۔

معجزہ (۳۹) بزار اور ابونعیم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے ازواج مطہرات کو خطاب کرکے فرمایا کہ کوئی تم میں سے سُرخ اونٹ والی نکلے گی یہاں تک کہ بھونکیں گے اُسے کُتے حواب کے اور مارے جائیں گے گرد اُس کے بہت لوگ۔ چنانچہ موافق فرمانے حضرت کے واقعہ جمل ظہور میں آیا جو عبداللہ بن سبا کے اغوا سے حضرت عائشہ رض اور حضرت علی کے درمیان لڑائی ہوئی تھی۔ حضرت عائشہ رض کی سواری میں سُرخ اونٹ تھا اور جب وہ آب حواب پر پہنچیں تو کُتے بھونکنے لگے اور اس کے گرد بہت لوگ مارے گئے جیسا کہ حضرت نے فرمایا ویسا ہی وقوع میں آیا۔

معجزہ (۴۰) صحیحین میں حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ازواج مطہرات کو مخاطب کرکے فرمایا کہ تم میں سب سے پہلے مجھ سے وہ ملے گی جس کے ہاتھ سب سے زیادہ لمبے ہیں۔ وہ سمجھیں کہ لمبائی ہاتھ کی ناپ کی مراد ہے لکڑی سے ایک دوسرے کا ہاتھ ناپنے لگیں۔ بعد وصال حضرت کے سب سے پہلے حضرت زینب کا انتقال ہوا۔ اس وقت معلوم ہوا کہ ہاتھ کی چھوٹائی بڑائی مراد نہ تھی بلکہ خیر اور خیرات میں جس کا ہاتھ بڑا ہوگا وہ بعد میرے انتقال کریں گی اور داد و دہش میں بہ نسبت اور ازواج مطہرات کے حضرت زینب کا ہاتھ بڑھا ہوا تھا پس جیسا حضرت نے فرمایا ویسا ہی ظہور میں آیا۔

معجزہ (۴۱) ابونعیم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ام الفضل رح اُن کی ماں رسول اللہ صلعم کے سامنے ہوکے گزریں۔ آپ نے اُن سے کہا کہ تمہارے اس حمل سے بیٹا پیدا ہوگا جب لڑکا پیدا ہو تو میرے پاس لے آئیو۔ ام الفضل کہتی ہیں کہ جب لڑکا پیدا ہوا میں حضرت کے پاس لے گئی۔ آپ نے اس کے داہنے کان میں اذان کہی اور بائیں کان میں اقامت کہی اور لعاب دہن مبارک اُسے چکھا دیا اور نام اُس کا عبداللہ رکھا اور کہا لیجا تو خلیفوں کے باپ کو۔ چنانچہ موافق اس پیشین گوئی کے اُن کے لڑکا پیدا ہوا اور اُن کی اولاد سے سلاطین

ہوئے اور خلفا بنی عباس اُن کی اولاد میں ہوئے۔ اوّل اُن میں سے ابو العباس سفاح تھا اور
پانسو برس سے زیادہ اُن میں خلافت رہی۔

معجزہ (۴۲) مسلم نے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے اہل بدر کے حال میں بیان کیا کہ رسول اللہ
صلعم نے ایک دن پہلے جائے قتل ریگ ایک کافر کی جو بدر میں مارے گئے ہمیں دکھلا دی تھی
کہ کل اس جگہ فلانا قتل ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ اس جگہ فلانا قتل ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ پس موافق
ارشاد کے حضرت عمرؓ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے جس جس کے لئے جو جو
مقتل بیان فرمایا اُس سے ذرا تجاوز نہیں کیا۔

معجزہ (۴۳) بیہقی نے عروہ اور سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ اُبی بن خلف
رسول اللہ صلعم کا جانی دشمن تھا جب آپ کو ملتا کہتا تھا کہ میرے پاس ایک گھوڑا ہے اُسے
میں دانہ گھاس دیتا ہوں کہ اُس پر سوار ہو کر تمہیں قتل کروں گا۔ آپ فرماتے انشاء اللہ
تعالیٰ میں ہی تجھے قتل کروں گا۔ سو جنگ احد کے دن یہ کہتا ہوا آپ کی طرف آیا کہ کہاں ہیں محمد
آج وہ میرے ہاتھ سے نہ بچیں گے جب وہ آپ کے متصل پہنچا آپ نے اُس کے حلق پر ایک
جگہ زرہ سے خالی دیکھ کر ایک نیزہ مار دیا ایک زخم پوست خراش لگا کہ اُس میں خون بھی نہ نکلا
مگر وہ گھوڑے سے گر پڑا اور پھر بھاگ کر قریش میں جا ملا۔ لوگوں نے کہا کہ تجھے کچھ اندیشہ
کی بات نہیں ہے اُس نے کہا کہ یہ محمد کے ہاتھ کا زخم ہے اگر وہ میرے اوپر تھوک مارتے تو بھی
میں نہ بچتا چنانچہ وہ اُسی زخم سے راہ میں مکہ کو پھرتے ہوئے واصل جہنم ہوا۔ جیسا حضرت
نے فرمایا تھا کہ میں ہی ماروں گا ویسا ہی ظہور میں آیا۔

معجزہ (۴۴) بخاری نے سلیمان بن صرد سے روایت کی ہے کہ غزوہ خندق میں جب لشکر کفار
کا بھاگ گیا اور مدینہ سے محاصرہ اُٹھ گیا تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اب ہم اُن پر چڑھ جائیں گے
وہ ہم پر چڑھ نہ سکیں گے۔ چنانچہ موافق ارشاد کے بعد غزوہ خندق کے کفار مدینہ منورہ پر
لشکر کشی نہ کر سکے اور رسول اللہ صلعم نے غزوہ فتح میں اُن پر لشکر کشی کی۔

معجزہ (۴۵) مسلم نے ابی قتادہ سے روایت کی ہے کہ ایام غزوہ خندق میں عمار بن یاسر
خندق کھود رہے تھے۔ رسول اللہ صلعم نے اُن کے سر پر ہاتھ پھیر کے فرمایا کہ افسوس
ابن سمیہ تجھے ایک گروہ باغیوں کا قتل کرے گا چنانچہ موافق پیشگوئی حضرت کے جنگ صفین
میں حضرت عمار حضرت علی کے ساتھ تھے۔ معاویہ کے لشکر نے اُنہیں شہید کیا۔

معجزہ (۴۶) ابن سعد نے طبقات میں حضرت عثمان بن طلحہ سے روایت کی ہے کہ ایام جاہلیت
میں ایک دن رسول اللہ صلعم لوگوں کے ساتھ خانہ کعبہ میں داخل ہونے کو آئے میں نے

آپ سے سخت کلامی کی آپ نے برداشت کیا اور فرمایا کہ اے عثمان ایک دن تو اس کنجی کو میرے ہاتھ میں دیکھے گا اور میں جسے چاہوں گا اُسے دوں گا۔ فتح مکہ کے روز آپ نے کنجی منگوائی میں نے لادی۔ آپ نے لے لی پھر مجھ کو دی اور فرمایا کہ لو یہ تمہارے پاس ہمیشہ رہے گی۔ چنانچہ موافق ارشاد کے وہ کنجی آپ کے ہاتھ میں آئی اور آپ نے اسے اپنے ہاتھ سے عثمان کو دی اور موافق ارشاد کے اب تک وہ کنجی اُنہیں کے پاس چلی آتی ہے۔

معجزہ (۴۷) بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ہم غزوہ حنین میں حضرت کے ساتھ تھے۔ ہمراہیوں میں سے ایک شخص جو دعویٰ اسلام کرتا تھا اُس کی نسبت رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ یہ شخص دوزخی ہے لڑائی کے وقت کفار سے خوب لڑا اور بہت زخمی ہوا لوگوں نے حضرت سے عرض کیا کہ جسے آپ نے فرمایا تھا کہ یہ شخص دوزخی ہے وہ تو اللہ کی راہ میں خوب لڑا اور زخمی ہوا آپ نے فرمایا کہ بیشک وہ دوزخی ہے چنانچہ موافق ارشاد کے زخموں کی تکلیف پر اُس نے بے صبری کی اور خودکشی کر کے اپنے کو ہلاک کیا اور مستحق جہنم کا ہوا۔

معجزہ (۴۸) ابوداؤد نے سہل بن حنظلیہ سے روایت کی ہے کہ غزوہ حنین میں ایک سوار نے رسول اللہ صلعم سے بیان کیا کہ قبیلہ ہوازن کے لوگ سب کے سب اپنے اونٹ ہودج دار اور اپنے مواشی لے کے حنین میں آموجود ہوئے۔ رسول اللہ صلعم نے مسکرا کر فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ کل یہ سب مسلمانوں کی غنیمت ہوگی پس موافق ارشاد کے دوسرے روز مسلمانوں کی فتح ہوئی اور اُن کا کل مال مسلمانوں کی غنیمت میں آیا۔

معجزہ (۴۹) بیہقی اور ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے جب خالد بن ولید کو اُکیدر حاکم دومۃ الجندل پر بھیجا تو آپ نے فرمایا کہ وہ نیل گائے کے شکار کو نکلے گا تم اُس کو گرفتار کر لو گے چنانچہ موافق ارشاد کے ایسے ہی ظہور میں آیا۔

معجزہ (۵۰) صحیحین میں ابوحمید ساعدی سے روایت ہے کہ غزوہ تبوک میں ایک دن حضرت نے فرمایا کہ آج رات کو ہوا بہت ہی تیز چلے گی سو اُس میں کوئی نہ اُٹھے اور جس کے پاس اونٹ ہیں وہ خوب مضبوط باندھ لیں۔ چنانچہ موافق ارشاد کے رات کو آندھی بہت زور کی آئی۔ ایک شخص اُٹھا اُس کو آندھی اُڑا لے گئی یہاں تک کہ دونوں پہاڑوں طے میں اُس کو لا ڈالا۔

معجزہ (۵۱) صحیحین میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اگر دین ثریا پر لٹکا ہوگا تو بھی کچھ لوگ فارس کے اُس کو پالیں گے پس موافق پیشنگوئی حضرت کے امام ابو حنیفہؒ جو کہ اولاد ہرمز بن نوشیرواں بادشاہ فارس سے ہیں اور امام بخاری رئیس المحدثین

جو فارس کے تھے مصداق اس پیشین گوئی کے ہوئے۔

معجزہ (۵۲) حاکم نے بسند صحیح روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا عنقریب ایسا ہوگا کہ لوگ سفر دور دراز کریں گے کوئی عالم زیادہ علم والا مدینے کے عالم سے نپاویں گے۔ پس موافق ارشاد حضرت کے مدینہ شریف میں حضرت امام مالک ایسے ہوگے کہ دور دراز سے لوگ آپ کے پاس علم دین سیکھنے آتے تھے۔

معجزہ (۵۳) رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ قریش میں ایک بڑا عالم ہوگا کہ زمین کو علم سے مالا مال کردے گا۔ مطابق ارشاد حضرت کے امام شافعیؒ اولاد مطلب بن عبد مناف سے پیدا ہوئے جو قریشی تھے۔

معجزہ (۵۴) صحیحین میں حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم غنیمت تقسیم کررہے تھے۔ ذوالخویصرہ آیا اس نے کہا یارسول اللہ عدل کرو۔ آپ نے فرمایا خرابی ہو تجھے۔ اگر میں عدل نکروں گا تو اور کون عدل کرے گا۔ اُس کے اس کہنے سے حضرت عمر کو غصہ آیا عرض کیا کہ یارسول اللہ صلعم میں اس کو قتل کردوں۔ آپ نے فرمایا چھوڑ دو کچھ لوگ اس کے ساتھی ہونگے اور بہترین فرقہ پر خروج کریں گی اُن میں ایک کالا آدمی ہوگا کہ اُس کا ایک بازو مثل پستان عورت کے جنبش کرتا ہوگا۔ چنانچہ موافق ارشاد کے قوم خوارج جو ذوالخویصرہ میں سے تھے حضرت علیؓ پر خروج کیا اور اُن کا سردار ذوالثدیہ تھا کالے رنگ کا۔ ایک بازو اُس کا مثل پستان عورت کے تھا۔

معجزہ (۵۵) دارقطنی نے حضرت علی سے روایت کی ہے رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اے علی ایک قوم میرے بعد ہوگی اگر تم اُن کو پاؤ تو قتل کرنا وہ مشرک ہونگے حضرت علی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلعم اُن کی علامت کیا ہے آپ نے فرمایا کہ تجھے بڑھاویں گے ایسے اوصاف کے ساتھ جو تجھ میں نہیں اور سلف پر طعنہ کریں گے چنانچہ مطابق پیشینگوئی حضرت کے فرقہ نصیری پیدا ہوا جو حضرت علی کو خدا کہتا ہے اور ایک فرقہ پیدا ہوا کہ وہ حضرت علیؓ کو رسول اللہ صلعم پر فضیلت دیتے ہیں اور بعض برابر سمجھتے ہیں اور بعض خلفاء راشدین کو بُرا کہتے ہیں۔

معجزہ (۵۶) امام احمد اور ابوداؤد نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میری اُمت میں ایک فرقہ مثل مجوس کے ہوگا یعنی جیسے مجوس دو خدا مانتے ہیں ایک خدا شر کا دوسرا خدا خیر کا۔ اسی طرح یہ فرقہ خدا کو خالق جواہر کا کہے گا اور بندوں کو خالق اپنے افعالوں کا کہیگا۔ چنانچہ مطابق ارشاد کے فرقہ قدریہ پیدا ہوا جو تقدیر الٰہی کا منکر ہے

خدا کو خالق جواہر کا کہتا ہے اور بندوں کو خالق افعال کا کہتا ہے

معجزہ (۵۵) مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میری اُمت میں خسف اور مسخ ہوگا اور یہ اُن لوگوں میں ہوگا جو منکر قدر کے ہوں گے۔ چنانچہ موافق ارشاد کے ایک شخص کوفے کا رہنے والا حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ کو بُرا کہا کرتا تھا اُس کی صورت مسخ ہو کر بندر ہو گیا۔ اسی طرح ایک شخص کوفے کا حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکرؓ کو بُرا کہتا تھا اُس کی صورت مسخ ہو کر خوک ہو گئے۔

معجزہ (۵۶) ریاض النضرۃ میں ہے کہ خسف کی یہ صورت ہوئی کہ ایک قوم حلب کی امیر مدینہ منورہ کے پاس آئی اور بہت سامان اور اچھے اور عمدہ تحفے لائی اور یہ درخواست کی کہ ایک دروازہ حجرہ شریف کا کھلوا دے تاکہ وہ جسد اطہر حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور حضرت عمر فاروق کو وہاں سے نکال لے جاویں۔ امیر مدینہ چونکہ بدمذہب تھا بسبب محبتِ دُنیا اس بات کو قبول کر لیا اور دربان حرم شریف کو بُلا کر کہدیا کہ جب یہ لوگ دیں دروازہ حرم شریف کا کھول دیجیو اور جو کچھ یہ کریں انہیں منع مت کیجیو۔ دربان مذکور کہتا ہے کہ جب لوگ عشا کی نماز پڑھ کے مسجد شریف سے چلے گئے اور دروازہ حرم شریف کے بند ہو گئے۔ چالیس آدمی پھاوڑے اور کدال لئے ہوئے مشعل ساتھ آئے اور باب السلام پر کھڑے ہوئے اور کیواڑ کھٹکھٹایا۔ میں نے موافق حکم امیر کے دروازہ کھولدیا اور ایک گوشہ مسجد میں بیٹھ کے رونا شروع کیا کہ الٰہی کیا قیامت ہوگی۔ مگر سبحان اللہ ہنوز وہ منبر شریف کے قریب نہیں پہنچے تھے کہ سب کو معہ تمام اسباب اور آلات کے پاس اُس ستون کے جو قریب محراب عثمانی کے ہے زمین نگل گئی پس موافق ارشاد رسول اللہ صلعم کے آپ کی اُمت میں ایک قوم پر خسف واقع ہوا۔

معجزہ (۵۷) ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میری اُمت میں تہتر فرقہ ہو جائیں گے اور وہ سب دوزخی ہونگے مگر ایک فرقہ جو میرا اور میرے اصحاب کے طریقہ پر چلیگا پس موافق ارشاد رسول اللہ صلعم کے بعد زمانہ خلفاء راشدین کے باعتبار عقاید کے اُمت میں کثرت سے اختلاف پیدا ہوا اور وہ بڑھتے بڑھتے نوبت تہتر فرقوں کی ہو گئی۔

معجزہ (۵۸) رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ قیامت آنے سے پہلے ایک آگ ملک حجاز میں نکلے گی کہ روشنی اُس کی ملکِ حجاز سے ملکِ شام کے شہر بصرہ تک پہنچے گی اور وہاں کے اونٹ اُس کی روشنی میں راہ چلیں گے چنانچہ مطابق اس پیشین گوئی کے تیسری تاریخ جمادی الآخرہ ۶۵۴ھ میں جمعہ کے دن عشا کے بعد وہ آگ ملکِ حجاز میں متصل مدینہ طیبہ کے نکلی۔ مانند بڑے شہر کے جس میں قلعہ اور بُرج اور کنگرہ ہوں طول اُس کا بقدر

چار فرسنگ کے تھا یعنی بارہ میل اور عرض بقدر چار میل اور ارتفاع بقدر ڈیڑھ قامت کی
کے اور مانند دریا کے موجیں مارتی تھی اور مانند سیلاب کے چلتی تھی اور مانند رعد کے آواز کرتی
تھی اور اُس میں یہ عجیب بات تھی کہ پتھروں کو جلا دیتی تھی۔ پہاڑوں کو رانگ کی طرح
گلا دیتی تھی اور درختوں پر اوس سے کچھ اثر نہیں پہنچتا تھا اور اُس کی روشنی نے عالم
کو ایسا روشن کیا تھا کہ مدینہ کے لوگ رات کو اُس کی روشنی میں دن کے مانند کام کرتے تھے
اور نور اُس آگ کا بُصریٰ میں اور شہر بصرے اور تیما میں معائنہ کیا گیا۔

معجزہ (۵۹) رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ نزدیک نہر دجلہ کے مسلمانوں کا ایک بڑا شہر
ہوگا اور نہر دجلہ پر پُل ہوگا اور وہ شہر بہت آباد ہوگا اور آخر زمانہ میں ترک جن کے چہرے
چوڑے ہیں اور آنکھیں چھوٹی اُس شہر پر چڑھ آویں گے اور نہر کے کنارہ ٹھہریں گے سو شہر
کے لوگ تین فرقہ ہو جائیں گے۔ ایک فرقہ اپنا اسباب بیلوں پر لاد کے جنگل کی راہ لیں گے
یعنی شہر چھوڑ کے بھاگ جائیں گے وہ ہلاک ہوئے اور ایک فرقہ ترکوں کی پناہ میں آ جاویں
گے وہ بھی ہلاک ہوئے اور ایک فرقہ اپنے لڑکے بالوں کو پیچھے کر کے لڑیں گے اور کفار
ترک سے مقابلہ کریں گے وہ لوگ شہید ہیں۔ چنانچہ موافق اس پیشین گوئی کے عہد معتصم باللہ
خلیفہ عباسی میں یہ واقعہ ظہور میں آیا اور ترکان تتار نے شہر بغداد پر جو دار الخلافہ اور شہر عظیم
مسلمانوں کا تھا اور دجلہ اُس کے بیچ میں واقع ہے اور دجلہ پر پُل بھی عہد عباسیہ میں رہتا
تھا چڑھائی کی اور شہر کو گھیرا۔ شہر کے باشندوں میں بعضے مع اپنے عیال و اطفال کے بھاگ
گئے اُن لوگوں کو ترکوں کے ظلم سے نجات نہ ملی۔ مقتول اور غارت ہو گئے اور خود معتصم
باللہ اور اکثر اشراف اور اعیان شہر نے بادشاہ ترک سے اماں چاہی اور اُن کی اطاعت
میں داخل ہوئے وہ بھی نہ بچے اور ترکوں کی تیغ بے دریغ سے مقتول ہوئے اور کچھ
لوگوں نے مردانگی کی اور ہمت قوی کر کے اُن کافروں سے جہاد کیا۔ خدا تعالیٰ نے اُنھیں
شہادت نصیب کی۔ دونوں فرقوں کو دُنیا میں بھی نجات نہ ملی اور آخرت کے درجہ سے بھی محروم
رہے اور تیسرا فرقہ دُنیا میں بھی بمردانگی و شجاعت نیک نام ہوا اور آخرت میں درجہ شہادت سے
فائز ہوا۔

معجزہ (۶۰) دلائل النبوۃ میں ہے کہ زید بن ارقم بیمار ہوئے رسول اللہ صلعم اُن کی عیادت
کو آئے اور آپ نے فرمایا کہ تم اس بیماری سے اچھے ہو جاؤ گے اُس وقت تمہارا کیا حال
ہوگا کہ میرے بعد تم جیتے رہو گے اور اندھے ہو جاؤ گے۔ زید بن ارقم نے کہا کہ میں ثواب
سمجھ کر صبر کروں گا۔ آپ نے فرمایا کہ تو تم بے حساب بہشت میں داخل ہو گے۔ اُنیسہ بیٹے

زید کے کہتے ہیں کہ بعد وفات رسول اللہ صلعم کے زید بن ارقم اندھے ہو گئے پھر مدت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اُن کی آنکھیں اچھی کر دیں۔ پس موافق فرمانے حضرت کے وہ بیماری سے اچھے ہو گئے اور بعد وفات حضرت کے اُن کی آنکھیں جاتی رہیں۔ جیسا حضرت نے فرمایا وہ ظہور میں آیا۔

معجزہ (۶۱) صحیح مسلم میں حضرت اسماء بنت ابی بکر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ بیشک قوم ثقیف میں ایک بڑا ظالم خونریز ہوگا اور ایک بڑا جھوٹا۔ چنانچہ موافق فرمانے حضرت کے قوم ثقیف میں ظالم خونریز حجاج پیدا ہوا۔ اور بڑا جھوٹا مختار ثقفی پیدا ہوا کہ اُس نے اپنے تئیں ازراہِ فریب نائب حضرت امام مہدی بن الحنفیہ کا قرار دے کے باظہار قصد قصاص قاتلان امام حسین علیہ السلام ریاست حاصل کی اور جھوٹا دعویٰ پیغمبری کا کیا۔

معجزہ (۶۲) ابو یعلیٰ نے اپنی مسند میں ابو عبیدہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ امر میری اُمت کا انتظام سے رہیگا یہاں تک کہ سب کے پہلے اُس میں رخنہ ڈالے گا ایک شخص بنی اُمیہ میں سے جس کا نام یزید ہوگا۔ چنانچہ مطابق ارشاد حضرت کے سب سے پہلے رخنہ انتظام اسلام میں یزید کے سبب سے واقع ہوا کہ وہ شخص فاسق و شارب خمر بادشاہ ہوا اور امام حسینؓ کو اُس نے شہید کرایا اور مدینے پر لشکر خونریز بھیجکر اکثر صحابہ اور صحابی زادوں کو قتل کرایا اور بہت بڑے ظلم کئے اور مکے پر بھی لشکر واسطے عبد اللہ بن زبیرؓ کے بھیجا اور اُس کے لشکر نے کعبہ کا محاصرہ کیا اور وہاں پتھر مارے حتیٰ کہ سقف مسجد حرام کو کہ لکڑی کی تھی اُن پتھروں سے بہت صدمہ پہنچا بلکہ روئی میں گندھک لپیٹ کے اُن ملاعنہ نے آگ مسجد حرام میں پہنچائی کہ پردہ خانہ کعبہ کا اور دیواریں خانہ کعبہ کی سب جل گئیں۔ غرض کہ جس قدر ظلم اور بے دینی کی باتیں یزید سے واقع ہوئیں کبھی واقع نہیں ہوئیں اور پیشین گوئی حضرت کی صادق آئی۔

معجزہ (۶۳) ابو داؤد نے حضرت حذیفہ بن الیمان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے قیامت تک جتنے فتنہ انگیز ہونے والے ہیں سب کا نام مع نام اُن کے باپ اور اُن کی قوم کے بتا دیا ہے۔

معجزہ (۶۴) حاکم اور بیہقی اور ابو نعیم نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ثابت بن قیس شماس سے فرمایا تَعِیشُ حَمِیدًا وَتُقْتَلُ شَہِیدًا یعنی زندگانی کرو گے تم بحالت محمود اور مارے جاؤ گے شہید ہو کر۔ چنانچہ مطابق اس خبر کے وہ عیش کے ساتھ اپنی زندگانی بسر کرتے رہے اور حضرت ابو بکرؓ کی خلافت میں جنگ یمامہ میں جو مسیلمہ کذاب سے ہوئی تھی شہید ہوئے۔

معجزہ (۶۵) ابو داؤد نے ابو ذرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے مجھے مخاطب

کر کے فرمایا کہ مدینے میں ایک بار ایسی خونریزی ہوگی کہ خون احجار زیت کے اوپر بہے گا اور ان کو ڈھک لے گا۔ چنانچہ موافق ارشاد رسول اللہ صلعم واقعہ حرہ ہوا یزید پلید کے وقت میں بعد شہادت امام حسینؓ کے جب کہ باشندگان مدینہ کہ اکثر اصحاب اور اولاد اصحاب تھے اطاعت یزید سے بسبب اُس کے شنائع اعمال کے منحرف ہو گئے تب یزید نے اُن پر لشکر خونخوار بسرکردگی مسرف بن عقبہ کے بھیجا اور مقابلہ عظیم واقع ہوا اور صدہا اصحاب اور اولاد اصحاب شہید ہوئے اور اُسی سنگستان میں خون بہا اور ایسے شنائع اور قبائح واقع ہوئے کہ زبان قلم پر نہیں آسکتے۔

معجزہ (۶۵) ابوداؤد نے انس بن مالک سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اے انس لوگ شہر آباد کریں گے اور اُن میں سے ایک شہر ہوگا جسے بصرہ کہیں گے سو اگر تم اُس شہر میں داخل ہو تو اُس کی زمین شور اور کلا و اور باغات اور بازار اور امیروں کے دروازوں سے بچنا اور کناروں پر اُس کے رہنا اس واسطے کہ اُس شہر میں خسف ہوگا یعنی زمین میں دھس جانا اور قذف ہوگا یعنی پتھروں کا برسنا اور رجف ہوگا یعنی زلزلہ اور مسخ ہوگا یعنی صورت کا بدل جانا رسول اللہ صلعم نے دو باتوں کی خبر دی۔ ایک یہ کہ ایک شہر نیا آباد ہوگا اور اُس کا نام بصرہ ہوگا۔ دوسرے یہ کہ اُس شہر میں خسف اور قذف اور رجف اور مسخ ہوگا۔ پس موافق ارشاد حضرت کے پہلی کا ظہور ہو لیا۔ حضرت عمرؓ کے عہد میں عتبہ بن غزوان نے شہر بصرہ حضرت عمرؓ کے حکم سے ۱۷ھ ہجری میں آباد کیا اور دوسری خبر کا اب تک ظہور نہیں ہوا آئندہ ہوگا۔

معجزہ (۶۶) طبرانی نے رافع بن خدیج سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ایک بار حاضرین مجلس سے فرمایا کہ تم میں سے ایک آدمی کی ڈاڑھ دوزخ میں مانند جبل احد کے ہوگی حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں بھی اُس مجلس میں تھا اور سب لوگ تو مر گئے میں اور ایک اور آدمی باقی رہا وہ دوسرا شخص جنگ یمامہ میں مرتد ہو کے مارا گیا۔ پس موافق خبر دینے حضرت کے وہ مرتد ہو کے جہنمی ہوا۔

معجزہ (۶۷) بیہقی نے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابوذر کی وفات قریب ہوئی اُن کی زوجہ ام ذر رونے لگیں۔ ابوذر نے کہا تم کیوں روتی ہو۔ ام ذر نے کہا میں کیسے نہ روؤں تمہاری وفات جنگل میں ہوئی اور ہمارے پاس کفن بھی نہیں ہے حضرت ابوذر نے کہا کہ مت روؤ جناب رسول اللہ صلعم نے ایک جماعت کو کہ میں بھی اُن میں تھا خطاب کر کے فرمایا کہ تم میں سے ایک آدمی زمین غیر آباد میں مرے گا اُس کے جنازہ پر ایک جماعت مسلمانوں کی حاضر ہوگی سو وہ آدمی میں ہی ہوں۔ تم راہ کو جا کر دیکھو۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نکلی سو کچھ لوگ مسافر سوار آتے دیکھے۔ اُنہیں میں نے حضرت ابوذر کے حال کی خبر کی وہ سب حضرت ابوذر کے پاس آئے

اُن سے حضرت ابو ذر نے کہا کہ تم میں سے مجھے کفن وہ دیوے جو نہ نقیب ہو نا ہو۔ ایک جوان نے اُن میں سے کہا کہ میں تمہیں کفن دیتا ہوں۔ اے عم اپنا ازار اور دو کپڑے میری گٹھری میں ہیں میری ماں کے کتے ہوئے سوت سے بنے ہوئے ہیں۔ حضرت ابو ذر نے کہا کہ اچھا تم مجھے کفن دو جب وہ مرے تو اُن لوگوں نے تجہیز و تکفین کر کے نماز جنازہ پڑھ کے اُنھیں دفن کر دیا۔ رسول اللہ صلعم نے جو خبر دی تھی کہ ایک شخص حاضرین مجلس میں سے غیر آباد زمین میں مرے گا اور ایک جماعت مسلمانوں کی وہاں پہنچ کے اُس کی تجہیز و تکفین کرے گی۔ سو موافق ارشاد حضرت کے وقوع میں آیا۔

معجزہ (۶۸) طبرانی اور بیہقی نے ابن حکیم ضبی سے روایت کی ہے کہ جب ابو ہریرہ مجھے ملتے مجھ سے سمرہ کا حال پوچھتے اور جب میں اُن کی صحت کی خبر دیتا تو خوش ہوتے۔ میں نے اس کا سبب پوچھا۔ اُنھوں نے بیان کیا کہ ہم دس آدمی ایک گھر میں تھے سو جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تم میں سے جو پیچھے مرے گا نار میں ہوگا سو آٹھ تو مر چکے ہیں میں اور سمرہ باقی ہیں لہٰذا وہی خبر کے ڈر سے سمرہ کے حال کی تفتیش کرتا ہوں اور حضرت ابو ہریرہؓ کا یہ حال تھا کہ جو کوئی کہہ دیتا کہ سمرہ مر گئے تو اُنھیں غش آجاتا تھا۔ یہاں تک کہ سمرہ سے پہلے اُن کا انتقال ہو گیا اور سمرہ کو مرض کزاز لاحق ہوا جو شدت سردی سے ہوتا ہے بڑی دیگ میں خوب گرم کھولتا پانی بھر کے اُس پر گرمی حاصل کرنے کے لئے بیٹھتے ایک دن اُس میں گر پڑے اور جل کر مر گئے رسول اللہ صلعم نے جو اُن دس آدمیوں کے حق میں فرمایا تھا کہ تم میں پچھلا از روئے موت کے نار میں ہوگا سو وہ لوگ نار سے نار جہنم سمجھے تھے اور مراد حضرت کی نار سے دُنیا کی نار تھی چنانچہ مطابق اس کے سمرہ سب سے پیچھے آگ میں جل کر مرے۔

معجزہ (۶۹) صحیحین میں ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تم لوگ پیروی کرو گے اُن لوگوں کے طریقوں کی جو تم سے پہلے ہوئے بالشت بالشت دست بدست یہاں تک کہ اگر وہ سوسمار کے سوراخ میں گھسے ہوں گے تو اس بات میں بھی اُن کی پیروی کرو گے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم پہلے آدمیوں سے یہود اور نصاریٰ مراد ہیں آپ نے فرمایا اور کون ہیں یہود کی روش تھی حسد اور حق کا چھپانا اور بطمع دُنیا مسئلہ غلط بتانا اور کتاب الٰہی میں سے جو حکم اپنے موافق ہو اُس کا ظاہر کرنا اور جو خلاف ہو اُس کا چھپانا سو موافق ارشاد حضرت کے اس قسم کی باتیں اس اُمت کے علما بیدین میں پائی جاتی ہیں نصاریٰ کی روش ہے نبی اور بزرگوں کے حق میں اس طرح کا اعتقاد کرنا جو خدائی کے رُتبے کو پہنچا دے سو یہ بات بھی اس اُمت میں مثل نصیری وغیرہ میں پائی جاتی ہے اور اکثر وضعوں میں لوگوں نے نصاریٰ

کی مشابہت اختیار کی ہے۔

معجزہ (۷۰) طبرانی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے عبد اللہ بن زبیر سے فرمایا کہ لوگوں سے مصیبت پہنچے گی اور تم سے لوگوں کو مصیبت پہنچے گی چنانچہ مطابق اس کے ظہور میں آیا کہ وہ بعد وفات معاویہ اور شہادت امام حسین علیہ السلام کے ۶۴ھ ہجری میں خلیفہ ہوئے اور سوائے ملک شام کے اور سب بلاد اسلام کے اُن کے قبضہ میں آئے اور ۷۳ھ ہجری میں عبد الملک بن مروان کے حکم سے حجاج ظالم نے اُن پر لشکر کشی کی اور مکہ کا محاصرہ کیا اور اُن کو شہید کیا۔ پس موافق ارشاد حضرت کے اُن کو لوگوں سے یہ مصیبت پہنچی کہ شہید ہوئے اور تکلیفات دنیاوی اُنھوں نے اور اُن کے اہل بیت نے ظالموں کے ہاتھ سے اُٹھائیں اور لوگوں کو اُن کے سبب سے یہ مصیبت پہنچی کہ اہل مکہ بلائے محاصرہ حجاج میں مبتلا ہوئے اور لوگ حجاج کے ہاتھ سے وہاں مارے گئے خانہ کعبہ کو بھی صدمہ پہنچا۔ گھر عبد اللہ بن زبیر کا خانہ کعبہ سے مقابل تھا۔ اس سبب سے بیت الحرام پر بھی حجاج کے منجنیق کے پتھر پہنچے اور یہ بھی مصیبت لوگوں کو بسبب عبد اللہ بن زبیر کے ہوئی کہ قائمین اُن کے گناہ عظیم اور عذاب آخرت میں مبتلا ہوئے۔

معجزہ (۷۱) بیہقی اور ابن عدی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے زید بن صوحان کے حق میں فرمایا کہ ایک عضو اُن کا اُن سے پہلے جنت میں جائے گا سو مطابق اس کے واقع ہوا کہ بایاں ہاتھ اُن کا غزوہ نہاوند میں کٹ گیا۔

معجزہ (۷۲) بیہقی اور حاکم نے حسن بن محمد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ سہیل بن عمر سے توقع ہے کہ وہ ایسا کام کرے اور اس طرح کا بیان کرے گا کہ تم سن کر خوش ہو گے سو ایسا ہی ہوا کہ جب خبر وفات رسول اللہ صلعم کی مکہ معظمہ میں پہنچی اور وہاں کے لوگوں کو اضطراب اور تزلزل ہوا۔ سہیل بن عمرو نے کھڑے ہو کر ایسا خطبہ پڑھا جیسا حضرت ابو بکر صدیق نے مدینہ منورہ میں پڑھا تھا اور مکے کے لوگوں کو دین پر ثابت کر دیا اور اُن کو تسلی اور تسکین دی۔

معجزہ (۷۳) صحیحین میں جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ قریب ہے کہ میری اُمت کے لوگ انماط بچھائیں گے چنانچہ مطابق اس ارشاد کے ظہور میں آیا کہ صحابہ کرام جو فقر اور تنگی میں مبتلا تھے مالدار ہو گئے اور اچھے اچھے کپڑے اور اچھے فرش اُنھیں میسر آئے۔ چنانچہ حضرت جابرؓ کے گھر میں اسی انماط کے بچھونے تھے۔

معجزہ (۷۴) صحیحین میں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے مسیلمہ کذاب

کے حق میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اُسے ہلاک کرے گا چنانچہ مطابق اُس کے ظہور میں آیا کہ بعد وفات رسول اللہ صلعم کے ہزارہا آدمی اُس کے ساتھ مجتمع ہو گئے تھے اور اُس نے دعویٰ پیغمبری کیا تھا۔ حضرت ابو بکر صدیق نے خالد بن ولید کو ایک لشکر جرار کے ساتھ اُس پر بھیجا اور اُس سے لڑے اور اُس پر فتح پائی اور اُس لڑائی میں وہ مارا گیا جیسا حضرت نے فرمایا تھا۔

معجزہ (۷۵) بخاری نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے قبل پہنچنے خبر کے زید اور جعفر اور عبداللہ بن رواحہ کے شہید ہونے کی خبر لوگوں کو سنا دی اور فرمایا کہ نشان لیا زید نے پس وہ شہید ہوا پھر نشان لیا جعفر نے پس وہ شہید ہوا۔ پھر نشان لیا ابن رواحہ نے پس شہید ہوا۔ آخر کو ایک خدا کی تلوار نے نشان لیا اور فتح حاصل ہوئی۔ یہ واقعہ موضع مُوتہ کا ہے جو شام میں ہے اور مدینہ سے ایک مہینہ یا زیادہ کا راستہ ہے۔

معجزہ (۷۶) صحیحین میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جس دن نجاشی بادشاہ حبشہ کا انتقال ہوا اُسی روز آپ نے اُس کے مرنے کی خبر دی اور صحابہ کے ساتھ عیدگاہ کی طرف جا کر اُس کے جنازہ کی نماز پڑھی۔

معجزہ (۷۷) مسلم نے جابرؓ سے روایت کی ہے رسول اللہ صلعم ایک سفر سے واپس آتے تھے۔ جب قریب مدینہ کے پہنچے تب ایک ہوا ایسی شدید چلی کہ قریب تھا کہ سوار کو گرا دے آپ نے فرمایا کہ یہ ہوا ایک منافق کی موت کے لئے چلی ہے جب مدینہ میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ رفاعہ بن زید جو بڑا منافق تھا وہ مر گیا پس مطابق ارشاد حضرت کے یہ واقعہ ظہور میں آیا۔

معجزہ (۷۸) امام احمد نے ابن عباسؓ سے اور حاکم اور بیہقی نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ جنگ بدر میں کافروں کے ساتھ حضرت عباس بن عبدالمطلب اسیر ہو کر آئے اُن کی رہائی کے لئے اُن سے مال فدا طلب کیا گیا۔ اُنھوں نے کہا کہ میرے پاس اس قدر روپیہ کہاں جو مجھ سے مانگا جاتا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ جو مال تم نے ام الفضل کے پاس دفن کیا ہے وہ کیا ہوا۔ حضرت عباسؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ صلعم اُس مال کی تو سوائے میرے اور ام الفضل کے اور کسی کو خبر نہ تھی۔ پھر وہ مال منگا دیا۔

معجزہ (۷۹) بیہقی اور طبرانی نے روایت کی ذکر بعد قصۂ بدر کے ایک دن صفوان بن امیہ بن خلف اور عمیر بن وہب بن خلف چچازاد بھائی اُس کا مقام حجر میں بیٹھ کر کشتگان بدر کا تذکرہ کرتے تھے۔ صفوان نے کہا کہ ان لوگوں کے قتل ہونے کے بعد کچھ زندگی کا لطف نہیں رہا عمیر نے کہا سچ ہے مگر میں مقروض ہوں اور میرے پاس کچھ دین ادا کرنے کو نہیں اور بعد

اپنے عیال کے تباہ ہو جانے کا بھی ڈر ہے نہیں تو میں جا کر محمد کو قتل کر ڈالتا اور مجھے ایک بہانہ اُن کے پاس جانے کا ہے۔ میرا بیٹا وہاں قید ہے۔ صفوان نے یہ بات غنیمت سمجھی اور کہا کہ تیرے دین کو میں ادا کر دوں گا اور تیرے عیال کی میں ہمیشہ خبر گیری کرتا رہوں گا۔ عمیر نے کہا کہ تو اس بات کو کسی سے ذکر مت کیجیو اور اُس نے اپنی تلوار پر سان رکھوا کر زہر میں بجھائی اور چلکر مدینہ میں پہنچا۔ اور مسجد شریف کے دروازہ پر اونٹ کو بٹھایا اور وہ تلوار کو حمائل کئے ہوئے تھا اُسے حضرت عمرؓ نے دیکھ کے کہا کہ یہ کتا۔ دشمن خدا کا کچھ بدی ہی کے لئے آیا ہوگا اور آنحضرت صلعم کو اُس کے آنے کی خبر کی۔ آپ نے فرمایا کہ لے آؤ۔ اُسے حضرت عمرؓ جا کر لے آئے اور اُس کی تلوار اپنے قبضہ میں کر لی تھی۔ جب آپ نے اُسے دیکھا فرمایا کہ اے عمرؓ اسے چھوڑ دو۔ پھر آپ نے اُس سے کہا کہ اے عمیر قریب آ جب وہ قریب ہوا تو پوچھا کہ کیوں آیا ہے۔ اُس نے کہا کہ اپنے قیدی کے لئے آیا ہوں کہ اُس معاملہ میں احسان کرو۔ آپ نے فرمایا کہ تلوار کیوں گردن میں ڈالی ہے۔ اُس نے کہا کہ تلوار کس کام کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ سچ سچ بیان کر کہ تو کس لئے آیا ہے اُس نے کہا کہ میں اسی کام کے لئے آیا ہوں جو میں نے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تو نے اور صفوان نے مقام حجر میں تذکرہ کشتگان بدر کا کیا اور تو نے کہا کہ اگر میں مقروض نہ ہوتا اور خوف ہلاک عیال نہ ہوتا تو میں جا کر محمد کو قتل کر ڈالتا اور صفوان تیرے قرض اور خبر گیری عیال کا متکفل ہوا۔ اور تو میرے قتل کے لئے آیا۔ اُس نے یہ سنتے ہی کہا اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ گواہی دیتا ہوں کہ تم پیغمبر خدا ہو۔ اس بات کی سوائے میرے اور صفوان کے کسی کو خبر نہ تھی۔ قسم خدا کی میں جانتا ہوں کہ خدا ہی نے تمہیں اس بات کی خبر کر دی۔ شکر خدا کہ اُس نے مجھے اسلام کی ہدایت دی۔ آپ نے اصحاب سے فرمایا کہ اپنے بھائی کو دین کی باتیں سکھاؤ اور کلام اللہ پڑھاؤ اور اُس کے قیدی کو چھوڑ دو۔

معجزہ (۸۰) بیہقی نے حضرت عروہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم کی اونٹنی گم ہو گئی۔ آپ نے تلاش کرایا نہ ملی۔ زید بن نصیب منافق نے کہا محمد کہتے ہیں کہ میں غیب کی خبریں جانتا ہوں اور ان کو اپنی اونٹنی کی تو خبر ہی نہیں۔ حضرت جبرئیل ؑ آئے اور اُس منافق کے مقولہ کی خبر دی اور اونٹنی کا ٹھکانا بتا دیا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ اونٹنی فلانی گھاٹی میں ہے اُس کی مہار ایک درخت سے اٹک گئی ہے۔ لوگ جھپٹے اور اُس گھاٹی میں اُس اونٹنی کو اُسی طرح پایا جیسا حضرت نے فرمایا تھا۔

معجزہ (۸۱) صحیحین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے

خدا کو خالق جواہر کا کہتا ہے اور بندوں کو خالق افعال کا کہتا ہے

معجزہ (،،) مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میری اُمت میں خسف اور مسخ ہوگا اور یہ اُن لوگوں میں ہوگا جو منکر قدر کے ہوں گے۔ چنانچہ موافق ارشاد کے ایک شخص کوفے کا رہنے والا حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ کو بُرا کہا کرتا تھا اُس کی صورت مسخ ہو کر بندر ہو گیا۔ اسی طرح ایک شخص کوفے کا حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکرؓ کو بُرا کہتا تھا اُس کی صورت مسخ ہو کر خوک ہو گئے۔

معجزہ (،،) ریاض النضرۃ میں ہے کہ خسف کی یہ صورت ہوئی کہ ایک قوم حلب کی امیر مدینہ منورہ کے پاس آئی اور بہت سامان اور اچھے اور عمدہ تحفے لائی اور یہ درخواست کی کہ ایک دروازہ حجرہ شریفہ کا کھلوا دے تاکہ وہ جسد اطہر حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کو وہاں سے نکال لے جاویں۔ امیر مدینہ چونکہ بدمذہب تھا بسبب محبت دُنیا اس بات کو قبول کر لیا اور دربان حرم شریف کو بُلا کر کہدیا کہ جب یہ لوگ آویں دروازہ حرم شریف کا کھول دیجیو اور جو کچھ یہ کریں انہیں منع مت کیجیو۔ دربان مذکور کہتا ہے کہ جب لوگ عشا کی نماز پڑھ کے مسجد شریف سے چلے گئے اور دروازہ حرم شریف کے بند ہو گئے۔ چالیس آدمی پھاوڑے اور کدال لئے ہوئے مشعل ساتھ آئے اور باب السلام پر کھڑے ہوئے اور کیواڑ کھٹکھٹایا۔ میں نے موافق حکم امیر کے دروازہ کھولدیا اور ایک گوشہ مسجد میں بیٹھ کے رونا شروع کیا کہ الٰہی کیا قیامت ہوگی۔ مگر سبحان اللہ ہنوز وہ منبر شریف کے قریب نہیں پہنچے تھے کہ سب کو مع تمام اسباب اور آلات کے پاس اُس ستون کے جو قریب محراب عثمانی کے ہے زمین نگل گئی پس موافق ارشاد رسول اللہ صلعم کے آپ کی اُمت میں ایک قوم پر خسف واقع ہوا۔

معجزہ (۵۷) ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میری اُمت میں تہتر فرقے ہو جائیں گے اور وہ سب دوزخی ہونگے مگر ایک فرقہ جو میرا اور میرے اصحاب کے طریقہ پر چلیگا پس موافق ارشاد رسول اللہ صلعم کے بعد زمانہ خلفاء راشدین کے باعتبار عقاید کے اُمت میں کثرت سے اختلاف پیدا ہوا اور وہ بڑھتے بڑھتے نوبت تہتر فرقوں کی ہو گئی۔

معجزہ (۵۸) رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ قیامت آنے سے پہلے ایک آگ ملک حجاز میں نکلے گی کہ روشنی اُس کی ملکِ حجاز سے ملکِ شام کے شہر بصرہ تک پہنچے گی اور وہاں کے اونٹ اُس کی روشنی میں راہ چلیں گے چنانچہ مطابق اس پیشین گوئی کے تیسری تاریخ جمادی الآخرہ سنہ ۶۵۴ھ میں جمعہ کے دن عشا کے بعد وہ آگ ملکِ حجاز میں متصل مدینہ طیبہ کے نکلی۔ مانند بڑے شہر کے جس میں قلعہ اور برج اور کنگرہ ہوں طول اُس کا بقدر

چار فرسنگ کے تھا یعنی بارہ میل اور عرض بقدر چار میل اور انخلاع بقدر ڈیڑھ قامت آدمی کے اور مانند دریا کے موجیں مارتی تھی اور مانند سیلاب کے چلتی تھی اور مانند رعد کے آواز کرتی تھی اور اُس میں یہ عجیب بات تھی کہ پتھروں کو جلا دیتی تھی۔ پہاڑوں کو رانگ کی طرح گلا دیتی تھی اور درختوں پر اوس سے کچھ اثر نہیں پہنچتا تھا اور اُس کی روشنی نے عالم کو ایسا روشن کیا تھا کہ مدینہ کے لوگ رات کو اُس کی روشنی میں دن کے مانند کام کرتے تھے اور نور اُس آگ کا مکے میں اور شہر بصرے اور تیما میں معائنہ کیا گیا۔

معجزہ (۵۹) رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ نزدیک نہر دجلہ کے مسلمانوں کا ایک بڑا شہر ہوگا اور نہر دجلہ پر پُل ہوگا اور وہ شہر بہت آباد ہوگا اور آخر زمانہ میں ترک جن کے چہرے چوڑے ہیں اور آنکھیں چھوٹی اُس شہر پر چڑھ آویں گے اور نہر کے کنارہ ٹھہریں گے سو شہر کے لوگ تین فرقہ ہو جائیں گے۔ ایک فرقہ اپنا اسباب بیلوں پر لاد کے جنگل کی راہ لیں گے یعنی شہر چھوڑ کے بھاگ جائیں گے وہ ہلاک ہوئے اور ایک فرقہ ترکوں کی پناہ میں آجاویں گے وہ بھی ہلاک ہوئے اور ایک فرقہ اپنے لڑکے بالوں کو پیچھے کر کے لڑیں گے اور کفار ترک سے مقابلہ کریں گے وہ لوگ شہید ہیں۔ چنانچہ موافق اس پیشین گوئی کے عہد معتصم باللہ خلیفہ عباسی میں یہ واقعہ ظہور میں آیا اور ترکان تتار نے شہر بغداد پر جو دار الخلافہ اور شہر عظیم مسلمانوں کا تھا اور دجلہ اُس کے بیچ میں واقع ہے اور دجلہ پر پُل بھی عہد عباسیہ میں رہتا تھا چڑھائی کی اور شہر کو گھیرا۔ شہر کے باشندوں میں بعضے مع اپنے عیال و اطفال کے بھاگ گئے اُن لوگوں کو ترکوں کے ظلم سے نجات نہ ملی۔ مقتول اور غارت ہو گئے اور خود معتصم باللہ اور اکثر اشراف اور اعیان شہر نے بادشاہ ترک سے اماں چاہی اور اُن کی اطاعت میں داخل ہوئے وہ بھی نہ بچے اور ترکوں کی تیغ بے دریغ سے مقتول ہوئے اور کچھ لوگوں نے مردانگی کی اور ہمت قوی کر کے اُن کافروں سے جہاد کیا۔ خدا تعالیٰ نے اُنہیں شہادت نصیب کی۔ دونوں فرقوں کو دُنیا میں بھی نجات نہ ملی اور آخرت کے درجہ سے بھی محروم ہے اور تیسرا فرقہ دُنیا میں بھی بمردانگی و شجاعت نیک نام ہوا اور آخرت میں درجہ شہادت سے فائز ہوا۔

معجزہ (۶۰) دلائل النبوۃ میں ہے کہ زید بن ارقم بیمار ہوئے رسول اللہ صلعم اُن کی عیادت کو آئے اور آپ نے فرمایا کہ تم اس بیماری سے اچھے ہو جاؤ گے اُس وقت تمہارا کیا حال ہوگا کہ میرے بعد تم جیتے رہو گے اور اندھے ہو جاؤ گے۔ زید بن ارقم نے کہا کہ میں ثواب سمجھ کر صبر کروں گا۔ آپ نے فرمایا کہ تو تم بے حساب بہشت میں داخل ہو گے۔ انیسہ بیٹے

زید کے کہتے ہیں کہ بعد وفات رسول اللہ صلعم کے زید بن ارقم اندھے ہو گئے پھر مدت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اُن کی آنکھیں اچھی کر دیں۔ پس موافق فرمانے حضرت کے وہ بیماری سے اچھے ہو گئے اور بعد وفات حضرت کے اُن کی آنکھیں جاتی رہیں۔ جیسا حضرت نے فرمایا وہ ظہور میں آیا۔

معجزہ (۶۱) صحیح مسلم میں حضرت اسماء بنت ابی بکر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ بیشک قوم ثقیف میں ایک بڑا ظالم خونریز ہوگا اور ایک بڑا جھوٹا۔ چنانچہ موافق فرمانے حضرت کے قوم ثقیف میں ظالم خونریز حجاج پیدا ہوا۔ اور بڑا جھوٹا مختار ثقفی پیدا ہوا کہ اُس نے اپنے تئیں ازراہِ فریب نائب حضرت امام مہدی بن الحنفیہ کا قرار دے کے باظہار قصد قصاص قاتلان امام حسین علیہ السلام ریاست حاصل کی اور آخر جھوٹا دعویٰ پیغمبری کا کیا۔

معجزہ (۶۲) ابو یعلیٰ نے اپنی مسند میں ابو عبیدہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ امر میری اُمت کے انتظام سے رہیگا یہاں تک کہ سب کے پہلے اُس میں رخنہ ڈالے گا ایک شخص بنی اُمیہ میں سے جس کا نام یزید ہوگا۔ چنانچہ مطابق ارشاد حضرت کے سب سے پہلے رخنہ انتظام اسلام میں یزید کے سبب سے واقع ہوا کہ وہ شخص فاسق و شارب خمر بادشاہ ہوا اور امام حسین کو اُس نے شہید کرایا اور مدینے پر لشکر خونریز بھیجکر اکثر صحابہ اور صحابی زادوں کو قتل کرایا اور بہت بڑے ظلم کئے اور مکے پر بھی لشکر واسطے عبد اللہ بن زبیر کے بھیجا اور اُس کے لشکر نے کعبہ کا محاصرہ کیا اور وہاں پتھر مارے حتیٰ کہ سقف مسجد حرام کو کہ لکڑی کی تھی اُن پتھروں سے بہت صدمہ پہنچا بلکہ روئی میں گندھک لپیٹ کے اُن ملاعنہ نے آگ مسجد حرام میں پہنچائی کہ پردہ خانہ کعبہ کا اور دیواریں خانہ کعبہ کی سب جل گئیں۔ غرض کہ جس قدر ظلم اور بےدینی کی باتیں یزید سے واقع ہوئیں کبھی واقع نہیں ہوئیں اور پیشین گوئی حضرت کی صادق آئی۔

معجزہ (۶۲) ابو داؤد نے حضرت حذیفہ بن الیمان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے قیامت تک جتنے فتنہ انگیز ہونے والے ہیں سب کا نام مع نام اُن کے باپ اور اُن کی قوم کے بتا دیا ہے۔

معجزہ (۶۳) حاکم اور بیہقی اور ابو نعیم نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ثابت بن قیس شماس سے فرمایا تَعِیْشُ حَمِیْدًا وَتُقْتَلُ شَہِیْدًا یعنی زندگانی کرو گے تم بحالت محمود اور مارے جاؤ گے شہید ہو کر۔ چنانچہ مطابق اس خبر کے وہ عیش کے ساتھ اپنی زندگانی بسر کرتے رہے اور حضرت ابو بکرؓ کی خلافت میں جنگ یمامہ میں جو مسیلمہ کذاب سے ہوئی تھی شہید ہوئے۔

معجزہ (۶۴) ابو داؤد نے ابو ذرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے مجھے مخاطب

کر کے فرمایا کہ مدینے میں ایک بار ایسی خونریزی ہوگی کہ خون احجار زیت کے اوپر بہے گا اور اُن کو
ڈھک لے گا۔ چنانچہ موافق ارشاد رسول اللہ صلعم واقعہ حرہ ہوا یزید پلید کے وقت میں
بعد شہادت امام حسینؓ کے جب کہ باشندگان مدینہ کہ اکثر اصحاب اور اولاد اصحاب تھے اطاعت
یزید سے بسبب اُس کے شنائع اعمال کے منحرف ہو گئے تب یزید نے اُن پر لشکر خونخوار بسرکردگی
مسلم بن عقبہ کے بھیجا اور مقابلہ عظیم واقع ہوا اور صدہا اصحاب اور اولاد اصحاب شہید ہوئے
اور اُسی سنگستان میں خون بہا اور ایسے شنائع اور قبائح واقع ہوئے کہ زبان قلم پر نہیں آسکتے۔

معجزہ (۶۵) ابوداؤد نے انس بن مالک سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ
اے انس لوگ شہر آباد کریں گے اور اُن میں سے ایک شہر ہوگا جسے بصرہ کہیں گے سو اگر تم
اُس شہر میں داخل ہو تو اُس کی زمین شور اور کلاء اور باغات اور بازار اور امیروں کے دروازوں
سے بچنا اور کناروں پر اُس کے رہنا اس واسطے کہ اُس شہر میں خسف ہوگا یعنی زمین میں دھس جانا
اور قذف ہوگا یعنی پتھروں کا برسنا اور رجف ہوگا یعنی زلزلہ اور مسخ ہوگا یعنی صورت کا بدل جانا
رسول اللہ صلعم نے دو باتوں کی خبر دی۔ ایک یہ کہ ایک شہر نیا آباد ہوگا اور اُس کا نام بصرہ
ہوگا۔ دوسرے یہ کہ اُس شہر میں خسف اور قذف اور رجف اور مسخ ہوگا۔ پس موافق ارشاد حضرت
کے پہلی کا ظہور ہو لیا۔ حضرت عمرؓ کے عہد میں عتبہ بن غزوان نے شہر بصرہ حضرت عمرؓ کے حکم سے
سنہ ۱۷ ہجری میں آباد کیا اور دوسری خبر کا اب تک ظہور نہیں ہوا آئندہ ہوگا۔

معجزہ (۶۶) طبرانی نے رافع بن خدیج سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ایک بار
حاضرین مجلس سے فرمایا کہ تم میں سے ایک آدمی کی ڈاڑھ دوزخ میں مانند جبل احد کے ہوگی حضرت
ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں بھی اُس مجلس میں تھا اور سب لوگ تو مر گئے میں اور ایک اور آدمی باقی
رہا وہ دوسرا شخص جنگ یمامہ میں مرتد ہو کے مارا گیا۔ پس موافق خبر دینے حضرت کے وہ مرتد
ہو کے جہنمی ہوا۔

معجزہ (۶۷) بیہقی نے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابوذر کی وفات قریب ہوئی اُن کی زوجہ
ام ذر رونے لگیں۔ ابوذر نے کہا تم کیوں روتی ہو۔ ام ذر نے کہا میں کیسے نہ روؤں تمہاری
وفات جنگل میں ہوئی اور ہمارے پاس کفن بھی نہیں ہے حضرت ابوداؤد نے کہا کہ مت روؤ
جناب رسول اللہ صلعم نے ایک جماعت کو کہ میں بھی اُن میں تھا خطاب کر کے فرمایا کہ تم میں سے
ایک آدمی زمین غیر آباد میں مرے گا اُس کے جنازہ پر ایک جماعت مسلمانوں کی حاضر ہوگی
سو وہ آدمی میں ہی ہوں۔ تم راہ کو جا کر دیکھو۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نکلی سو کچھ لوگ مسافر سوار آتے
دیکھے۔ انہیں میں نے حضرت ابوذر کے حال کی خبر کی وہ سب حضرت ابوذر کے پاس آئے

اُن سے حضرت ابوذرؓ نے کہا کہ تم میں سے مجھے کفن وہ دیوے جو نہ نقیب ہو نا میر - ایک جوان نے اُن میں سے کہا کہ میں تمہیں کفن دیتا ہوں - اے عم اپنا ازار اور دو کپڑے میری گٹھری میں میری ماں کے کتے ہوئے سوت سے بُنے ہوئے ہیں ۔ حضرت ابوذرؓ نے کہا کہ اچھا تم مجھے کفن دو جب وہ مرے تو اُن لوگوں نے تجہیز و تکفین کر کے نماز جنازہ پڑھ کے اُنہیں دفن کر دیا - رسول اللہ صلعم نے جو خبر دی تھی کہ ایک شخص حاضرین مجلس میں سے غیر آباد زمین میں مرے گا اور ایک جماعت مسلمانوں کی وہاں پہنچ کے اُس کی تجہیز و تکفین کرے گی - سو موافق ارشاد حضرت کے وقوع میں آیا -

معجزہ (۶۸) طبرانی اور بیہقی نے ابن حکیم ضبی سے روایت کی ہے کہ جب ابوہریرہ مجھے ملتے مجھ سے سُمرہ کا حال پوچھتے اور جب میں اُن کی صحت کی خبر دیتا تو خوش ہوتے - میں نے اس کا سبب پوچھا - اُنہوں نے بیان کیا کہ ہم دس آدمی ایک گھر میں تھے سو جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تم میں سے جو پیچھے مرے گا نار میں ہوگا سو آٹھ تو مر چکے ہیں اور سمرہ باقی ہیں یعنی وہی خبر کے ڈر سے سُمرہ کے حال کی تفتیش کرتا ہوں اور حضرت ابوہریرہ رض کا یہ حال تھا کہ جو کوئی کہہ دیتا کہ سمرہ مر گئے تو اُنہیں غش آجاتا تھا - یہاں تک کہ سُمرہ سے پہلے اُن کا انتقال ہو گیا اور سمرہ کو مرض کزاز لاحق ہوا جو شدت سردی سے ہوتا ہے بڑی دیگ میں خوب گرم کھولتا پانی بھر کے اُس پر گرمی حاصل کرنے کے لئے بیٹھتے ایک دن اُس میں گر پڑے اور جل کر مر گئے رسول اللہ صلعم نے جو اُن دس آدمیوں کے حق میں فرمایا تھا کہ تم میں پچھلا از روئے موت کے نار میں ہوگا سو وہ لوگ نار سے نار جہنم سمجھے تھے اور مراد حضرت کی نار سے دُنیا کی نار تھی چنانچہ مطابق اس کے سمرہ سب سے پیچھے آگ میں جل کر مرے -

معجزہ (۶۹) صحیحین میں ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تم لوگ پیروی کرو گے اُن لوگوں کے طریقوں کی جو تم سے پہلے ہوئے بالشت بالشت دست بدست یہاں تک کہ اگر وہ سوسمار کے سوراخ میں گھسے ہوں گے تو اس بات میں بھی اُن کی پیروی کرو گے - لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم پہلے آدمیوں سے یہود اور نصاریٰ مراد ہیں آپ نے فرمایا اللہ کون ہیں یہود کی روش تھی حسد اور حق کا چھپانا اور بطمع دُنیا مسئلہ غلط بتانا اور کتاب الٰہی میں سے جو حکم اپنے موافق ہو اُس کا ظاہر کرنا اور جو خلاف ہو اُس کا چھپانا سو موافق ارشاد حضرت کے اس قسم کی باتیں اس اُمت کے علماء بیدین میں پائی جاتی ہیں نصاریٰ کی روش ہے نبی اور بزرگوں کے حق میں اس طرح کا اعتقاد کرنا جو خدائی کے رُتبے کو پہنچا دے سو یہ بات بھی اس اُمت میں مثل نصیری وغیرہ میں پائی جاتی ہے اور اکثر وضعوں میں لوگوں نے نصاریٰ

کی مشابہت انبیاء کی ہے۔

معجزہ (۷۰) طبرانی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے عبد اللہ بن زبیر سے فرمایا کہ تم کو لوگوں سے مصیبت پہنچے گی اور تم سے لوگوں کو مصیبت پہنچے گی چنانچہ مطابق اس کے ظہور میں آیا کہ وہ بعد وفات معاویہ اور شہادت امام حسین علیہ السلام کے سنہ ۶۴ ہجری میں خلیفہ ہوئے اور سوائے ملک شام کے اور سب بلاد اسلام کے اُن کے قبضہ میں آئے اور سنہ ۷۳ ہجری میں عبد الملک بن مروان کے حکم سے حجاج ظالم نے اُن پر لشکر کشی کی اور مکہ کا محاصرہ کیا اور اُن کو شہید کیا۔ پس موافق ارشاد حضرت کے اُن کو لوگوں سے یہ مصیبت پہنچی کہ شہید ہوئے اور تکلیفات دُنیاوی اُنہوں نے اور اُن کے اہل بیت نے ظالموں کے ہاتھ سے اُٹھائیں اور لوگوں کو اُن کے سبب سے یہ مصیبت پہنچی کہ اہل مکہ بلائے محاصرہ طولانی میں مبتلا ہوئے اور لوگ حجاج کے ہاتھ سے وہاں مارے گئے خانہ کعبہ کو بھی صدمہ پہنچا۔ پھر عبد اللہ بن زبیر کا خانہ کعبہ سے مقابل تھا۔ اس سبب سے بیت الحرام پر بھی حجاج کے منجنیق کے پتھر پہنچے اور یہ بھی مصیبت لوگوں کو بسبب عبد اللہ بن زبیر کے ہوئی کہ قاتلین اُن کے گناہ عظیم اور عذاب آخرت میں مبتلا ہوئے۔

معجزہ (۷۱) بیہقی اور ابن عدی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے زید بن صُوحان کے حق میں فرمایا کہ ایک عضو اُن کا اُن سے پہلے جنت میں جائے گا سو مطابق اس کے واقع ہوا کہ بایاں ہاتھ اُن کا غزوہ نہاوند میں کٹ گیا۔

معجزہ (۷۲) بیہقی اور حاکم نے حسن بن محمد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ سُہیل بن عمر سے توقع ہے کہ وہ ایسا کام کرے اور اس طرح کا بیان کرے گا کہ تم سُن کر خوش ہو گے سو ایسا ہی ہوا کہ جب خبر وفات رسول اللہ صلعم کی مکہ معظمہ میں پہنچی اور وہاں کے لوگوں کو اضطراب اور تزلزل ہوا۔ سہیل بن عمرو نے کھڑے ہو کر ایسا خطبہ پڑھا جیسا حضرت ابو بکر صدیق نے مدینہ منوّرہ میں پڑھا تھا اور مکے کے لوگوں کو دین پر ثابت کر دیا اور اُن کو تسلی اور تسکین دی۔

معجزہ (۷۳) صحیحین میں جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ قریب ہے کہ میری اُمت کے لوگ انماط بچھائیں گے چنانچہ مطابق اس ارشاد کے ظہور میں آیا کہ صحابہ کرام جو فقر اور تنگی میں مبتلا تھے مالدار ہو گئے اور اچھے اچھے کپڑے اور اچھے فرش اُنہیں میسر آئے۔ چنانچہ حضرت جابرؓ کے گھر میں اسی انماط کے بچھونے تھے۔

معجزہ (۷۴) صحیحین میں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے مسیلمہ کذاب

کے حق میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اُسے ہلاک کرے گا چنانچہ مطابق اُس کے ظہور میں آیا کہ بعد وفات رسول اللہ صلعم کے ہزارہا آدمی اُس کے ساتھ مجتمع ہو گئے تھے اور اُس نے دعویٰ پیغمبری کیا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے خالد بن ولید کو ایک لشکر جرار کے ساتھ اُس پر بھیجا اور اس لڑے اور اُس پر فتح پائی اور اُس لڑائی میں وہ مارا گیا جیسا حضرت نے فرمایا تھا۔

معجزہ (۷۵) بخاری نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے قبل پہنچنے خبر کے زید اور جعفر اور عبداللہ بن رواحہ کے شہید ہونے کی خبر لوگوں کو سنا دی اور فرمایا کہ نشان لیا زید نے پس وہ شہید ہوا پھر نشان لیا جعفر نے پس وہ شہید ہوا۔ پھر نشان لیا ابن رواحہ نے پس شہید ہوا۔ آخر کو ایک خدا کی تلوار نے نشان لیا اور فتح حاصل ہوئی۔ یہ واقعہ موضع مُوتہ کا ہے جو شام میں ہے اور مدینہ سے ایک مہینہ یا زیادہ کا راستہ ہے۔

معجزہ (۷۶) صحیحین میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جس دن نجاشی بادشاہ حبشہ کا انتقال ہوا اُسی روز آپ نے اُس کے مرنے کی خبر دی اور صحابہ کے ساتھ عیدگاہ کی طرف جا کر اُس کے جنازہ کی نماز پڑھی۔

معجزہ (۷۷) مسلم نے جابرؓ سے روایت کی ہے رسول اللہ صلعم ایک سفر سے واپس آتے تھے۔ جب قریب مدینہ کے پہنچے تب ایک ہوا ایسی شدید چلی کہ قریب تھا کہ سوار گر کر مر جاتے آپ نے فرمایا کہ یہ ہوا ایک منافق کی موت کے لئے چلی ہے جب مدینہ میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ رفاعہ بن زید جو بڑا منافق تھا وہ مر گیا پس مطابق ارشاد حضرت کے یہ واقعہ ظہور میں آیا۔

معجزہ (۷۸) امام احمد نے ابن عباسؓ سے اور حاکم اور بیہقی نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ جنگ بدر میں کافروں کے ساتھ حضرت عباس بن عبدالمطلب اسیر ہو کر آئے اُن کی رہائی کے لئے اُن سے مال فدا طلب کیا گیا۔ اُنہوں نے کہا کہ میرے پاس اس قدر روپیہ کہاں جو مجھ سے مانگا جاتا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ جو مال تم نے ام الفضل کے پاس دفن کیا ہے وہ کیا ہوا۔ حضرت عباسؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ صلعم اُس مال کی تو سوائے میرے اور ام الفضل کے اور کسی کو خبر نہ تھی۔ پھر وہ مال منگا کر دیا۔

معجزہ (۷۹) بیہقی اور طبرانی نے روایت کی ہے کہ بعد قصہ بدر کے ایک دن صفوان بن امیہ بن خلف اور عُمیر بن وہب بن خلف چچازاد بھائی اُس کا مقام حجر میں بیٹھ کر کشتگان بدر کا تذکرہ کرتے تھے۔ صفوان نے کہا کہ ان لوگوں کے قتل ہونے کے بعد کچھ زندگی کا لطف نہیں رہا عُمیر نے کہا سچ ہے مگر میں مقروض ہوں اور میرے پاس کچھ دین ادا کرنے کو نہیں اور بعد

اپنے عیال کے تباہ ہو جانے کا بھی ڈر ہے نہیں تو میں جاکر محمد کو قتل کر ڈالتا اور مجھے ایک بہانہ اُن کے پاس جانے کا ہے۔ میرا بیٹا وہاں قید ہے۔ صفوان نے یہ بات غنیمت سمجھی اور کہا کہ تیرے دین کو میں ادا کر دوں گا اور تیرے عیال کی میں ہمیشہ خبر گیری کرتا رہوں گا۔ عمیر نے کہا کہ تو اس بات کو کسی سے ذکر مت کیجیو اور اُس نے اپنی تلوار پر سان رکھوا کر زہر میں بجھائی اور چلکر مدینہ میں پہنچا۔ اور مسجد شریف کے دروازہ پر اونٹ کو بٹھایا اور وہ تلوار کو حمائل کئے ہوئے تھا اُسے حضرت عمرؓ نے دیکھ کے کہا کہ یہ کتا۔ دشمن خدا کا کچھ بدی ہی کے لئے آیا ہوگا اور آنحضرت صلعم کو اُس کے آنے کی خبر کی۔ آپ نے فرمایا کہ لے آؤ۔ اُسے حضرت عمرؓ جاکر لے آئے اور اُس کی تلوار اپنے قبضہ میں کر لی تھی۔ جب آپ نے اُسے دیکھا فرمایا کہ اے عمرؓ اسے چھوڑ دو۔ پھر آپ نے اُس سے کہا کہ اے عمیر قریب آ جب وہ قریب ہوا تو پوچھا کہ کیوں آیا ہے۔ اُس نے کہا کہ اپنے قیدی کے لئے آیا ہوں کہ اس کے معاملہ میں احسان کرو۔ آپ نے فرمایا کہ تلوار کیوں گردن میں ڈالی ہے۔ اُس نے کہا کہ تلوار کس کام کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ سچ سچ بیان کر کہ تو کس لئے آیا ہے اُس نے کہا کہ میں اسی کام کے لئے آیا ہوں جو میں نے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تو نے اور صفوان نے مقام حجر میں تذکرہ کشتگان بدر کا کیا اور تو نے کہا کہ اگر میں مقروض نہ ہوتا اور خوف ہلاک عیال نہ ہوتا تو میں جاکر محمدؐ کو قتل کر ڈالتا اور صفوان تیرے قرض اور خبر گیری عیال کا متکفل ہوا۔ اور تو میرے قتل کے لئے آیا۔ اُس نے یہ سنتے ہی کہا اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ۔ گواہی دیتا ہوں کہ تم پیغمبر خدا ہو۔ اس بات کی سوائے میرے اور صفوان کے کسی کو خبر نہ تھی۔ قسم خدا کی میں جانتا ہوں کہ خدا ہی نے تمہیں اس بات کی خبر کر دی۔ شکر خدا کہ اُس نے مجھے اسلام کی ہدایت دی۔ آپ نے اصحاب سے فرمایا کہ اپنے بھائی کو دین کی باتیں سکھاؤ اور کلام اللہ پڑھاؤ اور اُس کے قیدی کو چھوڑ دو۔

معجزہ (۸۰) بیہقی نے حضرت عروہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم کی اونٹنی گم ہو گئی۔ آپ نے تلاش کرایا نہ ملی۔ زید بن نصیب منافق نے کہا محمد کہتے ہیں کہ میں غیب کی خبریں جانتا ہوں اور ان کو اپنی اونٹنی کی تو خبر ہی نہیں۔ حضرت جبرئیلؑ آئے اور اُس منافق کے مقولہ کی خبر دی اور اونٹنی کا ٹھکانا بتا دیا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ اونٹنی فلانی گھاٹی میں ہے اُس کی مہار ایک درخت سے اٹک گئی ہے۔ لوگ جھپٹے اور اُس گھاٹی میں اُس اونٹنی کو اُسی طرح پایا جیسا حضرت نے فرمایا تھا۔

معجزہ (۸۱) صحیحین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے

مجھے اور زبیر اور مقداد کو حکم دیا کہ تم روضۂ خاخ تک جاؤ وہاں ایک عورت ملے گی اور اُس کے پاس ایک خط ہے سو وہ خط لے آؤ۔ ہم تینوں سوار ہو کر گھوڑے دوڑاتے وہاں پہنچے اور عورت کو وہاں پایا۔ ہم نے کہا خط نکال دے اُس نے کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں ہے ہم نے کہا کہ خط نکال دے نہیں تو ہم تجھے ننگا کریں گے۔ اُس نے اپنے بالوں کے جوڑے میں سے خط نکال کر دیا اُسے آنحضرت صلعم کی خدمت میں لے آئے وہ خط حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے تھا مشرکوں مکہ کو

معجزہ (۸۲) بیہقی نے دلائل النبوۃ میں زہری سے روایت کی ہے کہ بعد نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جبکہ اسلام مکہ معظمہ میں شائع ہوا اور مذمت بتوں کی برملا ہونے لگی کفار قریش کو بہت رنج ہوا تو انہوں نے رسول اللہ صلعم کے قتل کا ارادہ کیا مگر اس بات پر ابو طالب اور بنی ہاشم راضی نہوئے تب اُنہوں نے کہا یا تم محمدؐ کو ہمارے حوالہ کر دو یا تم سب کے سب ہم سے علیحدہ ہو کر گھاٹی میں جا رہو اور ہماری اور تمہاری برادری ترک نہ ساتھ کھانا نہ ساتھ پینا نہ ہم تم کسی مجلس میں اکٹھے ہوں۔ ابو طالب اور بنی ہاشم نے اس بات کو قبول کر لیا اور سب کے سب شعب میں جا رہے اور کفار قریش نے ایک عہد نامہ قطع برادری کا اور استحکام عداوت کا ساتھ بنی ہاشم کے لکھ کے کعبے میں لٹکا دیا اور یہاں تک عداوت پر مستعد ہوئے کہ جو کوئی گانوں کا آدمی غلہ یا کچھ چیز بیچنے کو لاتا اُس کو بھی منع کر دیتے کہ بنی ہاشم کے ہاتھ نہ بیچے۔ تین برس اسی طرح پر آنحضرت صلعم نے اُس شعب (گھاٹی) میں بسر کی اور بڑی تکلیف اُٹھائی۔ اس اثنا میں اللہ جل جلالہ نے آنحضرت صلعم کو اس بات سے مطلع کیا کہ اس عہد نامہ کو دیمک کھا گئی ہے جہاں کہیں اس میں نام اللہ کا تھا اُس کو دیمک نے چھوڑ دیا ہے اور باقی سب کھا لیا ہے۔ آنحضرت صلعم نے اس بات سے ابو طالب کو مطلع کیا اور ابو طالب قریش کے پاس گئے اور اُن سے کہا کہ محمد صلعم نے مجھے اس طرح پر خبر دی ہے تم اُس عہد نامہ کو منگوا کر دیکھو اگر یہ بات جھوٹی نکلے تو ہم محمدؐ کو تمہارے حوالے کر دیں گے اور اگر سچی ہو تو تم ہماری تکلیف دہی سے باز آؤ اور ہمیں شعب سے نکلنے دو۔ اُنہوں نے وہ صحیفہ منگوا کر دیکھا تو واقعی جہاں کہیں اللہ کا نام تھا وہ باقی تھا اور باقی کو دیمک نے کھا لیا تھا تب وہ نادم ہوئے اور بنی ہاشم سے کہا تم شعب سے نکل آؤ۔

معجزہ (۸۳) بیہقی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ۶ھ میں اکثر بادشاہوں اور امیروں کو نامے لکھے۔ کسریٰ پرویز بادشاہ فارس کو بھی نامہ لکھا اور اُس کو طرف اسلام کے دعوت کی۔ اُس نے آپ کے خط کو پھاڑ ڈالا اور کہا کہ اپنے نام کو میرے نام سے پہلے

یوں لکھا اور باذان اُس کی جانب سے ملک یمن میں عامل تھا اُس کو لکھا کہ تو دو آدمی چالاک اور تیز اُس شخص کے پاس بھیجے جو دعویٰ پیغمبری کا کرتا ہے کہ وہ اُس شخص کو تیرے پاس لے آئیں سو باذان نے دو آدمی آنحضرت صلعم کے پاس مدینہ میں بھیجے اُنہوں نے آپ کے سامنے تقریر بے باکانہ کی اور کہا کہ تم کسریٰ کے پاس چلو۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم کل آؤ۔ اُسی رات میں شیرویہ پرویز کے بیٹے نے پرویز کو مار ڈالا اور آنحضرت صلعم کو بوحی الٰہی اس بات سے اطلاع ہوئی۔ آپ نے اُن شخصوں کو بلا کر فرمایا کہ تم چلے جاؤ۔ رات کسریٰ کو شیرویہ نے مار ڈالا۔ وہ پھر گئے اور باذان سے اُنہوں نے جا کر یہ حال بیان کیا تب باذان نے کہا کہ اگر تصدیق اس امر کی معلوم ہو تو بیشک وہ پیغمبر ہیں اور اُنہیں ایام میں نامہ شیرویہ کا بنام باذان باین مضمون آیا کہ پرویز ظالم تھا میں نے اس سبب سے اُس کو مار ڈالا اور تم اُس شخص سے جو دعویٰ پیغمبری کا ملک عرب میں کرتا ہے کچھ تعرض مت کرو۔ باذان تصدیق خبر رسول اللہ صلعم کی دریافت کر کے مع دونوں بیٹوں اپنے کے مسلمان ہو گیا پس حضرت کی پیشگوئی ہے کہ کسریٰ پرویز کو اُس کے بیٹے شیرویہ نے جس رات کو قتل کیا تھا رسول اللہ صلعم نے اُس کی صبح کو اُس کے قتل ہونے کی خبر دی۔

معجزہ (۸۴) ابوداؤد اور بیہقی نے عاصم بن کلیب سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم ایک انصاری کے جنازہ پر تشریف لے گئے تھے بعد فراغت دفن کے اُس میت کی عورت نے آپ کی دعوت کی۔ آپ اُس کے گھر تشریف لے گئے۔ جب کھانا آیا اور آپ نے کھانا شروع کیا سو ایک لقمہ آپ نے مُنہ میں چبایا اور نگلا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ایسی بکری کا گوشت ہے کہ بغیر اجازت مالک کے لی گئی ہے اُس عورت نے کہا کہ میں نے بکری خریدنے کو ایک آدمی بازار بھیجا وہاں نہ ملی۔ میرے ہمسایہ نے ایک بکری مول لی تھی اُس کے پاس آدمی بھیجا کہ وہ بکری قیمت سے دیدے اتفاق سے وہ گھر نہ تھا دوبارہ میں نے اُس کی بی بی کے پاس بھیجا۔ اُس نے بکری بیچ دی۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ یہ کھانا قیدیوں کو کھلا دو وہ کفار ہیں۔

معجزہ (۸۵) طبرانی نے معجم کبیر میں اور بزار نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ ابن عمر کہتے ہیں کہ میں حضرت کے ساتھ مسجد منیٰ میں بیٹھا تھا سو ایک شخص انصاری اور ایک شخص قبیلہ ثقیف میں سے آیا اور دونوں نے سلام کیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلعم ہم کچھ پوچھنے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کہو تو میں بتا دوں جو تم پوچھنے آئے ہو یا تم خود بیان کرو۔ اُنہوں نے کہا کہ آپ ہی ارشاد کیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ تم یہ پوچھنے آئے ہو کہ

ہم اپنے گھر سے جو بقصد خانہ کعبہ آئے اس میں ہمیں کیا ثواب ہے اور بعد طواف کے دو رکعتوں کا کیا ثواب ہے اور طواف بین الصفا والمروہ کا کیا ثواب ہے؟ اور رمی جمار کا کیا ثواب ہے؟ اور قربانی کرنیکا کیا ثواب ہے؟ اور وقوف بعرفات کا کیا ثواب ہے؟ اُن دونوں نے عرض کیا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس نے تمہیں براستی بھیجا۔ ہم انہیں باتوں کے پوچھنے کو آئے تھے۔

معجزہ (۸۶) ابن عساکر نے واثلہ بن اسقع سے روایت کی ہے کہ میں حضرت صلعم کے حضور میں حاضر ہوا۔ آپ اپنے اصحاب میں بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ میں حلقے کے بیچ میں جا بیٹھا بعض اصحاب نے مجھ سے کہا کہ یہاں سے اُٹھ جاؤ کہ وسط حلقہ میں بیٹھنا منع ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اُسے بیٹھا رہنے دو۔ میں جانتا ہوں کہ جس غرض کے لئے وہ گھر سے آیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ وہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم اس بات کے پوچھنے کے لئے گھر سے نکلے ہو کہ بر کیا چیز ہے اور شک کیا چیز ہے۔ میں نے کہا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس نے براستی آپ کو بھیجا ہے اسی لئے گھر سے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ بر وہ چیز ہے کہ سینے میں ٹھہرے اور دل کو اُس پر اطمینان حاصل ہو اور شک وہ چیز ہے کہ سینہ میں نہ ٹھہرے سو تو شبہ والی بات چھوڑ کر غیر شبہ والی بات اختیار کر اگرچہ مفتی لوگ تجھے فتویٰ دیں۔

فائدہ واثلہ بن اسقع کو مقصود پوچھنا ایسے امور کا تھا جن میں حکم صریح نہیں اور تردد ہے کہ بھلی بات کون ہے اور بُری بات کون ہے سو آپ نے ارشاد کیا کہ امور مشتبہ میں اطمینان قلب مومن صالح کا اعتبار ہے جس پر اُسے اطمینان ہو وہ نیک ہے اور جس میں اُسے تذبذب ہو اُس کو چھوڑ دے۔

مشکوٰۃ شریف کی وہ حدیثیں جو آنحضرت صلعم کے علم پر دلالت کرتی ہیں

جلد اول مترجم امرتسری

(صفحہ ۳۳۳) حضرت انس رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا قسم ہے اُس ذات کی کہ جان میری اُس کے ہاتھ میں ہے البتہ دیکھتا ہوں تجھ کو پیچھے اپنے سے جیسے دیکھتا ہوں تم کو آگے اپنے سے رواہ ابوداؤد۔

(صفحہ ۳۶۱) ام سلمہ کا بیان ہے کہ جاگے رسول اللہ صلعم ایک رات گھبرائے ہوئے اور

فرماتے تھے سُبحان اللہ کس قدر اُتارے گئے ہیں آج کی رات میں خزانے اور کس قدر اُتارے گئے ہیں فتنے ۔ کون شخص ہے کہ جگا دے حجرے والیوں کو تا کہ نماز پڑھیں رواہ بخاری ۔

(صفحہ ۳٦۴) ابی مالک اشعری سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے تحقیق بہشت میں بالاخانے ہیں ایسے کہ معلوم ہوتی ہیں باہر کی چیزیں انکی اندر ان کے سے اور اندر کی چیزیں ان کے باہر ان کے سے تیار کیا ہے ان کو اللہ تعالیٰ نے واسطے اُس شخص کے جو کلام میں نرمی کرتا ہے کھانا کھلاتا ہے ۔ پے درپے روزے رکھتا ہے رات کو ۔ نمازیں پڑھتا ہے ایسے وقت کہ آدمی سوتے ہوں ۔

(صفحہ ۴۳۳) رسول اللہ صلعم نے خسوف کی نماز پڑھائی ۔ اثنائے نماز میں صحابہ کرام نے دیکھا کہ اپنی جگہ پر کسی چیز کے لینے کا قصد کرتے ہیں پھر پیچھے ہٹ آتے ہیں بعد نماز کے صحابہ کرام نے سبب پوچھا ۔ آپ نے فرمایا تحقیق دیکھی میں نے بہشت پس قصد کیا میں نے لینے خوشے انگور کا اس میں سے اور دیکھی میں نے دوزخ پس نہیں دیکھی میں نے مانند آج کے دن کے کوئی جگہ دیکھنے کی کبھی بہت ہولناک اور دیکھا میں نے اکثر رہنے والی اسکی عورتیں بسبب کفران نعمت کے ۔

(صفحہ ۴۳۴) فرمایا رسول اللہ صلعم نے اے امت محمد کی اگر جانو تم وہ چیز کہ جانتا ہوں میں البتہ ہنسو تم کم اور روؤ تم بہت ۔ متفق علیہ

(صفحہ ۴٦۷) فرمایا رسول اللہ صلعم نے اگر چاہو تم خبر دوں میں تم کو اُس چیز کی کہ فرمائیگا اللہ تعالیٰ واسطے ایمان والوں کے دن قیامت کے اور اُس چیز کی کہ پہلے کہیں گے مومن واسطے اللہ تعالیٰ کے ۔

(صفحہ ۴۷۴) فرمایا رسول اللہ صلعم نے جس وقت مومن کی روح نکلتی ہے لیتے ہیں اُس کو دو فرشتے لے چڑھتے ہیں اس کو اور اُس میں مشک کی خوشبو ہوتی ہے اور آسمان والے اُس کے حق میں کہتے ہیں اہل آسمان رُوحٌ طَیِّبَۃٌ روح پاک آئی زمین کی طرف سے رحمت بھیجے اللہ تجھ پر اور تیرے بدن پر آباد رکھتی تھی تو اس کو پس لے جاتے ہیں اس کو طرف پروردگار اُس کے کے پھر فرماتا ہے پروردگار لے جاؤ اس کو ڈھیل دی جاوے قیامت تک اور فرمایا حضرت نے اور تحقیق کافر جس وقت کہ نکلتی ہے روح اس کی اُس میں بدبو ہوتی ہے اور کہتے ہیں اہل آسمان رُوحٌ خَبِیثَۃٌ روح ناپاک آئی زمین کی طرف سے پس کہا جاتا ہے لے جاؤ اس کو مہلت دی جاوے قیامت تک ۔

جلد دوم مشکوٰۃ شریف مترجم امرتسری

(صفحہ ۳۴۴) جس روز حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وصال ہوا اُس روز سورج گرہن تھا رسول اللہ صلعم نے نماز کسوف کی پڑھائی۔ بعد فارغ ہونے کے آپ نے فرمایا
مَا مِنْ شَيْءٍ تُوعَدُونَهُ إِلَّا قَدْ رَأَيْتُهُ فِي صَلَاتِي هٰذِهِ
نہیں کوئی چیز کہ وعدہ دیئے جاتے ہو تم اُس کا مگر تحقیق دیکھی ہے وہ اس نماز میں

جلد سوم مشکوٰۃ شریف مترجم امرتسری

(صفحہ ۱۷۳) خیبر کے دن کچھ صحابی آئے اور کہا انہوں نے نام بنام فلانا شہید ہوا فلانا شہید ہوا۔ اُس کے بعد ایک شخص کی نسبت کہا فلانا شہید ہوا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ نہیں میں نے اُس کو دوزخ میں دیکھا ہے اس لئے کہ اُس نے غنیمت کے مال میں سے ایک چادر چُرائی تھی۔

جلد چہارم مشکوٰۃ شریف مترجم امرتسری

(صفحہ ۲۴) رسول اللہ صلعم نے معاذ بن جبل کو یمن کی طرف بھیجا جب وہ چلے تو وہ گھوڑے پر سوار اور رسول اللہ صلعم پیدل اُن کو وصیت کرتے جاتے تھے۔ جب وصیت سے فارغ ہوئے تو فرمایا اے معاذ اس سال کے بعد تو مجھ سے ملاقات نہ کرے گا اور تیرا گزر میری مسجد اور قبر پر ہوگا۔ یہ سُن کر بوجہ مفارقت معاذ روئے پھر آپ مدینہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ قریب ترین لوگوں کے میرے ساتھ متقی اور پرہیزگار ہیں۔

(صفحہ ۴۴) اسامہ بن زید نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میں بہشت کے دروازہ پر کھڑا ہوا۔ اکثر وہ لوگ جو بہشت میں داخل ہوئے وہ غربا تھے اور امرا بعد داخل ہونے غربا کے بہشت میں داخل ہوئے اور کافروں کو دوزخ کے جانے کا حکم ہوا۔

(صفحہ ۴۴) ابن عباس نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جھانکا میں نے بہشت میں پس دیکھا میں نے اکثر اہل بہشت فقراء اور جھانکا میں نے دوزخ میں پس دیکھا میں نے اکثر رہنے والی اُس کی عورتیں۔

(صفحہ ۴۲) سہیل بن سعد سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلعم کے پاس ہو کر

گزرا۔ ایک شخص حضرت کے پاس بیٹھا تھا۔ اُس سے آپ نے فرمایا کہ اس شخص کے حق میں تیرا کیا گمان ہے اُس نے کہا کہ یہ اشراف لوگوں میں سے ہے اگر یہ پیغام نکاح کرے تو لائق اس کے ہے کہ اس کا نکاح کیا جائے اور اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول کی جائے۔ یہ سُنکر رسول اللہ صلعم نے سکوت فرمایا۔ اُس کے بعد ایک اور شخص گزرا۔ آپ نے اُس کے بارہ میں فرمایا کہ اس کے حق میں تیرا کیا گمان ہے اُس نے کہا کہ یہ شخص مسکین فقیر ہے اگر پیغام نکاح کا کرے تو نکاح نہ کیا جائے اگر سفارش کرے تو قبول نہ کی جائے اگر کوئی بات کہے تو اس کی سُنی نہ جائے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ یہ بہتر ہے بھری ہوئی زمین مانند اُس شخص کے

(صفحہ ۲۴) عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے فقرا مہاجرین چالیس برس پہلے داخل ہوں گے غنیوں سے جنت میں قیامت کے دن۔

(صفحہ ۵۶) زینب بنت جحش کہتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلعم گھبرائے ہوئے میرے یہاں آئے اور فرماتے تھے لا الہ الا اللہ نہیں کوئی معبود برحق مگر اللہ خرابی ہو واسطے عرب کے اُس شر سے کہ قریب پہنچے یاجوج اور ماجوج کا سد کھولا گیا آج کے دن مثل اس کے آپ نے انگوٹھے اور شہادت کی اُنگلی ملاکر حلقہ کر کے دیکھایا کہ اس قدر سوراخ ہو گیا ہے۔ سب نے کہا یا رسول اللہ صلعم کیا ہم ہلاک ہونگے حالانکہ ہم میں نیک لوگ ہونگے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں جس وقت فسق و فجور زیادہ ہو جائے گا۔

(صفحہ ۵۷) ابوذر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تحقیق میں دیکھتا ہوں وہ چیز جو تم نہیں دیکھتے اور سنتا ہوں میں وہ چیز جو تم نہیں سُنتے اور آسمان آواز کرتا ہے اور لائق ہے کہ وہ آواز کرے اور قسم خدا کی کہ آسمان میں چار اُنگل کی جگہ نہیں مگر فرشتے سجدہ کے لئے پیشانی رکھنے والے ہیں اور قسم خدا کی اگر جانو تم وہ جس کو میں جانتا ہوں تو ہنسو کم اور روؤ بہت اور لذت حاصل نکرو بیبیوں سے فرشوں پر اور نکل جاؤ جنگلوں کو فریاد کرتے ہوئے طرف اللہ کے۔

(صفحہ ۶۳) ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جس وقت میری اُمت تکبر کی چال چلے گی اور بادشاہ فارس اور روم کے بیٹے اُن کی خدمت کریں گے اُس وقت میری اُمت کے بدنیکوں پر مسلط ہو جائیں گے۔

(صفحہ ۶۲) روایت ہے مرداس اسلمی سے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ جاتے رہینگے نیکبخت اوّل پھر اوّل اور باقی رہیں گے نابکار مانند بھوسی جو کے یا کھجور کے اور نہیں

پرواہ کرے گا اللہ اُن کی کچھ۔

(صفحہ ۶۳) حضرت علی رضہ فرماتے ہیں کہ ہم مسجد میں رسول اللہ صلعم کے پاس بیٹھے تھے کہ مصعب بن عمیر آئے اون پر ایک چادر چمڑوں کے پیوند لگی ہوئی تھی رسول اللہ صلعم ان کو اس حال میں دیکھ کر روئے اس لئے کہ یہ پہلے مالدار تھے اور آج اس حالت میں ہیں پھر آپ نے فرمایا کہ کیا حال ہوگا تمہارا جس وقت کہ صبح کو نکلے گا ایک تمہارا بیچ ایک جوڑے کے اور شام کو نکلے گا بیچ ایک جوڑے کے اور رکھا جاوے گا آگے اُس کے ایک تاس کھانے کا اور اُٹھایا جاوے گا دوسرا اور ڈھانکو گے تم اپنے گھروں کو جیسے کہ ڈھانکا جاتا ہے کعبہ پس کہا بعض صحابہ نے یا رسول اللہ صلعم ہم اس دن بہتر ہوں گے اس حال سے کہ آج رکھتے ہیں اس لئے کہ فارغ ہو نکلے واسطے عبادت کے اور کفایت کئے جاویں گے ہم محنت سے فرمایا حضرت صلعم نے یوں نہیں ہے بلکہ تم آج کے دن بہتر ہو بہ نسبت اوّل دن کے۔ رواہ الترمذی۔

(صفحہ ۶۴) ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ جس وقت ہوں امیر تمہارے نیک تمہارے اور غنی تمہارے سخی تمہارے اور امور تمہارے آپس کے مشورہ سے ہوں پس پشت زمین کی بہتر ہے تمہارے لئے پیٹ زمین کے سے اور جبکہ ہوں امیر تمہارے بد تمہارے اور دولتمند تمہارے بخیل تمہارے اور کام تمہارے سپرد ہوں طرف عورتوں کے پس پیٹ زمین کا بہتر ہے تمہارے لئے پشت زمین سے۔ رواہ الترمذی

(صفحہ ۶۴) حضرت انس رضہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے آئے گا لوگوں پر ایک زمانہ کہ صبر کرنے والا اس زمانہ میں اپنے دین پر مانند مٹھی میں لینے والے انگارے کے ہے۔ رواہ الترمذی۔

(صفحہ ۷۵) حذیفہ کہتے ہیں کہ قسم خدا کی نہیں چھوڑا رسول اللہ صلعم نے ذکر کسی فتنہ کے کھینچنے والے کا تمام ہونے دُنیا تک کہ پہنچی مقدار ساتھیوں اُس کے کی تین سو اور زیادہ کو اور ذکر کیا اس کو واسطے ہمارے ساتھ نام اس کے کے اور نام باپ اُس کے کے اور نام قبیلہ اُس کے کے۔

(صفحہ ۶۳) حذیفہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا نہیں قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ قتل کروگے تم اپنے امام کو اور مارو گے تم ایک دوسرے کو ساتھ تلواروں اپنی کے اور یہانتک وارث ہونگے دُنیا تمہاری کے بدکار تمہارے۔

(صفحہ ۶۳) اُنہیں حذیفہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے نہیں قائم

ہو گی قیامت کہ جو بہرہ مند ترین لوگوں کا دُنیا میں ساتھ کثرت مال کے احمق بیٹا احمق کا۔
(مطلب یہ ہے کہ ذلیل اور پاجی لوگ حاکم ہوں گے جو لوگ شریف النسب اور عالی
ہمت ہوں گے ان کی تو قدر و منزلت نہ ہو گی اور چور اُٹھائی گیرے جہان بھر کے دغا باز
پاجی کمینے برسر حکومت ہونگے)۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم

کی پیشین گوئیاں بر نظر جزئیات عالم کے بے انتہا ہیں جن کا ہم کو علم نہیں ہے جو اہل یقین
ہیں وہ انھیں چند جزئیات مذکور شدہ کو مقیس علیہ بنا کر اجمالاً تمام جزئیات عالم کو احاطہ
کر سکتے ہیں۔ العاقل تکفیہ الاشارۃ

تنبیہ

ان جزئیات پر نظر کرنے اور غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ہر جزئی کو حضرت جبرئیل
علیہ السلام اگر خبر نہیں دیتے تھے بلکہ آپ کا علم تمام جزئیات عالم کو محیط تھا جس طرف
آپ کو التفات ہوا فوراً اس کو بے تامل بیان فرمایا اور جس کی طرف التفات نہ ہوا وہ جزئیہ
علم میں مستور رہا ہے جیسے علما تمام جزئیات علوم درسیہ کے عالم اور ماہر ہوتے ہیں جسکی
طرف التفات ہوا یا اُس میں خوض و فکر کی وہ حس مشترک میں آکر پیش نظر ہو جاتی ہے
اور جس کی طرف التفات نہیں ہوتا وہ جزئیہ علم میں مستور رہتی ہیں مگر جو جزئیہ علم میں
مستور ہیں یا مرتبہ ذہول میں ہیں ان کی نسبت یہ نہیں کہتے کہ اُن کا ان کو علم نہیں۔

تمت بالخیر

بے وجہ کی چھیڑ چھاڑ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خاندان صابری کے ایک بزرگ زادہ اپنے پیر بھائیوں کے مجمع میں جس میں بعض بعض نظامی بھی تشریف رکھتے تھے ازراہ تمسخر نظامیوں کو خفیف کرنے کی غرض سے محبوب الٰہی رح کی توہین میں یہ کلمہ زبان پر لائے کہ ایک شخص دہلی آنے والا تھا اُس سے مخدوم صاحب رح نے محبوب الٰہی رح کی نسبت یہ فرمایا کہ اُس بھٹیارہ سے ہمارا سلام کہدینا۔ یہ کہ کر آپس میں مضحکہ ہوا۔ جو صاحب نظامی تھے اُن کو یہ سُنکر نہایت طیش ہوا مگر بخیال دوراندیشی اُس وقت سکوت کیا۔

شدہ شدہ یہ خبر کاتب کو

پہنچی۔ مجھ کو سخت حیرت ہوئی کہ اُن کے والد ایک مقدس ذی علم درویش صفت ہیں اُن کے صاحبزادہ کو فقر کی تعلیم کا کیا ذکر اُن کو ظاہری آداب کی بھی تعلیم نہیں ایسے کلمہ زبان پر لاکر وہ اپنے والد ماجد کی توہین کرانا چاہتے ہیں کہ ایسے بزرگ کے صاحب زادہ ایسی ایسی باتیں کرتے ہیں جس سے جھگڑا فساد پیدا ہو۔

صاحبزادہ کو اس کلمہ کے کہنے سے محبوب الٰہی کی توہین مقصود تھی مگر اپنی نافہمی سے وہ یہ نہ سمجھے کہ اس کہنے سے مخدوم پاک رح کی توہین ہو رہی ہے اس لئے کہ ہم مخدوم صاحب کو عارف کامل سمجھتے ہیں اور عارف کامل ہر شے اور ہر صورت کو ذات کا ظہور سمجھتا ہے پس بنظر عرفان مخدوم صاحب رح محبوب الٰہی رح کی صورت میں خدا کو دیکھ رہے تھے اس حالت خاص میں مخدوم صاحب رح خدا کی نسبت نعوذ باللہ یہ کہہ سکتے تھے کہ اُس بھٹیارہ سے ہمارا اسلام کہدینا۔ ایسا کلمہ توہین خدا کے لئے زبان پر لانے سے عارف ہونا کیا آدمی اسلام سے بھی نکل جاتا ہے۔

آج کل عقیدتمندوں کا یہ حال کہ مخدوم صاحب کو مرتبہ عرفان سے گرا کر دائرہ
اسلام سے بھی نکالنا چاہتے ہیں۔ یہ مخدوم صاحب رح کی کیسی بڑھ کر توہین ہے۔

ہمارے نزدیک یہ فقرہ بے اصل مخدوم صاحب رح پہ افترا اور بہتان اور
اپنی خباثت باطنی کا اظہار ہے اس لئے کہ ہم نے سُنا ہے کہ مخدوم صاحب رح ہر وقت
نظارہ ذات میں مستغرق رہتے تھے حتیٰ کہ آپ کو اپنے کھانے پینے تک کا ہوش نہ تھا
چہ جائیکہ وہ عالم قدس سے نزول کر کے اس عالم کثیفت میں اگر مثل عوام کے بطور مذاق
کے ایسا کلمہ زبان پر لائیں اور پھر عارف کہلائیں۔ فرمائیے مخدوم صاحب کی یہ کیسی
توہین ہے۔

اگر کہنے والے کے نزدیک مخدوم صاحب رح عالم استغراق میں نہیں رہتے تھے
بلکہ مثل اوروں کے ایک معمولی حالت میں تھے تو مخدوم صاحب رح اور محبوب الٰہی رح دونوں
پیر بھائی تھے اور پیر بھائیوں میں مذاق ہوا ہی کرتا ہے۔ چونکہ محبوب الٰہی رح کے لنگرخانہ
سے ہزارہا مخلوق کھاتی پیتی رہتی تھی اور ہر روز آپ کی ذات سے صفت رزاقی کا ظہور
ہوتا رہتا تھا۔ کیا عجب ہے کہ اس معنی کر بطور مذاق کے مخدوم صاحب رح یہ کلمہ زبان
پر لاتے ہوں اور محبوب الٰہی رح کی طرف سے بطور مذاق کے یہ جواب ہوا ہو کہ جود و دہش
اگر علت اس خطاب کی ہے تو خداوند تعالیٰ جو ہر روز تمام جہان کو کھلا پلا رہا ہے تو کیا
اُس کے لئے آپ اس کلمہ کو بصیغہ تفضیل استعمال کیجیے گا۔

اسی طرح اس سے پہلے ایک مرتبہ

اُنھیں بزرگ کے مریدوں میں سے ایک صاحب یہ کلمہ زبان پر لائے کہ حضرت مخدوم علی احمد
صاحب رح قدس سرہ العزیز حضرت محبوب الٰہی قدس سرہ العزیز سے افضل ہیں۔

ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کہنا کس معنی کر ہے۔

جو حضرات اہلِ طریقت صاحب عرفان ہیں وہ تو ایسا کلمہ زبان پر لا نہیں سکتے اس لئے کہ
وہ حضرات تو ہر صورت اور شکل کو ذات کا ظہور سمجھ رہے ہیں اس حالت میں ایک لباس
میں ذات کو افضل کہنا اور دوسرے لباس میں اُسی ذات کو غیر افضل کہنا یہ کس طرح ہو سکتا
ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کہنے والا عارف نہیں۔ اگر کہنے والا عارف تو نہیں مگر اُس
کو تعلیم فنائیت کی حاصل ہے۔ اس صورت میں مخدوم صاحب رح اور محبوب الٰہی دونو
اپنے شیخ میں فنا ہو کر فریدالدین شکر گنج بنے ہوئے ہیں اس صورت میں ایک کو افضل اور
دوسرے کو غیر افضل کہنے کی گنجائش کہاں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کہنے والے کو تعلیم

فنائیت بھی حاصل نہیں نہ طریقت سے اُس کو کچھ مس ہے گو برائے نام کسی کا دامن پکڑ کر سلسلہ میں داخل ہو گیا ہو۔

اب رہی گفتگو اس امر کی کہ خدا کے نزدیک مرتبہ میں کون زیادہ ہے اس کا علم سوائے خدا کے کسی کو ہو نہیں سکتا۔ یہ امر کہنے والے کی قدرت سے خارج ہے۔

اب رہی گفتگو کمال کی۔ کمال دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک کمال ظاہری دوسرا کمال باطنی۔ کمال باطنی عبارت ہے تکمیل سلوک سے اس تکمیل میں دونوں حضرات مساوی ہیں اس لئے کہ بابا صاحب نے جس طرح مخدوم صاحب رح کو مراتب سلوک طے کرا کر مرتبہ کمال کو پہنچایا اور اپنا خلیفہ بنا کر خلافت نامہ سے اُس کی تصدیق فرمائی۔ اسی طرح محبوب الٰہی رح کو مراتب سلوک طے کرا کر مرتبہ کمال کو پہنچایا۔ اس صورت میں دونوں حضرات مساوی ایک کو دوسرے پر ترجیح اور فضیلت نہیں۔

رہا کمال ظاہری کہ وہ عبارت ہے تحصیل علوم درسیہ سے۔ محبوب الٰہی رح صرف نحو معانی بیان بدیع فقہ حدیث تفسیر اصول معقول منقول ریاضی اور جتنے فنون درسیہ ہیں سب سے فارغ التحصیل تھے بلکہ تصوف کی کتابیں خود بابا صاحب سے پڑھی تھیں اور آپ بہت بڑے عالم متبحر اور بجاتے مشہور تھے۔ اور مخدوم صاحب رح کو اگر علوم ظاہری کی تکمیل تھی تو دونوں حضرات برابر کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں۔

اور اگر مخدوم صاحب رح کو علوم ظاہری کی تکمیل نہ تھی تو اس اعتبار سے محبوب الٰہی رح کو ترجیح ہے۔

اب رہی گفتگو قومیت کی پس جس طرح محبوب الٰہی رح سید ہیں اسی طرح مخدوم صاحب رح سید ہیں اس معنی کر دونوں حضرات مساوی کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں۔

اب رہی گفتگو حسب نسب اور علاقہ جزئیہ کی تو مخدوم صاحب کو بابا صاحب سے کوئی علاقہ حسبی یا نسبی یعنی جزئیہ کا نہ تھا جیسے بیٹا بیٹی پوتا پوتی نواسا نواسی ہوتا ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ جو بابا صاحب رح کی ہمشیرہ تھیں اُن کو بھی سوائے قرابت آبائی کے بابا صاحب رح کے ساتھ کوئی علاقہ حسبی نسبی نہ تھا اور مخدوم صاحب رح کو علاقہ نسبی اپنے والد ماجد سے تھا اور نسب کے اعتبار سے بابا صاحب سے محض غیریت تھی پس اس نسبت میں دونوں حضرات مساوی کسی کو ایک دوسرے پر ترجیح نہیں

اب رہی گفتگو باعتبار مرید اور خلیفہ ہونے کے۔ پس جس طرح مخدوم صاحب رح بابا صاحب رح کے مرید اور خلیفہ ہیں اسی طرح محبوب الٰہی رح بابا صاحب

کے مرید اور خلیفہ ہیں پس اس اعتبار سے بھی دونوں حضرات مساوی کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں۔

اب رہی گفتگو سلوک اور جذب کی یہ مسلم ہے کہ سلوک کا مرتبہ جذب کے مرتبہ سے افضل ہے اس لئے کہ سالک سے مخلوق ہدایت پاتی رہتی ہے بخلاف مجذوب کے چنانچہ محبوب الٰہی رح سے ہزارہا مخلوق فیضیاب ہورہی ہے اور مجذوب سے ہدایت کا دروازہ بند ہوتا ہے۔ چنانچہ مخدوم صاحب سے بہ سبب غلبہ جذب اور کشش الی ذات القدس کے کوئی سلسلہ فیض رسانی کا ثابت نہیں اور جو حضرات مخدوم صاحب رح کی طرف نسبت کرکے اپنے آپ کو صابری کہتے ہیں یہ نسبت حقیقی نہیں چونکہ مخدوم صاحب ہر وقت حالت جذب میں ڈوبے رہتے تھے تو بابا صاحب کے ایما سے بابا صاحب کے خلیفہ حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رح قدس سرہ العزیز نے آپ کی طرف سے یہ سلسلہ جاری کیا۔ اصل میں یہ سلسلہ شمسیہ ہے چونکہ صابر صاحب رح کی طرف سے اس سلسلہ کا اجرا ہوا اس لئے بجائے شمسیہ کے صابریہ کہنے لگے۔ پس باعتبار ہدایت اور فیض رسانی کے محبوب الٰہی کو مخدوم صاحب رح پر ترجیح ہے۔

اب رہی گفتگو محب اور محبوب ہونے کی۔ یہ مشہور ہے کہ مخدوم صاحب رح عشق الٰہی میں ہر وقت ڈوبے رہتے تھے۔ نظارہ جمال الٰہی میں ایسے مستغرق تھے کہ اس عالم کی طرف ان کو اصلا توجہ نہ ہوتی تھی۔ اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح جو عالم متبحر اور عارف کامل اور روزانہ دربار رسول اللہ صلعم میں ان کو اختصاص حضوری کا حاصل تھا وہ اخبار الاخیار میں لکھتے ہیں کہ **نظام الدین یکے از محبوبان الٰہی است** اور زبان خلائق نقارۂ خدا۔ یہی وجہ ہے کہ ہر مخالف اور موافق آپ کو محبوب الٰہی کہتا ہے الغرض مخدوم صاحب رح عاشق الٰہی اور محب الٰہی اور سلطان المشائخ محبوب الٰہی۔ اور یہ ظاہر ہے کہ

(محب ہمیشہ رضاجوئی محبوب کا رہتا ہے)

اس صورت میں مخدوم صاحب رضاجو خدا کے ہوئے اور خدا رضاجو محبوب الٰہی کا۔ اس اعتبار سے محبوب الٰہی کو ترجیح ہے۔ سیر الاولیاء میں ہے کہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کو ذات سے سلطان المشائخ کا خطاب عطا ہوا ہے بس جس کو ذات کی طرف سے سلطان المشائخ کا خطاب عطا ہو بہ نسبت اور صاحبوں کے اُس کو ترجیح ہوگی۔

رسول اللہ صلعم کو شب معراج میں جو خرقہ عطا ہوا تھا ایک روز رسول اللہ صلعم

نے خلفاء میں سے ایک ایک سے دریافت کیا کہ یہ خرقہ اگر تم کو ملے تو تم کیا کروگے۔ ہر ایک نے اپنے اپنے خیال کے موافق علیحدہ علیحدہ جواب دیا۔ آخر کو مولا علی کرم اللہ وجہہ سے دریافت کیا کہ اگر تم کو یہ خرقہ ملے تو تم کیا کروگے۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں پردہ پوشی کروں گا اور خداوند تعالیٰ کا یہ حکم تھا کہ جو یہ جواب دے وہ مستحق اس خرقہ کا ہے چنانچہ وہ خرقہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیا گیا پھر وہ خرقہ درجہ بدرجہ منتقل ہوتے ہوئے حضرت خواجہ بزرگ تک پہنچا پھر خواجہ بزرگ سے قطب صاحب کو ملا۔ قطب صاحب سے بابا صاحب کو ملا۔ بابا صاحب نے محبوب الٰہی کو دیا محبوب الٰہی نے مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی کو تفویض کیا۔ مخدوم صاحب نے وصیت کی کہ اب اس خرقہ کا کوئی اہل معلوم نہیں ہوتا اس کو ہمارے ساتھ قبر میں دفن کردینا۔ چنانچہ موافق وصیت کے جب مخدوم صاحب کا انتقال ہوا تو وہ خرقہ مخدوم صاحب کے ساتھ قبر میں دفن کردیا گیا۔ مقصود اس بیان سے یہ ہے کہ بابا صاحب نے اپنے خلفاء میں سے سوائے محبوب الٰہی رح کے کسی کو خرقہ معراج کا اہل نہ پایا اور وہ خرقہ محبوب الٰہی کو عطا کیا اس معنی کر محبوب الٰہی کو بابا صاحب کے کل خلیفوں پر ترجیح ہے۔

صاحب سیر الاولیاء حضرت محبوب الٰہی کی خلافت اور سجادگی کے متعلق بزبان حضرت محبوب الٰہی یوں نقل کرتے ہیں کہ ایک روز بابا صاحب رح نے مجھ سے فرمایا کہ نظام الدین تمہیں دعا یاد ہے یا دایم الفضل علی بریہ الخ میں نے عرض کیا کہ یہ دعا مجھے یاد نہیں اس پر شیخ شیوخ العالم نے فرمایا کہ اس دعا کو یاد کرلو اور چند روز تک اس کی مداومت اور ہمیشگی کرو اگر ایسا کروگے تو میں تمہیں اپنا جانشین کروں گا اور خلافت کا معزز و ممتاز عہدہ تمہارے تفویض کروں گا چنانچہ ارشاد کے موافق میں نے وہ دعا یاد کرلی۔ کچھ دنوں کے بعد تیرھویں رمضان ۶۶۹ھ کو مجھے بلایا اور ارشاد کیا کہ نظام الدین جو کچھ میں نے کہا تھا یاد ہے میں نے عرض کیا کہ حضور یاد ہے فرمایا اچھا کاغذ اور قلم دوات لاؤ۔ جب کاغذ وغیرہ آگیا تو بابا صاحب نے عربی میں خلافت نامہ لکھا اور اوصاف حمیدہ کے بعد اخیر میں بصیغہ تفضیل لکھا وھو من اجل خلفائنا یعنی نظام الدین ہمارے کل خلفاء سے اجل اور افضل خلیفہ ہے جب شیخ خود اپنے قلم سے خلافت نامہ میں محبوب الٰہی کو کل خلیفوں سے اجل اور افضل لکھ رہا ہے تو اب آپ سے بڑھ کر کس کو فضیلت ہوسکتی ہے۔

اس کے بعد جب شیخ شیوخ العالم کے وصال کا زمانہ قریب ہوا تو حالت مرض

میں آپ حجرہ میں استراحت فرماتے تھے اور آپکے فرزند اور اصحاب حجرہ کے دروازے
پر بیٹھے ہوئے اس بارہ میں مشورہ کر رہے تھے کہ سجادہ نشینی اور مقام کی حضور سے
التماس کرنا چاہیئے اسی اثنا میں سیّد محمد کرمانی دہلی سے آئے باوجود منع کرنے کے
حجرہ کا دروازہ کھول کر وہ اندر چلے گئے اور حضرت کے قدموں پر سر رکھدیا۔ شیخ کبیر نے چشم
مبارک کھولی اور پوچھا سید کب آئے۔ عرض کیا ابھی حاضر ہوا حضور نے خود ہی محبوب الٰہی کا
حال دریافت کیا اُنھوں نے کہا حضور کو آداب اور پا بوسی عرض کی ہے اور تمام اوقات شیخ کی
یاد میں صرف کرتے ہیں۔ شیخ شیوخ العالم نے سلطان المشائخ کی دلی عقیدتمندی پر انتہا سے زیادہ خوشی
ظاہر کی اور چند کلمات لطف آمیز زبان مبارک پر جاری فرمائے۔ اُس کے بعد فرمایا کہ یہ جامہ (خرقہ
معراجی) اور مصلا اور عصا اُن کے حوالہ کر دینا۔ اُس کے بعد جب حضرت کا وصال ہوگیا اور
محبوب الٰہی کو خبر وصال کی پہنچی تو آپ دہلی سے اجودہن تشریف لائے اور مزار شریف پر حاضر ہوئے
بعد فاتحہ خوانی جب وہاں سے واپس آئے تو مولانا بدرالدین صاحب جن کے پاس وہ جامہ
اور مصلا اور عصا امانت رکھا تھا وہ لاکر محبوب الٰہی کی خدمت میں پہنچایا۔
یہ جامہ اور مصلا اور عصا جو وصال کے وقت باوجود غیر حاضری کے محبوب الٰہی کو عطا ہوا یہ دلیل
سجادگی اور جانشینی کی ہے جیسا کہ باباصاحب نے فرمایا تھا کہ میں تم کو اپنا جانشین کروں گا۔
اور یہ معلوم ہے کہ صاحب سجادہ اور جانشین قائم مقام شیخ کے اور بجائے شیخ کے ہوتا ہے
جب محبوب الٰہی قائم مقام شیخ اور بجائے شیخ کے ہوئے تو آپ کے سامنے کس کو فضیلت اور ترجیح ہو سکتی ہے
یہ تقریر تو ظاہر بینوں ناواقفوں فضیلت دینے والوں کے لئے ہے اور باطنی نظر
سے دیکھئے تو اصل حقیقت یہ ہے کہ مثل ذات اور حقیقت جامعہ کے باباصاحب کی دو شانیں ہیں
ایک شان جلالی دوسری شان جمالی۔ ایک شان مخدوم ہو کر اپنا جلال دکھلا رہی
ہے دوسری شان محبوب ہو کر اپنا جمال دکھلا رہی ہے۔ اس میں تفضیل اور غیر تفضیل کی بحث
کرنا محض جہالت اور نادانی ہے۔
اور سنئے کہ ہر سلسلہ کے جتنے اکابر ہیں واجب التعظیم ہیں گو جس سلسلہ میں آدمی ہوتا
ہے اُس سلسلہ کے بزرگوں کی عظمت اور محبت اُس کے دل میں بہ نسبت اوروں کے زیادہ ہوتی
ہے اور یہ ایک امر طبعی خداداد ہے اس کا شکر کرنا چاہیئے مگر اس غلو محبت میں خدانخواستہ کوئی
ایسا کلمہ زبان پر نہ آئے جس سے دوسرے خاندان کے بزرگوں کی توہین یا اُن کی شان کے
خلاف ہو۔ فقط

راقم

خیر اندیش بندہ عاصی دو سو تراسی

قطعہ تاریخ طبع رسالہ علم الکونین لرسول الثقلین از نتائج طبع محمد سعید فائق نظامی نیازی مؤلف رسالہ ہذا

علم رسول پر جو بہت اختلاف تھا
میں نے جو غور و فکر کیا منشاء نزاع
لکھا رسالہ میں نے پئے رفع اختلاف
تاریخ کی بھی فکر کر ہاتف نے یہ کہا
جا کر سُنو تو محفل قدس میں ہے یہ غل
۳۲۳

\+

بعض مقر تھے بعضوں کو انکار صاف تھا
لفظی نزاع کے غیر نہ پایا سوا شناع
قولِ رسول سے جو ملا مجھکو صاف صاف
علم رسول میں یہ تردد تجھے ہے کیا
جز غیب کے رسول کو ہے علم جزو کل
۱۵ ۹۵

۱۹۱۸ عیسوی

قطعہ

ہاتف نے دیکھ کر کے مجھے سرنگوں کہا
لکھ جو کہ میں نے محفل قدسی میں ہے سُنا
۳۳۲

\+

کیوں خوش اس قدر ترے فکر رسا کو ہی
دونوں جہاں کا علم حبیبِ خدا کو ہی
۱۰۰۴

۱۳۳۶ ہجری

قطعہ

ہوئی فائق کو جب تاریخ کی فکر
رسول اللہ کو ہے علم سارا
۸۶۵

\+

ندا ہاتف سے آئی آشکارا
ہے تائید الٰہی اس میں شک کیا
۴۷۱

۱۳۳۶ ہجری

تائید الاسلام
اظہار الحق
ہدایت الاسلام
علم الکونین
رسول الثقلین
کما یقول القائل
تبصرۃ المبتدی
حصہ اول و دوم
تحفۃ المسلمین
مع
تنبیہ المنکرین
تحقیق الحق
تحقیق الفائق
تحقیق البدعۃ
دافع الزائغ
کاشف الاسرار
محمد سعید
گلدستہ کتب مؤلفہ سید محمد فاروق واعظ سلطانی نظامی نیازی ساکن قصبہ ہسوہ ضلع فتحپور

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا

مصنفہ سید علی حیدر سابق اہلمد کلکٹری اورئی ضلع جالون متوطن
موضع علی پور بہیر السادات تحصیل کھاگا ضلع فتحپور نظم اتفاق موسومبہ

اتفاق العوام

حسب فرمائش جناب منشی سید گلزار حسین صاحب سرشتہ دار منصفی اورئی
و منشی سید منظور حسین صاحب نائب تحصیل کونچ و منشی سید ریاضت حسین صاحب محرر
بخشی صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ بہادر نہر بیتوا مقام اورئی ضلع جالون
باہتمام سید نظیر حسین پرنٹر و پبلشر

در مطبع صدیقی کچھوہ ضلع سیتاپور طبع شد

قیمت فی جلد ۳/ بلا محصول

عرض مؤلف

شیعہ کانفرنس بمقام لکھنؤ سے واپس ہوکر وطن جانے کا اتفاق ہوا برادران یک جدی جناب مولوی سید عماد الحسین صاحب و منشی سید لطافت حسین صاحب و منشی سید دبیر حسین صاحب و منشی سید علی جان صاحب و سید احمد حسین صاحب موذن و سید نقی علی صاحب و منشی سید رحمت حسین صاحب نمبردار و منشی سید صاحب علی صاحب و منشی سید اظہار حسین صاحب مکھیا و منشی سید حیدر حسین صاحب و منشی سید فیاض الحسن صاحب مکھیا وغیرہم روسائے موضع علی پور بہیر اسادات نے اپنا اپنا وقت بیش بہا ضایع فرماکر اس اتفاق کو بشوق سنا اور موافق مذاق وطن پاکر اسکے چھپنے کی فرمایش کی لہذا چھپواکر پیش کرتا ہوں دوسری نظم اعتقاد الایمان بھی سنائی گئی اگر اللہ نے چاہا تو وہ بھی چھپواکر پیش کی جائیگی

راقم اثم سید علی حیدر رحیل عابدی الزیدی الوسطی

اہلمد کلکٹری اورئی ضلع جالون

ہر کس بخیال خویش خبطے دارد

از فہم و مزاج خویش ربطے دارد

ایک دن مختلف اضلاع کے چند احباب ملازمت پیشہ باہم کہہ رہے تھے کہ بوجہ معافی و زمینداری پانے کے اکثر و بیشتر شرفا دیہات مین آباد ہوے تھے اب اون شرفا مین سے نوّے فیصدی تو قسم قسم کی مفسدہ پردازی و مقدمہ بازی سے جائدادین کھو کر محتاج ہو گئے باقی دس فیصدی چراغ سحری ہو رہے ہین اتفاق سے میرے پہونچنے کا اتفاق ہوا مین نے بھی اصل مدعا سے اتفاق کر کے کہا کہ اَلشَّرَافَۃُ لِاَھْلِ الْقُرٰی اسی لحاظ سے کہا گیا ہے مورثان اولوالعزم نے اپنے نسبی و ذاتی کمالات و علم و ہنر سے یہ اعزاز حاصل کیے تھے اب ہم لوگ اون اوصاف حمیدہ سے نابلد ہو گئے علم و اخلاق و انس و اتفاق کو چھوڑ کر بزرگون کی امارت و حکومت و شرافت و وقعت پر تبختر کر رہے ہین بعینہ پدرم سلطان بود مارا چہ۔ کا مصداق ہو رہا ہے۔ وقت و زمانہ کی نیرنگی و ہوا کا رخ نہین دیکھتے باہمی اُنس و ہمدردی مفقود کسب کمال نابود ہے علم و ادب سے نفرت لہو و لعب سے رغبت ہو گئی ہے۔ اتفاقاً ایک شعر موزون ہو گیا ؎

اُنس سے۔ انسان بنا ہے اُنس رکھنا چاہیے
اُنس رکھو گے جو آپس مین تو ہوگا اتفاق

اس کو سنکر خلوص دل سے ایک دوست نے کہا کہ نزاع زمینداری
و مقدمہ بازی کی بدانجامی و خود غرضی سے اورون کی نقصان رسانی
نظم کی جائے دوسرے صاحب نے فرمایا کہ تباین عقائد سے
غیرون کی بدخواہی و بداندیشی و نازیون کی مخالفت و نااتفاقی کا بھی
ذکر ہو تیسرے صاحب کا ارشاد ہوا کہ مسجد سے پہلے گھر کا چراغ جلتا ہے
اپنے گھر کی خبر لینی چاہیئے اکثر مرد اپنی عورتون کے مرید ہوتے ہین زن بڑی
عیب ہے گھر و کنبہ والون سے خصومت دائمی کی بنیاد ڈالتے ہین
اس کا بیان نسوانی لب و لہجہ مین ضرور تحریر ہو چنانچہ ہر شخص نے سچے
سچے واقعات سنائے جنکو مجھ نالایق نے اجمالاً نظم کر کے **اتفاق
العوام** کے نام سے موسوم کیا امید کہ اہل علم و اہل زبان بفحوائے
اُنْظُرْ اِلٰی مَا قَالَ وَلَا تَنْظُرْ اِلٰی مَنْ قَالَ نفس مطلب کو دیکھین
نقائص لفظی و بندش لامعنی سے چشم پوشی فرمائین حسب تحریک
منشی گنیشی لال صاحب انسپکٹر بٹوارہ و منشی رحیم اللہ صاحب ہیڈ
کنسٹیبل و منشی گلزار حسین صاحب منصرم منصفی چھپوا کر پیش کرتا ہون
چونکہ بچون مین گھر والون کے چال چلن کا پورا اثر پڑتا ہے اگر اس سے
والدین کو تنبیہ ہوا یا بچے پڑھکر خود سن رشد مین مستفید ہوئے تو ناظرین
رائے قائم کر سکین گے اوس وقت ممکن ہے کہ اعتقاد الایمان اختلاف الاسلام
اعمال الایام مفتاح الکلام وغیرہا کے حاضر کرنے کی جرات ہو۔

راقم عبدہ الذلیل السید علی حیدر رحیل عابدی الزیدی
الواسطی نسباً و علی پوری البھیروی موطناً مورخہ ۱۲م ستمبر
سنہ ۱۴ع مقام اوری

اتفاق العوام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اوفوا الکیل ولا تکونوا من المخسرین وزنوا بالقسطاس المستقیم ولا تبخسوا الناس اشیاءھم ولا تعثوا فی الارض مفسدین

کن چو گفتی ـ کرد گردون خود بغیر اتفاق
در موالید ثلثہ شد بدنیا اتفاق

در ازل وقت الست اصل ما آری بگفت
اینک زیادش نبار دین گل ما اتفاق

ذات و صفت شد بزی قدیم از وقت خلق
لطف علت در طبعہا کرد پید اتفاق

قطرۂ نیسان مجز صورت گوہر گرفت
کرد از آب خودش آن دُر بدریا اتفاق

چون بہ نظم ذکر پاکش بندگان می ایستند
المدد گویان کند خود عرش اعلی اتفاق

دیدن نادیدنی چون فطرتا آمد محال
از رسولان در رسالت کرد با ما اتفاق

شد چو فارغ رحمت عالم ز کار منصبی
نصب خلقش کرد و کرد از قرنہا اتفاق

مدتی زور بلاغش گشت امت براند
کشتی غرقی بی ناخدا ـ استاد بیجا اتفاق

کار دنیا شد بزیر زور و زور حاکمان
منتشر شد از غرض چون ریگ صحرا اتفاق

چارسوی شنوم آواز صدای اتحاد
پس ندیدم رہبران را در عملہا اتفاق

در نفاذ کار مثل چاکران اطرنوند
چون عمل کمی شود افتد بدریا اتفاق

دست خود زخمی نگر مرہم بزخم دیگران
کی تواند کرد این رہبر بدنیا اتفاق

چاپلوسی و خوشامد سند صدق و راستی
کے بود از چنین اشخاص احمق اتفاق

نیند مذہب وحشت دل راست معجون شفا
وحشی لامشرب کے کردید اتفاق

در عقائد پختہ باش و در تمدن باکبار
گلق مذہب خود کند با گبر و ترسا اتفاق

بین سندوالقربیٰ یتامیٰ ابدا زان ابن السبیل
آیت قرآن کہ آموزد شمار اتفاق

اہل دل کاسے کنند اہل دول در فکر عیش
کے برآید از چنین حیوان صحرا اتفاق

سر بسر شر در بشر بانس شد انسان شر
اے بشر با شر ترا باید نہ بیجا اتفاق

بین یک حرف ست از نقطہ شد شکل دگر
بین و شین اکنون ندارند آہ دو رو اتفاق

قبل ازین باہم گر یک بود حب اہلبیت
در غم مظلوم سے بود از تولا اتفاق

این زمان دریاد گار غم نزاع افتادہ است
ہمچنین و اینچنان شکست زیبا اتفاق

وقت اسلام از علوم اصلاح دین گو باشد
ایدر اصلاحش کنند اہل خبر با اتفاق

مصلحان ہر مصلحے کردہ اند باہم سکوت
فرق این گر دیبنی بینیک از یا اتفاق

آل احمد آل احمد دوستانند و دستان
فرق ہر یک بے خبر سے شور و غوغا اتفاق

از محمد باخبر اہل خبر بے چار امام
تا مقلد حکمران از فہم تنہا اتفاق

مصلح از نعمانیان باید کنون کامل برون
تا بہ اعمال سلف دارند برپا اتفاق

بعد یحییٰ ازرحل ابن نظم واثردون حاضر است
در سواران لنگ پا دارد بخود ہا اتفاق

عابدی الواسطی زیدی علی حیدر رحل
مو طنا ہست از علی پور ہیرا اتفاق

اتفاق

اوتفاق ایک اسم تھا ہمیں دیکھا اتفاق
داو سے ہیں ملگیا ہوتا ہے ایسا اتفاق

ملگیا جب داو اور آواز تے کی دو بہن
تب ہوا محبوب عالم دل سے پیارا اتفاق

اتفاق باہمی یک نعمت اللہ ہے
جز ہمارے رکھتے ہیں سب اہل دنیا اتفاق

کرتے ہیں ہم اسکو جب چشم باطن سے نگاہ
ہمکو دکھلاتے ہیں اپنا چاند و تارا اتفاق

اتفاق اقبال ہے دولت ہے اور سبکی یگنی
راحت و آسایش دنیا و عقبیٰ اتفاق

انبیا و اولیا رہ دین خود فرما گئے
الکرامت فی الجماعت کا ہے معنی اتفاق

انس سے انسان بنا ہے انس رکھنا چاہیے
انس جو رکھوگے آپس مین تو ہوگا اتفاق

خالق دنیا نے دنیا مین تمھین پیدا کیا
رکھو دنیا والون سے ای اہل دنیا اتفاق

منہ سے کہدیجیے کہ رکھو میل تم ہے ایک بات
اکثر اخبارون مین دیکھا ہمنے ایسا اتفاق

صاف لفظون مین ہدایت ہو گیا ایسا بات کہہ
یہ برا ہے اس سے منچا نا ہی اچھا اتفاق

مصلحون کا حکم ماننے سعادتمند لوگ
بدنصیب اگر مین تو یہ اولٹی سمجھ کا اتفاق

دل سے طاعت ہو خدا کی اور اطاعت شاہ کی
حکم ظل اللہ مانو آپ ہوگا اتفاق

مصلحانِ قوم سے یہ مخلصانہ عرض ہے
کچھ اصول ایسے لکھین جن پر ہو سبکا اتفاق

مجملاً لکھتا ہون مین اس بارہ مین کچھ مختصر
کوئی مانے یا نمانے اپنا اپنا اتفاق

ظلم و شر حرص و حسد کینہ خیانت ہین نفاق
ان صفت والون سے اور ایسے ہی بچنا اتفاق

عدل و خیرات و تواضع راستی تہذیب و خلق
ایسے اوصافِ حمیدہ سے ہی ہوتا اتفاق

نیک و پاکیزہ خیال اشخاص خود رکھتے ہین میل
خبث باطن خودغرض کیا سمجھین کیا اتفاق

دین و جان اولاد و عزت مال پانچون نعمتین
سبکو پیاری ہین ہر ایک انسے ہی رکھنا اتفاق

پانچون نعمت ہر کسی کی وسکو دے پیاری ہین
دوسرے کے نقصان پہونچاتے ہین تو ہو کیا اتفاق

جان و اولاد و عزت کے ہین دشمن خاص خاص
دین کے جھگڑون سے بچتے ہین سب کا اتفاق

کاروبار دنیوی مین سبکو ایکا چاہیے
غیر مذہب کے تنفر سے ہے ٹوٹتا اتفاق

نزاعِ مذہب

کوئی میل پوجتا ہے تمکو کیا تکلیف ہے
کیا کوئی نقصان پہونچا جس سے توڑا اتفاق

کوئی وہ کھاتا ہے تو کھانے دو تمکو کیون ہے رنج
تم نہ کھاؤ دل تمھارا اپنا اپنا اتفاق

یہ تماشہ خود بجانے دو تم اوٹھکو اوسکے پاس
وہ نہوگا تو نہوگا اوسی سے اوسکا اتفاق

کھانیوالو وہ نہ کھاؤگے تو کیا مرجاؤگے
یہ نہین ہے تو نہ کھاؤ دیکھو اونکا اتفاق

اوس کا کھانا رکن ایمان ہے تو ہاں کھائے جاؤ
یہ نہو تو یہ عمل ضد سے ہے کرنا اتفاق

دل دکھے جس کام سے اور دکھاؤ سکو چھوڑ دو
دیکھو سکھاتا ہے تمکو درس اذنہا اتفاق

عدل سے انصاف سے چھوٹے کہ تم تابع ہو
حاسد و خائن سے مت رکھو تم انکا اتفاق

نیکی اچھی ہے مگر بد کے لئے اچھی نہیں
نیکی سے اوسکو بدی پر اور ہوگا اتفاق

بد سے نیکی نیکو کے حق مین بدی ہے صاحبو
نیک و بد دونون کی بدخواہی ہے کیسا اتفاق

مت اطاعت بھی کسی کی اورونکو مجبور کر
وہ تمہارا نہ منینگے تو موجودہ مٹے گا اتفاق

تم کہو کے جبکہ وہ اچھا ہے اور اچھا نہیں
وہ کہینگے وہ ہے ایسا اوس سے ہی اتفاق

کوئی بد ہے تو تمھین کیا کیون اوسے کہتے ہو بد
بد ہے وہ۔ تو اپنے گھر مین جیسا تیسا اتفاق

کوئی حامی ہے کسی کا تو تجھے کیون رنج ہے
تو نہ بن حامی الگ رہ اوس سے اوسکا اتفاق

کوئی کہتا ہے کہ وہ بد ہے وہ بد ہے یا نہیں
بد ہے تو سچ کہا جس جس سب کا اتفاق

اور اگر وہ نیک ہے جسکو کہ وہ کہتا ہے بد
نیکو کی بدگوئیونکا دوزخ سے ہوگا اتفاق

نرمی و اخلاق سے اظہار مطلب چاہیے
شیشۂ دل چور ہونے سے نہو گا اتفاق

مت کسی کو چھیڑو چھیڑوگے تو پاؤگے جواب
تب بڑھیگا غم تمہارا اور گھٹے گا اتفاق

نزاع مال

مال و دولت کی طمع سے ہوتی ہے اکثر نزاع
اوروں کا نقصان کرنے سے ہے مٹتا اتفاق

لینے دینے مین صفائی سے ہے بڑھتا اتفاق
حیلہ سازی نادہندی سے ہے گھٹتا اتفاق

کوئی تمسے کچھ جو مانگے ہو۔ تو تم دیدو اوسے
بے طلب وہ پھیر دے تو سمجھو اوس کا اتفاق

اور اگر وہ کچھ نہ دے مانگو تو غرّاے کہ کیا
ایسے لوگون سے نہو گا بھائی اصلا اتفاق

اپنا پیسہ سیم و زر اور دونکا پیسہ خاک و دھول
خود غرض و بھی طبیعت سے ہے مٹتا اتفاق

ایک کو نقصان پہونچے دوسرے کو فائدہ
ایسی چالاکی بری ایسونکا جھوٹا اتفاق

نزاع ملازمت

تم جو منعم تم ہو حاکم تم ہو افسر تم بڑے
راستی بھی تم ہی مین ہو۔ خوب اچھا اتفاق

عہدہ کی عزت ہے اور اموال کی نخوت ہے لو
راستی کی اور دولت جس سے ہے حق کا اتفاق

کوئی انسان جھوٹ کہے یا سچ کہے یا جھوٹ لکھے　　بدگمانی مت کرو اس سے یہی منشا اتفاق

اوس سے پوچھو کیون کیا کیسے کہا کیونکر لکھا　　تمکو کیا علم اوس عمل سے اوسکو کیون تھا اتفاق

کہنے والا جو کہے تو جانچکر مانو اوسے　　کان کے کچے نہو بدگو کا کچا اتفاق

کان کا کچا جو ہو انصاف کر سکتا نہیں　　واقعات اصل سے اوسکو نہوگا اتفاق

جب گمان بد کسی پر ہو تو اوس سے پوچھو تو　　تحقیقین کرکے مٹا دوست خطرا اتفاق

صاف دل سے جب سنوگے جھوٹ و سچ کھل جائیگا　　دل بھرا ہوگا تمہارا تو نہوگا اتفاق

خود غرض عیارونکی باتو نپہ جسکا ہو عمل　　غیر ممکن ہے عدالت سے ہو اوسکا اتفاق

اہل شر قابو طلب سے جو ڈرے انصاف مین　　ایسے لوگون سے نہوگا نیکیون کا اتفاق

ماتحت تہذیب جسکی ہو دل و جان نثار　　ہے غضب اوس ہی کی ایذا سے ہو اوسکا اتفاق

شرم کی جا ہے اگر نیوالون سے جو نرم ہو　　چاپلوسی سے کرے خود اونسے ملنا اتفاق

سخت امر مشکل ہے جو افسر کا غصہ دلمو داب لین　　برسون تک نہ پھر ہو اونکے دیکھنے کا اتفاق

بار یابان صدارت مانگین کاغذ بار بار　　حکم ہو ہو جلد اوسکے بھیجنے کا اتفاق

ماتحت ملنگے جو کاغذ حکم ہو کل دیکھین　　کل بھی کل کی طرح ہو روز ایسا اتفاق

ماتحت مظلوم نالائق بنے غافل بنے　　حاکم بالا لکھے سستی سے اوسکا اتفاق

آخرش بدنام و رسوا ہو وہ بیکس بیقصور　　اوسکی بے عقلی و سستی پر ہو سبکا اتفاق

افسری لطف خدا ہے افسرونکو چاہیے　　رکھین ماتحتون سے یکسان رحم کا اتفاق

ماتحت لوگونکے کام انصاف سے دیکھا کرین　　جنبہ داری سے نہین ہو سکتا سچا اتفاق

پر ثمر شاخین ہمیشہ جھکتی ہین سو زمین　　تیرہ گو موتی ہے نیچا دیکھنے کا اتفاق

افسری کے غم مین ڈالین نہ دون با دل　　صاف دل اونسے نہین کرسکتے سچا اتفاق

بیٹھے مانا مانی جاتی ہے ہمیشہ اونکی ورلسے　　حاکم بالا بھی ہے اون ہی سے کرتا اتفاق

پر کبھی جب دیکھتے ہین آنکھون سے حکام خود　　تب تو کھلجاتا ہے سازش کا انوکھا اتفاق

ساتھ شر اہل قوت جسکو کہدین نیک ہے　　نیک کہلانے لگے اوس پر ہو سب کا اتفاق

دل سے جو پیار دیتو جو کچھ کہ دے بحسب ہو
جسکی قوت ہی ہو حامی ہو ساتھی ہو
حشمت لائق سمجھا جائے جو انکو کی طرح
عدونکی تقصیرین اونکے کام بجاے نکلین
چارون جانب پڑین جھاڑین ورس مظلوم
بزدلی دب کے بھی ہو جائین اونہی مطیع
آخرش نقصان او ٹھا دیگی ہین پڑے
ایسی میں افسوس کون کرتا ہے گریز
حاکمون پر کے افسانے جاتے ہین مگر
کچھ پوچھا جائے تو کہدین کہ دیکھو قاعدہ
کام بتلانا جو منصب ہے تو اوس سے محترز
سہو معمولی کو دکھلاتے ہین سنگین واہم
کچھ بنا ہین و لکھین کام اونکا بالکل ہی غلط
جن سے خوش ہین کم مین ادنی ہو گو جس قدر
مستحق کا حق مٹا کر انہون کو ترجیح دین
شیر بکری ایک جا پانی پئین جس عہد مین
سچ کہو تو کٹ سے جو ہان ہان کرو تو اچھے ہو
سرکلر قانون چھوڑ دو تو مارو خوب کھاؤ
اور اگر حق ہی پسند تو سچ کہو کہتے بھی جاؤ
راستی قائم رہے گو نوکری جاتی رہے
ہے امر یل اس دق باتونکے حق مین پالیسی
خشک کرتی ہے امر یل اپنے پیڑ دنکی جڑین

ویسی ہی پالیسی کرے تو ہو وہ ویسا اتفاق
اوسکو کون اچھا لکھے اوس سے ہو سکا اتفاق
کتنے ہی ہون وصاف کام اوس سے ہو گا اتفاق
کشمکش مین ہو نہ اوس سے پھر کسی کا اتفاق
ہو خویشون سفلون [illegible] اتفاق
الاقارب کالعقارب سے ہو اونکا اتفاق
کون مظلوم اوسکے ظالم سے ہے جسکا اتفاق
اونکی مرضی سے رہا کرتا ہے سب کا اتفاق
سختی بیجا سے مجبور آپ ہے مٹنا اتفاق
قاعدہ پر ہو عمل تو ہو نہ اون کا اتفاق
نکتہ چینی داب بیجا سے ہی ہو را اتفاق
جن غریبون کو نہیں ہوتے اونکی اتفاق
یہ نہ لکھین کہ غلط ہے ایسا اندھا اتفاق
لکھتے وقت اچھا انہین ہوتے ہی اونکا اتفاق
احتفاظا ما یہ [illegible] سے ہو اون کا اتفاق
افسرون کو ماتحت سے ہو نہ اصلا اتفاق
اچھا بنا چاہو تو چاہو تم اون کا اتفاق
افسرونکو رکھو راضی سب سے ہو گا اتفاق
بول بالا سچ کا ہو گا سچ سے حق کا اتفاق
پالسی سے بچکے رکھو سب سے سچا اتفاق
چند روزہ خوشنمائی سے ہے اسکا اتفاق
آخرش خشکی سے جو دیتی ہے اونکا اتفاق

چھوٹے کیا انسے بڑے بھی ہین فدا پاسی	پاسی مجھکو ہوگا تجھسے بیجا اتفاق
صاف دل اسکو کہینگے صلح کی یہ نظم ہے	خود غرض بزدل کہینگے غیر سے اسکا اتفاق
جسکی جیسی ہوگی طینت ویسی ہی سمجھیگا وہ	نیک و بد دل سے او جکی سمجھ کا اتفاق

نزاع باہمی

بھائی بندونکی خوشی مین رنج مین ہو شریک	ساری دنیا مین کیا باہمی پورا اتفاق
آو ہم ہمجنس ہو کر بھائیون کو چھوڑ دین	داد دینا غیر لوگون سے ہوا اپنا اتفاق
رنج ذاتی سے کرین اورونکی ہم بدنامیان	خادمون کا شکوہ کرتے ہو جھوٹا اتفاق
مفسدہ ہی پیروی مروان و بوسفیان کی	امت احمد کو محبوب اور پیارا اتفاق
نیک باطن جانتے ہین سبکو اچھا آدمی	حسن ظن مومن کا ہو مومن پر اچھا اتفاق
دل کے آئینہ مین شکل نیک و بد کو دیکھلو	بد سے بچکر نیکون سے رکھو تم اپنا اتفاق
اپنی رنجش سے کسی کی رائے کو بد مت کہو	معنی انصاف سے اسپر ہے بیجا اتفاق
اپنی خود رائی سے تم سنتے نہین ہو ورکی	اس ہی پر ہے آپکو دعوائے زیبا اتفاق
کہتے پھرتے ہو کہ وہ بد ہین نہین کچھو ہمین درد	اپنی ہمدردی دکھا کر دو ویسا اتفاق
اپنے مین جو عیب دیکھو پہلے اوسکو چھوڑ دو	تب عیوب اورونکے دکھلاو تو ہوگا اتفاق
کہدیا خالد نے حامد سے کہ شاہد ہے برا	سننے والے کہہ چلے شاہد نے توڑا اتفاق
کوئی یہ کہتا نہین شاہد برا کیسے ہوا	کیا برائی اوسنے کی کیسے مٹایا اتفاق
شور ہے جا بجا ہو بعضون مین کہ ایسا ہے سنا	کوئی تحقیقات بھی کرتا نہین یا اتفاق
چھوٹے خادم عاجزانہ گڑگڑاتے ہی رہین	مفسدونکی کان پھونکی بات گویا اتفاق
کچھ نہین چلتی کلیلہ کی وہ ہو دمنہ کا زور	شنزبہ سے رکھے آقا بار الٹا اتفاق
زید نے ماجد کو چھیڑا اسرادنا رو بکر کا	واہ ری ہمدردی انصاف و یکا اتفاق
لکھا ہی انحق لکھلو ابعد ازان لا یغلی بھجی	لے خدا اس کا اثر دکھلا دے ہوتا اتفاق
سینے اکثر بھائیون سے یہ سنا ہے بارہا	مفسدہ ہے گا ان والونکو ہی رہتا اتفاق

ہر کسی صاحب نے انکی بھی نہین تفتیش کی
کس جگہ کس گھر مین کس نے ہے دیا اتفاق

لگ گئی ہو آگ بھاگو بھاگو کا یک شور ہے
یہ نہین کھلتا کہان ہے کیا ہے اودسکا اتفاق

لوگ کہتے ہین کہ مہلک ہے مرض جاتا ہے
پر دوا کوئی نہین بتلاتا ہے کیا اتفاق

آخرش ایسا زمانہ اچھے دن آنیکو ہین
الغرض غیبی کا حکم آیا کہ ہوگا اتفاق

رہبر کامل اوسے تقدیر بھی مژدہ باد
اونکا کہنا مانتا ہے دل سے پہلا اتفاق

لگنے درد دل کو دیکھو ہین بے ہمدردی کرو
صدق دل سے حکم مانو تا ہو پیدا اتفاق

ہان جو کچھ دل مین تمہارے آئے سو وہ کہو
ہیکے سب تم ملکے اب کردو مہیا اتفاق

عاملون کو جیسا تسخیر مشکل کام ہے
جھیل جائے جو یہ منزل اوسنے سمجھا اتفاق

چارون جانب سے شیاطین اونکو گھیرے ہوئے ہین
وہ حصار جبر مین ثابت کہ ہوگا اتفاق

بیخبر نیک اور سے ہوتی ہے ہر بیگانگی ذہن
ہمت مردان مدد گار اونکا . اونکا اتفاق

نزاع ملکیت

عرض کرتا ہی صفائے قلب سے عاجز جلیل
سننے والے ہین تو ہین آخر کو ہوگا اتفاق

لکھنے والا جو لکھے دیکھین کہ کیا لکھتا ہے وہ
یہ نہ سمجھا مین بدلحاظی سے ہوسکا اتفاق

لطف سے دیکھینگے تو سمجھینگے سچ سچا
اختلافی رائے سے ہرگز نہ ہوگا اتفاق

ذن زمین زر کی نزاعین ہین تو مسلم ہو چکین
مین لکھون تو کیون کہا جائیگا بیجا اتفاق

جائداد مشترک ہر گاؤن مین مخصوص ہو
اوسکی الفت ہوا آپس مین پیدا اتفاق

جائداد ایسی کہ جسکا بدن کیلئے کافی نہین
سال بھر مین پوتے تین آنہ کا ملنا اتفاق

کوئی پورے کھیت کا مالک نہین ہوگا کہین
جس کے بیدخلی اضافہ کا بھی ہوتا اتفاق

سب سمجھ کی حد ہوا مالک اصل مین بعض ہی کے
اوس سے لینا کوہ کندن ہے یہ ہے پڑا اتفاق

ملکیت نقطے کے مانند بس مختصر ہے فقط
اوسکو تم چاہو کہ دیکھین یہ ہوگا اتفاق

کوئی گھر اپنا بنانا چاہے تو وہ روکا جائے
واہ ری غیرت کہ بھائی سے ہو پیدا اتفاق

کوئی اگر چاہے کہ باغیچہ بنائے شوق سے
رخنہ اندازی مین ہو فی الفور اونکا اتفاق

اس زمین کی جا بجا ہین جو پھیلے ہوے وہ آگئے
منتشر قبضہ کو یکجا کوئی کہہ سکتا نہین
مشترک چیزون کو باہم بانٹ لو ہم الگو
بٹنے سے ہی جو بہتر ہو تو تبدیل و بدل
باہمی تقسیم و تبدیلی اگر دشوار ہو
جائداد مشترک سے ہے شر و فساد
غصب سنکر تو غضب کا غیظ آتا ہے تجھین
غصب دیگر ہو موجب طعن اپنا غصب اچھا بھلا
ظاہری کوشش تو ہی یکی بھلائی کیلیے
ہر کسی کی عیب بینی آپکا اخلاق ہے
جانب پستی ہوا کی جسکی طبع واژگون
بھا بیٹھینگے جو مصائب دیکھتے ہین خوش
چاہتے ہین وہ کہ کوئی مطمئن ہونے نپائے
جائداد و رہی قوت ہین جو خوشحال لوگ
ایسے بیکار ہونے کیا ہوگی بھلائی اور دونکی
دام تزویر ار دگر دارد بہ پیش دیگران
نوکری پیشہ تمھارا علم میراث آپکی
در غضب اب علم سے بے بہرہ ہو جاو تمھین
سیکڑون بچے نہین پڑھ سکتے ہین افلاس سے
جیونکے بچے پڑھینگے ہوگا خوش رب قدیر
سیکڑون کھوتے ہو لہو و لعب مین بیغایہ
چھوٹے بچون کیلیے پڑھنے کا سامان کیجئے

اونکو کیا اسلوم کیا ہوتا ہو کیسا اتفاق
افتراق حصہ سے مشکل ہو ہوا اتفاق
ترک شرکت چھوڑ دو دیکھو بھر اپنا اتفاق
موقع کے یک چیز کو کیا کہنا ہی بڑا اتفاق
وقف کر دو بیچ کے سب جس سے ہو پیدا اتفاق
سب زمین دالو کو دیکھو کیسا پایا اتفاق
غصب خود سے کر گیا کیا کوئی خوش اتفاق
مرحبا شاباش اس ہی سے تو ہوگا اتفاق
ہر دلی خواہش کہ چھوٹے سب کے پیدا اتفاق
آپ بے عیب آپکا فرمانا کہنا اتفاق
غیر ممکن ہو ترقی سے ہو اوسکا اتفاق
جنت اونکا بھاہوں کیا کریگا اتفاق
از غرض محتاج ہون چاہتے ہو کا اتفاق
رنجش اون سے دل نہین کرتا گوارا اتفاق
جنکی آنکھوں نے نہین دکھلائی دیتا اتفاق
بجا ملبوسان کی فہمند اور اتفاق
اس ہی کے رکھتے ہے ابجد دوا اتفاق
نوکری دلوانے مین تمسے ہوگا اتفاق
مدرسہ کھلوا دو تو سمجھین تمھارا اتفاق
مفلسی سے پبا ہم آپ ہوگا اتفاق
چندہ دو اسکول کو دکھلا دو یہ اتفاق
فرخ لباں سے ہو جائیگا اچھا اتفاق

جتنا تم سے ہو سکے یکجا کرو اے بھائیو
تب مدد فرمائینگے جنکا ہو اعلی اتفاق

بنائے عمر اگر کوئی تمہارا بھائی ہو
چندہ دیکر ساتھ دو ہے یہ سراپا اتفاق

چندہ دیکر دو مشتہر آپس مین نا معلوم ہو
گر نہ کہئے کیا دیا کسنے ہے کتنا اتفاق

فرد چندہ دیکھکر غبطہ کرینگے مومنین
تنگدل بھی نیکی دکھلائینگے اپنا اتفاق

قرض قومی ہے یہ چندہ آپ بھی ہین کچھ سمجھ
تب تو سمجھا جائے سمجھے آپ اچھا اتفاق

چندہ ہی دیست تمہاری اور نہ چھا جائیگی
پیش و پس مین ڈالیگا اونکو تمہارا اتفاق

آپکے اسلاف کو مجبوس رنج و غم سے ہے
علم سے رکھتے رہے تب بھی وہ یون اتفاق

اب تو آزادی ہے جان و مال کا خطرہ نہین
کیون ترقی سے نہین کرتے گوارا اتفاق

صنعت و حرفت تجارت جو کرتے تھے گدا
اب وہ پر ہنر کر کے دکھلاتے ہین اپنا اتفاق

تم بھی اونکے پیشہ مین حصہ لو جیسا وقت ہے
نفرت سے ہنر کی پیشہ شرم سے کیا اتفاق

نتیجہ نا اتفاقی

ایک بستی بندو کی ایسی کچھ غارت ہوئی
ملک بیچے جھگڑو سے اونمین نہ ہین تھا اتفاق

فوجداری مال دیوانی لڑے دل کھولکر
مالگزاری داری دیوانی سے رکھا اتفاق

نقد و پونجی گھر کی رکھدی ملکیت کے داؤن پر
رفتہ رفتہ مٹ گئے اون مین نہین تھا اتفاق

سر پہ ٹوپی رہگئی باقی نہ جوتہ پاؤن مین
گھر بھی بے پردہ ہوا تب سمجھے کیا تھا اتفاق

ایک چپراسی عزیز آیا جو رخصت لیکے گھر
اپنے بھائی بندونکو دیکھا کہ چھوڑا اتفاق

اونکی حالت دیکھکر بیٹھا وہ ڈاڑھین مار کر
المدد کہکر پکارا اے خدایا اتفاق

روتا تھا بیچارہ غمگین رات و دن کہتا ہوا
اتفاقا اتفاقا اتفاقا اتفاق

اون عزیزون مین وہ چپراسی تھا گویا ملا
اوس کے کہنے پر عمل کرتے تھے سب با اتفاق

اوسکے گھر پر مرد و عورت جب اکٹھا ہو گئے
تب کہا اوسنے کہ کیون چھوڑا تھا یکجا اتفاق

جائداد بک گئین گھر مین نہین پردہ رہا
فاقہ پر فاقہ مین ہوتے جب سے چھوڑا اتفاق

اب بھی سوچکو ملکر تو سنبھل جاؤ ابھی
لو یہ اب جھگڑا ہوا کیسر سب مین آیا اتفاق

بولا چپراسی چلو دادا کی مسجد میں سبھی
صاف کر دو تم تو دیں سمجھوں تمہارا اتفاق

سب گئے مسجد میں راتوں رات کنجیں کر دیا
دو بجے تھک کر جو سوئے تب کھلا اتفاق

جا کے اک لڑکے کو بھیجو نوکری کے واسطے
کھانا چپراسی کے ذمہ ہوگا ہوتا اتفاق

وہ گیا باہر تو نوکر ہو گیا۔ تب دو سگے
دونوں نے دونوں کو بلوایا بھایا اتفاق

جا کے نوکر ہو گئے دونوں تو چار اور آ گئے
چاروں کو چاروں نے رکھا ایسا بھایا اتفاق

چاروں جب نوکر ہوئے تو آٹھ لڑکے پھر گئے
آٹھوں نے آٹھوں کو ٹھہرایا جو دیکھا اتفاق

آٹھوں نوکر ہو گئے تو سولہ لڑکے آئے اور
ایک یک بانٹے پڑے جب ہی سمجھا اتفاق

دوسرے دن سب گئے سب نوکر ہوئے بوس میں جب
تب تو بتیس اور آئے ایسا چمکا اتفاق

شان حق بتیس بھی نوکر ہوئے اوس شہر میں
آخرش بستی میں گھر گھر رنگ لایا اتفاق

متفق ہو کر سبھوں نے لڑکوں کو پڑھوا دیا
اونچی اونچی نوکری نے تب دکھایا اتفاق

کوئی نوکر کوئی تاجر کوئی صناعی میں فرد
تب تو سب کھانے لگے اور یوں سمجھا اتفاق

جائدادیں ملکیں سادات پھر مالک ہوئے
اب نہیں باقی نفاق و نہیں وہ کم اتفاق

ایک سید دوسرے کو فائدہ پہنچاتا ہے
لی بیان رکھتی ہیں سب آپس میں اتفاق

مدرسہ جاری کیا ہو گیا دن میں سادات نے
بچوں میں درجہ تک پڑھانی کا ہے ہوا اتفاق

عاقلہ اولادیں اون کو سمجھ اچھی ملی
دین کے کاموں سے مدد ملتا ہے اونکا اتفاق

جائداد شوہری کو لکھ دیا نام حسین
کوئی وارث ہی نہ تھا اس کے بڑا یا اتفاق

جائداد کمبخت نے مرنے پہ چھوڑے دس ہزار
ہیرا پھیر نے اوڑایا اوس کا اندھا اتفاق

خانگی جھگڑے ہوا کرتے ہیں اب آپس میں جے
مصلحوں کے فیصلے پر ہے سبھوں کا اتفاق

گھر گرہستی میں جو چیزیں خرچ ہوتی ہیں وہ سب
بیچتے ہیں کم پڑھے بھائی ہے ایسا اتفاق

نفع تھوڑا لیتے ہیں بانٹے میں قیمت نقد جلد
شادیوں کی چیزیں لاتھیں ہے اونکا اتفاق

ہیرا غیر کھلاتے تھے پوری کمائی سال کی
گھر گھر لانے میں ہے اب لٹنے کا ہوتا اتفاق

تیرا سو کا کپڑا ایک دن میں بکا تھا پار سال
سات سو کی اور چیزوں کا ہو تھا اتفاق

لڑکیان بیٹھے او پکا نہین بہت ہی تو ہین
عمل سے ہین بہو جب کہ سبھی اتفاق

مان بھی خالہ کی خصمت سے اونہین نفرت سی
دادی کی نہ ترابے جلن سے دو اب اونکا اتفاق

بیاہ جاتی ہین جہان زینت سے مان بہاتی ہین
طعنہ دینے نسبت کو گھر و بنا ہے اونکا اتفاق

زن مریدی

دیکھتے ہین جو عورتونکی باہر گمراہ ہین
سنتے جو بنتا ہو وہ لیے اور جگت اتفاق

خلق و تہذیب الخانہ کی دکھائی ہو اثر
اب سمجھ گیا خود صاحب خانہ نسبت کرتا اتفاق

بچون کو مان باپ کے اطوار بھاتے ہین پسند
اون ہی کے اطوار سے ہوتا ہے اونکا اتفاق

اسلئے اون کے اخلاق اچھے ہونا چاہیئے
خود سمجھ کے چھوڑین تو ہو جائے اچھا اتفاق

چاہتا تھا مین مفصل لکھون اسکی داستان
مفت ہے اب تیر غصہ گو سبب کتنا اتفاق

پہ ندی ہاتف غیبی نے مجھکو یک بیک
ناس خدا کی زبان مین لکھو رجیلا اتفاق

حاسد کے قصے مین ویسا ہی مین نے لکھ دیا
عورتون کا ہوتا ہے آپس مین جیسا اتفاق

خوش ہو نگے اہل علم اس طرز سے لیکن یہ طرز
غالباً سکی بیگمات کو اچھا اتفاق

لڑکیان پڑھکر سمجھینگی خوب ہی اچھا لکھا
منہ پھلو اگر کچھ کہینگی اب اپنا اتفاق

بی بیو لکھتا ہون مین اب ایک سچا واقعہ
جی لگا کر تم جو سن لوگی تو ہوگا اتفاق

بیٹی کی حاسدہ بی بی یہ بد گوئی تھین
ایسے گھر مین آ پڑی جسمین ہو ایکا اتفاق

کیا کرون تقدیر پھوٹی ڈپٹی کی بیوی بنی
سنگنی آئی تھی تو دادا نے کیا تھا اتفاق

جب سے آئی ہون کبھی کچھ کیا ہی نہین
گلگلے سے نہ آیا رب نے کا اتفاق

کرتے ہین دلبر ہین باپ مانگے ہر دم آوہ
نیند بھر سونیکا مجھکو کب ہے پڑتا اتفاق

ساس جھنجھن ہی بکا کرتی ہے ہر دم اول فول
مر نہین جاتی نگوڑی جلے گھر کا اتفاق

کپڑے جو منوا دئے مجھکو نہین کوئی پسند
نوج بہنون میرے دشمن کو ہو ایسا اتفاق

جیٹھ دیور گھر مین بیٹھے تکتے ہین بی بی کا منہ
کلیج جلاتے رکھتے ہین بھتیجا سا اتفاق

ساس کے دانے جٹھانی کا بھی چلتا ہے چلاؤ
دیورونکی چھوٹی مان بنتے دکھایا اتفاق

چھوٹی دیورانی جٹھانی کی بنی لونڈی کنیز
رات دن اونکی اطاعت سے ہو اونکا اتفاق

ایک پلہ سال مین جنتی ہو کتنیا نامراد
دو برس مین ہوتا ہی مجھکو تو ایسا اتفاق

رات بھر رہتا ہی جی مین آتا ہی دیدون افیم
ساس نگچی کا ہی ڈر جسکا ہی چلتا اتفاق

الفت اپنی مجھی کا ہو گیا بالکل مطیع
میری کچھ سنتا نہین اوس سے ہی پورا اتفاق

لڑکیان ٹہرکے مجھی سے میل رکھتی ہین مدام
مجھسے سب بچے ہین لڑتے اونسے اونکا اتفاق

مانگ سونی جان دیتی ہی مجھی بھی بیچنیر
ہو گیا ہی بچون سے اور اوس سے پورا اتفاق

ایک نند ابھو نکر چوری سے عظمت کھا گیا
مار کر سب نے کہا چوری سے تیرا اتفاق

ایک پیسہ نمک نہین دیتے مجھے عظمت کے باپ
گیہون چاول سے ہی گو ڈھکا بکا تو اتفاق

کلیجہ جیب کا بھی ہو گیا کس سے کہون
چھمدے رہتے ہین وہ ساتھی کا کچا اتفاق

نند کو بھتیون نے بیاہا مولوی سمیع دکو
وہ بکا کرتی ہی ہر دم رکھو ہو جا اتفاق

گھر کے کیا ہو جاتے ہین سب کنبہ والے کر بیان
میری کچھ چلتی نہین گو ڈرے اونکا اتفاق

پاؤ بھر حلوہ پکا کر سبکو کھاتی ہون مین
دوپہر تک پھر نہین کھانے سے ہوتا اتفاق

اونکے ماموں کے نواسے باپ کے سانجھے آئے تھی
پاؤ بھر کھچڑی پکانے کا ہوا تھا اتفاق

کھا گئے تینون نہ چھوڑا ایک سب نے خالہ جان
ایسے ٹیٹون سے کرے کون ایسا تیسا اتفاق

الفت سو تیلے بھائی سے بہت رکھتا ہی میل
سنکیا قدرت کو دیدونگی جو دیکھا اتفاق

قدرتا کے چارون بچے مجھسے اینٹھے رہتے ہین
غیر ونکی بات پہ خوش ہین اونسے اونکا اتفاق

چار ونکے کھانیکو نے آتی تھی آٹھ سات سیر
بیس دن کے بعد پھر مانگا یہ کیسا اتفاق

مجلسو نمین بی بیان روتی ہین نہ تکتی ہین
عمر دی کیا اونسے رونے ہو جسکا اتفاق

پیر بخش کے ٹونان پڑھ کے نوکر ہو گئے
دیکھوں میرے لاڈون کو کب ہو ایسا اتفاق

دادا تھے شاہ حسن پر دادا تھے اکرم علی
اونے نام اکرم علی کا رکھ کے توڑا اتفاق

دس بجے تک نہین قصبانہ سے ٹلی اوٹھی
نسترن جا دیکھ تو آ پڑ گیا کیا اتفاق

اتنے مین نائن پکاری کھو لو گرداتی ہو تمہین
حاضری کے بخش لانیکا ہی پہلا اتفاق

بس بخش آگرہ دے گتیں ہونا چاہئے
پورے ہو جائین تو لیلینے سے دہر کا اتفاق

دادا کا تھوا غلام ایران مین جاکر بسا
ابتک اوسکے حصے پے پڑ رہا سبکا اتفاق

ماجدہ گھر مین دادی بنکے گوا ہوئی ہے
بانٹنے مین کاٹ چھانٹ اوسکی بگڑا اتفاق

مین نلونگی روٹیونکو پھینکدی بلوں کی جو
ماجدہ سے کہنا دیکھونگی مین تیرا اتفاق

ہے الفت کی رجا جب بیاہ مے بھائی ہے
بکا سب مرجھائے مجھکو یہ نہ بھایا اتفاق

پلنگ بیسی اور دس جوڑے ہے تھی بیاہ مین
گوٹہ پٹھا بھی مٹی کا تھا وقت کا تھا اتفاق

سونے چاندی کے جو زیور مین وہ کچھ ملتے نہین
پورے برتن بھی لے تقدیر سے تھا اتفاق

اپنی بیٹی کو دیا بتلاؤ خالہ مجھکو کیا
وہ بھی کہتے ہین کہ سمدھی نے دکھایا اتفاق

پوچھنے والوں سے کہتے ہین جہیز اچھا دیا
کیا کیا منصف نے دنیا مین انوکھا اتفاق

کہنے کو منصف ہین وہ بس بیٹیون یک بیٹی تھی
پورا گاؤں اونکا ہے آدھا بٹ رہا اتفاق

جب سے آئی بہو ملتی ہے سب سے یہ چچیا
میا بابا کا جو ہارون نے سکھایا اتفاق

خالہ سچ کہتی ہون وہ کھاتی ہے دنمین چار بار
بھاگتے منہ باپ بیٹی کا کہ بھڑوا اتفاق

خوش ہے چچیا ساس بھی بیچ مین اسکے غلام
گویا کہتی ہین یہی ایسا ہے سبکا اتفاق

نند و دیور کو ملاکر ہو گئی ہے اماں جان
گر گئی ہے کنبہ کے کنبہ سے گتیا اتفاق

الفتا کو بی بی نے کھلوادیا الو کا گوشت
اوسکی سب باتون سے ہو جاتا ہے سکا اتفاق

کان مین بھس سے جو کہدیتی ہے بی بی کل ہنسی
بخت گاڑا اوس سے کر لیتا ہے پورا اتفاق

سوتے ہوتے سنی۔ کوئی بھیاؤ کی بھی بات
سیلہا کہتی ہین تمکو ہے چھٹیا اتفاق

چھوٹی اماں آنکی بھاوج نند سے کہتی تھین
صبح منہ دیکھا ہے دیور کا پڑے گیا اتفاق

آپکی پیاری بہو کہتی تھین چچیا ساس سے
کان کا کچا سسر ہے کیسے ہوگا اتفاق

آج نائن کو بلایا تھا نہ آئی وہ شریر
اوسکو تم ڈانٹو نہو آیندہ ایسا اتفاق

موت آجائے مجھے ازغیب سے مرجاؤں مین
ساس دیورانی سے اب خالہ نہوگا اتفاق

مرشدہ کی گفتگو

مرشدہ بولین کہ مت رو خدا کو سونپ دو ۔ مرچکا ہو ایسے ہی مجھپر بھی بیٹا اتفاق
جب وہ جیتے تھے تو سب بیٹے تھی اونکے خادم عام ۔ کانپتی تھی کل رعایا تھا کچھ ایسا اتفاق
مرگئے وہ جب سے میری کوئی سنتا ہی نہین ۔ مرد وا ماردون سے ۔ رکھتی ہو رعایا اتفاق
مین تو بیوہ ہو گئی وہ ہے سہاگن کل جو تھی ۔ مجھسے اور اوس سے ہو کیسے موئی کا اتفاق
گاج ماری بنکے بیٹھی ہے وہ میرے سامنے ۔ یا خدا رنڈ سالہ پہنے ہو کچھ ایسا اتفاق
کپڑا بسی ۔ کانی نگوڑی کالی کی جیسی بسی ۔ زیور و کپڑے سے اترانے مین اوسکا اتفاق
میرے بچے کرتے ہین بابا کو جب جھک کر سلام ۔ بابا رو دیتا ہے بھائی کو ۔ یہ جھوٹا اتفاق
خلق کے دکھلانیکو کرتے ہین وہ بچونکو پیار ۔ اپنے بچے سمجھین وہ ۔ کب ہوگا ایسا اتفاق
دادا کے باغونکے پھل لیتے تھے سب جا حفظ کے آپ ۔ جب سے آئی کب ہوا ہم بانٹنے کا اتفاق
گاج ملا جب سے انگلش لیکے آیا ہے یہان ۔ لڑکونکو باغین دکھا کر خود مٹایا اتفاق
چھوٹا لڑکا منہ کہتا ہے دادا کے ہین باغ ۔ اونکے سب پوتونکو ملنا ہے سراپا اتفاق
منہ کمبخت چھوٹے دل کا کچھ ڈرنا بھی ہے ۔ بھائی بندون سے ہمیشہ ہے وہ رکھنا اتفاق
حافظ و واعظ ہمیشہ سے ہین پیروبا کے ۔ مارنے مرنے پہ آمادہ ہین ۔ کیسا اتفاق
دونون جو دھا ہین مٹی کے زور مچھ رنڈیا کے پوت ۔ ایک منیا دے پر اونکا ہوگا اتفاق
مین کہے دیتی ہون بیٹا اونکے مرجانیں جو لال ۔ بیچ ڈالونگی ہیوتی ۔ کیسے ہوگا اتفاق
لا ولد ہین ہو گئی دکھیاری وہ پھولین پھلین ۔ کل ہو نہ حق لین چچا کا ۔ مجھسے ایسا اتفاق

صالحہ کی نصیحت

صالحہ اوسکی تنتجب سن چکی بھاوج کی بات ۔ بولی ۔ اچھی بھابی جان ۔ اتنا ہی تمکو اتفاق
کیا سمائی ہے تمہارے دل مین بھابی سوچو تو ۔ میل کی دشمن نہین ہو تمکو بھاتا اتفاق
خلق کہتی ہے لڑائی تمکو بھاتی ہون مین ۔ کہتے ہین سب حاسد ہے نے گھر کا کھویا اتفاق
صبح چڑیان چہچہاتی ہین خدا کی یاد مین ۔ ہوتا ہے اوٹھتے ہی تن بھین سے تمہارا اتفاق

بھائی سے تنے گلے اوسکے بھیا دکہ کیا — مفسدہ تمکو سے پیارا انکو پیارا اتفاق
بیٹون کا کرتی ہو شکوہ بھائی سے تم جھوٹ موٹ — آپکی باتون سے ہوجاتا ہے اونکا اتفاق
کان دھر کر سنتے ہین بھائی تو تم بھی تیتی ہو — کان کے کچے نہوتے تو نہ ٹوٹا اتفاق
مرد کے بدنام ہین اون مین کدورت گئی — سنگ باب آپکے فقرون سے بھوجا اتفاق
مفسدہ پردازی کرتی تو تمہی ہو بھائی سے تم — نام لیتی ہو جہد کا کیسے ہوگا اتفاق
ملتی اچھی ہو سجدہ کرو اللہ کا — دیکھو اونسے کرلیا کنبے سے کیسا اتفاق
پالتے ہین باپ مان کس پیار سے اولاد کو — آہ بیٹون کو نہو اونسے. ذرا سا اتفاق
انہون سے غیرون کے سب ملتے ہین بنا چاہے — وان نہین کرتی کہین کنبا سے کنبا اتفاق
رشتہ دارون مین سے آجائے اگر کوئی کبھی — اونکی خاطرداری مین ہو اونسے پورا اتفاق
اورونکو خوشحال دیکھو تو کرو شکر خدا — بعضونکو تمسے زیادہ دکھ سے ہوگا اتفاق
بچونکو جو چاہیگا دل سے. تو وہ ملجاینگے — کم سمجھ معصوم بچے. سمجھین کیا. کیا اتفاق
اپنے غم مین روز رونا خاص ذاتی رنج ہے — بیکسان کربلا کے غم مین رونا اتفاق
نام رکھنے پر بگڑنا کو سنا معیوب ہے — کوئی نام اپنا نہین ہے. ایسے سب کا اتفاق
بھائی بندون کے یہان سے جلتی آکے کوئی خبر — اوتنی لیلو بھونا ہے اوسپر جھگڑنا اتفاق
چار سنے مین تپش دیتے ہین جو چھوٹے بھائیکو — مت کرو ہو اس سے بڑھیگا باہم اچھا اتفاق
ساس و سالی سالے تو کھاتی ہین سڑ زردہ پلاؤ — بھائی بیٹون سے نہو اونکے تمہارا اتفاق
سوت بھی تو ہین سیدجان کی سوتیلی مان — کیسے سب بچونسے رکھتی ہین وہ اونکا اتفاق
آنکو حرص و حسد کی آگ نے جھلسا دیا — خود مرض بچے مرض بیمار دو کیسا اتفاق
ٹونے ٹوٹکے تعویذ و گنڈے کیلئے سیلانی کو — کھو دیا ایمان و زر تب بھی بنایا اتفاق
خلق دیکھو میل رکھو سب کے سب تابع ہین — کیا کریگا بھلا تعویذ گنڈا اتفاق
ایک دمڑی کی سنا کی پر تمہین اتنا ملال — اونکا دل دیکھو گرستی سے بنایا اتفاق
سکو کہتی ہو برا اپنی نہین تمکو خبر — چھوڑ دو یہ عادتین ہوجائے کیسا اتفاق

جب سنین بھاوج نے یہ باتین تو جھنجلا کر کہا
قاضی القضاۃ دادا باپ سنی مجتہد تھے مرے
ہا ہر کی خاص سیدانی ہوتی تجھسے بڑے کن
سب دنون کا جوش دیکھا ہی خدا کی آنکھ سے
تب کہا پھر تند خوئی سے اجی بھابی جان
ہم بھی ہین سادات دیکھو تذکرہ سادات کا
اپنے باپ دادا تو بہت مشہور ہین
آپکی سی عادتین اونمین نہ تھین عالم تھے وہ
ہے کہاوت۔ ہوتے ہین شیطان لیکے پیٹ سے
آپکو اپنی شرافت پر ہے رات و دن گھمنڈ
یہ تمہاری گود کے بچے ہین اولاد بتول
جبر گر ہے تو پھولیگا پھلیگا پیڑ بھی
سیکھتے ہین تم ہی سے بچپن مین بچے بات چیت
طعن و تشنیع اونکو کہا اچھی چھوڑدو بھابی جان
مت لڑاؤ بی بیونکو بھابی جان بس مین تم
اسکا شکوہ اوس سے اوسکا اس سے کٹنی کا ہے کام
جو میان نہ تری ہین دونون کیطرف سے برملا
کوئی شیطان کرسکتے تھے جو شکوہ غیر کا
تو منہ دہ جو سمجھے سب کو اچھی نیکدل
کربلا مین لٹگیا باغ نبی یکروز ہین
بھائی پر صدقے کیا زینب نے دو بیٹون
شوہر اور اپنے پسر کو زوجہ عباس نے

مجھکو کیا سکھلا گئی تھی اپسی کہنیا اتفاق
کیا سکھائی ہی مجھے منصف کی بیٹیا اتفاق
غصہ آنے پہ نہین ہی مجھکو بھاتا اتفاق
دشمن مر جائین پہ ہرگز نہوگا اتفاق
آپکے سیدانی ہونے مین ہی سب کا اتفاق
وصف ذاتی سے ہی کرنا فخر آبا اتفاق
اونکو اخلاق اور مروت سے تھا پورا اتفاق
آپ سی بدخو کو ایسے نیکو نسے کیا اتفاق
ایسے ہی بھائی ہو تم جنکو ہی کڑوا اتفاق
مرنے پر اعمال سے کھل جایگا اتفاق
مت لڑاؤ فاطمہ کو سمجھو اونکا اتفاق
سوکھی جڑ کی پودہ کو پھل سے نہوگا اتفاق
تمکو جیسا دیکھینگے ویسی ہی کرینگے اتفاق
تم ہوا چھی کہ ہوا چھا سے اچھا اتفاق
زرد رو ہوگی جو ہوگا اونمین ایکا اتفاق
جلتی ہی بھوائی کمبخت اونکا چھوٹا اتفاق
پھر نہین ہوتا ہی تمکو سے کسی کا اتفاق
اوس سے کہد چپ ہو اس سے ہی ٹوٹا اتفاق
بھابی شرما کر کہے بی بی مین اچھا اتفاق
بی بیان راضی ہین ہونین تب بھی چھوٹا اتفاق
دونون خوش تھی ان حرکتو اونمین تھا ایسا اتفاق
جان بھینے سے روکا اونمین تھا اتفاق

مادر اصغر کی ہمت دیکھو تو تم بھابی جان
تجھ سے بچے کارن مین چھپا تھا اتفاق

جب گئے مسلم کے پیارے نہر پر کٹتے تھے وہ
قتل سے پیرے جو حارث تجھکو بہلا اتفاق

آخرت کو چھوڑ کر جینے سے کیون بچے حسین
سر دیا ایمان رکھا دین سے تھا اتفاق

چھوٹتے دین محمد سیکھتے دین یزید
مصطفی بچ جاتے حسین ایسا نہ پڑتا اتفاق

جان و اولاد اہل ایمان کیلئے ناچیز ہو
مال و دولت و ملک رکھتی ہو دنیا اتفاق

حرص و لالچ بغض و کینہ گھر والون کا کام ہو
مومنون کو چاہیے لوگون سے ایکا اتفاق

زینب و کلثوم و زہرا کے گھرانے کی ہو تم
غیرون سے حرص و حسد شر سیکھا چھوڑو اتفاق

کوئی تمکو سب پیٹے برا کہے تم چپ رہو
آپ شرمائیگی خندی تب تجھے ہوگا اتفاق

سمجھ لیتے ہین سب نام خدا کس شوق سے
رکھتا ہی ہر وقت بھابی تے دکھڑا اتفاق

جب سنین سب تمکی باتین تو بھابی نے کہا
سچ کہا اے صالحہ مشکل ہی اچھا اتفاق

خوش ہوئی تمسے مین اے سجاد بھائی کی بہو
آپکی نرمی سے میرے دلکو بھایا اتفاق

میرے جھنجھلانے پہ بھی بھابی تم کہتی رہین
آخرش شرم آئی مجھکو تمنے سیکھا اتفاق

اے بہن تم خوش رہو اللہ تمسے خوش رہے
دین و دنیا مین بھلا ہو تمنے سمجھا اتفاق

پھر دلہن عادتین مجھسے چھڑادین واہ واہ
بی بی زہرا کے چلن سے اب رہیگا اتفاق

پھوٹ سے دنیا کا کوئی کام بن سکتا نہین
اپنے اپنے گھر مٹے جب اونسے چھوٹا اتفاق

بی بیو تم جانتی ہو کیسی تھی مین بد مزاج
اب مین توبہ کرتی ہون مجھکو بھی بھایا اتفاق

مین جو کچھ کہتی ہون تمسے اوسکو تم دل سے سنو
آپ بیتی سے رہا ہی جیسے میرا اتفاق

باتون مین نرمی رہے شکوہ نہو اغیار کا
شکوہ سے مٹتا ہی آپس کا اچھا اتفاق

جسکو دولتمند دیکھو مت کرو حرص و حسد
مال و دولت بھل ہی اوسکا جسنے بویا اتفاق

مردو کی خوش قسمتی سے لڑکے بچے جو تمہین
روپیہ پیسہ کی آمد عورتون کا اتفاق

تمکو ہو سے رنج کچھ تو نالہ و دو دہرا دست
ہوتے تھے خوش دشمن بتر ہیگا اونمین نکلا اتفاق

باہمی شورہ کرو تدبیر سو بخود دفع کی
حکم مصلح مانو تا دیکھین تمہارا اتفاق

مت دو دخل ادنیٰ بھی مردون کے کامون مین کبھی — تم جو بولوگی تو مٹ جائیگا اون کا اتفاق

زیور و کپڑے سے پہنکے اونچھی بن اتراؤ مت — کبر و نخوت سے نہین اللہ کرتا اتفاق

مفلس و بیکس پہٹے کپڑے پہنکے آئے جب — اون کا دل چہوٹا ہو رکھو اون سے اچھا اتفاق

خود خدا فرماتا ہے قرآن مین لے بی بیو — میرے محتاجون کو خوش رکھنا ہو بہتر اتفاق

آدم اشرافون کو دینی ہدایت بہول جاے — غیر دینی رسم و عمل سے ہو تمہارا اتفاق

تم سے بہتر ہین جو داخل ہو گئین اسلام مین — اونکو شاباش اونپہ رحمت اونکا اچھا اتفاق

بڈھیا بہو بٹیا نصیبا سیکھگی بستانی بی — پڑہتی ہین پانچون نمازین دیکھو اونکا اتفاق

چاہیے مردون سے بڑہکر نیک سیرت تم بنو — تم جو اچھی ہوگی تو بچون مین ہوگا اتفاق

تم پڑہی دیندار اچھی خلق والی ہوگی جب — خود بخود ہوجائیگا بچون مین ویسا اتفاق

بی بیو تم سب پہیلا دو ہماری قوم مین — مردون سے بڑہجائے جب تم سبکا ایکا اتفاق

التجاء راقم

بڑھ گیا ہے اسقدر زور نفاق لازوال — گر گیا خود اتفاق اوس ہی سے بیچا اتفاق

اتفاق اشعار کرتا ہے کہ چند اشعار کے — اصل مضمون سے اتفاقاً مینے جوڑا اتفاق

درد دل سے نظم لکھدی مجھ رذیل زادنے — جب یہ چھپ جائے تو وہ سیکھے خدارا اتفاق

مینے جو کچھ لکھدیا وہ سقم سے خالی نہین — چشم پوشی سے کریگی چشم بینا اتفاق

دیکھتے ہی خودستا جھنجھلا کے پھینکینگے لے — نکتہ چینی عیب بینی سے ہے جنکا اتفاق

مجھکو مت دیکھین کہ مین ناچیز ہون تو بھی ہو — کچھ توجہ ہوگی تو کچھ کچھ بڑہیگا اتفاق

مجھسے ناخوش ہون مری تحریر پر دشمن اگر — میرے سر پر رکھکے پا سمجھین سراپا اتفاق

ہوشیر نفور نہین جہان بغض و حسد فتنہ فساد — جد و جہد باہمی دکھلائے اپنا اتفاق

یک بیک ہر کام مین یکجائی شورہ ہے محال — رکھین باہم خط نویسی سے بخود ہا اتفاق

ماہواری سلسلہ جاری ہے تحریک کا — تا اتفاق از خود ہو یک نقطہ سے آدھا اتفاق

جب ہوے کل شعر یکجا تب ہوئی تاریخ سال — اب ہے آئین اتفاق باہمی کا اتفاق

۱۳۳۲ھ

قطعہ تاریخ تصنیف و طبع نظم اتفاق مصنفہ مولوی سید محمد آغا حید صاحب برادر زادہ مصنف

کیا نظم پر اثر ہے چچا نے جو لکھی ہے	آغا یہ ہے شریلون کا آئین اتفا
اسکو بصفائے قلب سے جو شخص دیکھیگا	بیساختہ بنایگا آئین اتفاق
بے سر ہے اتفاق تو بشکل نفاق ہے	ہے اتفاق بن گیا آئین اتفاق
	۱۳۳۲ - ۱ = ۳۲ ۱۳ھ

اعلان

مطبع اصلاح مین الحمد للہ ہر قسم کا کام نہایت خوبی اور اہتمام سے ہوتا ہے صحت کا پورا انتظام کیا جاتا ہے۔

اصلاح اور الشمس دو رسالے اس مطبع سے شایع ہوتے ہین اور فن مناظرہ کی وہ نایاب اور نادر کتابین شایع ہوتی ہین جنکی نظیر چشم فلک نے بھی نہ دیکھی ہو۔

ذوالفقار حیدری (۳ جلد ہے) **مناظرہ امجدیہ** ہر دو حصہ (۱۲)

کشف الظلمات ہر دو حصہ (عہ) **تقدیس القران** بجواب ...

رسالہ وضو (۲) **تنقید بخاری** (۱۲) ہر دو حصہ (عہ) موجود ہین

اسکے علاوہ صدہا کتابین ہین جن کی فہرست حسب الطلب روانہ ہو سکتی ہے۔

المشتہر

علی حیدر اڈیٹر اصلاح کھجوا ضلع سارن